کتب خانہ دار المصنفین اعظم گڈھ

علامہ شبلی نعمانی رح

سیرۃ النبی صلعم، حصہ اول طبع دوم قیمت باختلاف کاغذ . . . . سے / لعہ

الیضاً حصہ دوم، طبع اول قیمت قسم اعلیٰ تقطیع کلان عـــہ

الیضاً حصہ دوم، طبع دوم، قیمت باختلاف کاغذ تقطیع خورد . . . . صہ / ۸ سے

سیرۃ النبی حصہ سوم، تقطیع کلان، قسم اول عـــہ / قسم دوم . . . . سے /

الفاروق، حضرت فاروق اعظم کی لائف اور طرز حکومت

المامون، خلیفہ مامون الرشید کے عہد سلطنت کے حالات، . . . . عہ

الغزالی، امام غزالی کی سوانحعمری اور ان کا فلسفہ عہ

سیرۃ النعمان، امام ابو حنیفہ کی سوانحعمری اور ان کے اجتہادات اور مسائل، . . . . . . عہ

سوانح مولانا روم، مولانا جلال الدین رومی کی مفصل سوانحعمری، مثنوی شریف اور دیگر تصانیف پر تقریظ

رسائل شبلی، مولانا کے گیارہ مختلف علمی مضامین کا مجموعہ، . . . . عہ

مقالات شبلی، مولانا کے تیرہ مختلف مضامین کا مجموعہ . . . . عہ

بیان خسرو، خسرو کے حالات زندگی، اور انکی شاعری پر ریویو، ۸

شعر العجم، حصہ اول، شاعری کی حقیقت فارسی شاعری کا آغاز و قدما کا دور . . . . سے /

الیضاً حصہ دوم، شعرائے متوسطین کا دور عـہ /

" **حصہ سوم**، شعرائے متاخرین کا دور عـہ /

" **حصہ چہارم**، فارسی شاعری پر ریویو، سے /

" **حصہ پنجم**، فلسفیانہ صوفیانہ اور اخلاقی شاعری پر تبصرہ . . . . ۶ /

الانتقاد علی التمدن الاسلامی، جرجی زیدان کے تمدن اسلامی پر عربی مین ریویو، ۸ /

موازنۂ انیس و دبیر، میر انیس کی شاعری پر ریویو . . . . . . سے / ۸ سے

سفرنامہ روم و مصر و شام، مطبوعۂ معارف پریس، قیمت . . . . ۶ /

مضامین عالمگیر، شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر پر اعتراضات اور ان کے جوابات، قیمت باختلاف کاغذ وطبع . . . . . . عہ، عہ

علم الکلام، مسلمانون کے علم کلام کی تاریخ اسکی عہد بعہد کی ترقیان اور علمائے متکلمین کے نظریات اور مسائل، طبع چہارم مطبوعہ معارف پریس، عہ /

الکلام، مولانا کی مشہور تصنیف، جدید علم کلام جس مین عقلی دلائل سے مذہب کو فلسفہ کے مقابلہ مین ثابت کیا ہے اور ملاحدہ اور منکرین کے دلائل کا رد کیا ہے، طبع سوم مطبوعہ معارف پریس، قیمت عہ /

قصیدۂ امرتسر، امرتسر کے اجلاس ندوۃ العلماء مین مولانا نے جو فارسی قصیدہ پڑھا تھا طبع رنگین

کتب خانہ دار المصنفین اعظم گڈھ

علامہ شبلی نعمانی رح

سیرۃ النبی صلعم، حصہ اول طبع دوم قیمت باختلاف کاغذ

ایضاً حصہ دوم، طبع اول قیمت قسم اعلیٰ تقطیع کلاں

ایضاً حصہ دوم، طبع دوم، قیمت باختلاف کاغذ تقطیع خورد

سیرۃ النبی حصہ سوم، تقطیع کلاں، قسم اول، قسم دوم

الفاروق، حضرت فاروق اعظم کی لائف اور طرز حکومت

المامون، خلیفہ مامون الرشید کے عہد سلطنت کے حالات،

الغزالی، امام غزالی کی سوانح عمری اور ان کا فلسفہ

سیرۃ النعمان، امام ابو حنیفہ کی سوانح عمری اور ان کے اجتہادات اور مسائل،

سوانح مولانا روم، مولانا جلال الدین رومی کی مفصل سوانح عمری، مثنوی شریف اور دیگر تصانیف پر تقریظ

رسائل شبلی، مولانا کے گیارہ مختلف علمی مضامین کا مجموعہ،

مقالات شبلی، مولانا کے تیرہ مختلف مضامین کا مجموعہ۔

بیان خسرو، خسرو کے حالات زندگی، اور انکی شاعری پر ریویو،

شعر العجم، حصہ اول، شاعری کی حقیقت فارسی شاعری کا آغاز و قدما کا دور

ایضاً حصہ دوم، شعرائے متوسطین کا دور

" **حصہ سوم**، شعرائے متاخرین کا دور

" **حصہ چہارم**، فارسی شاعری پر ریویو،

" **حصہ پنجم**، فلسفیانہ صوفیانہ اور اخلاقی شاعری پر تبصرہ

الانتقاد علی التمدن الاسلامی، جرجی زیدان کے تمدن اسلامی پر عربی مین ریویو،

موازنۂ انیس و دبیر، میرانیس کی شاعری پر ریویو

سفرنامہ روم و مصر و شام، مطبوعہ معارف پریس، قیمت

مضامین عالمگیر، شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر پر اعتراضات اور ان کے جوابات، قیمت باختلاف کاغذ وطبع

علم الکلام، مسلمانون کے علم کلام کی تاریخ اسکی عہد بعہد کی ترقیان اور علمائے متکلمین کے نظریات اور مسائل، طبع چہارم مطبوعہ معارف پریس،

الکلام، مولانا کی مشہور تصنیف، جدید علم کلام جس مین عقلی دلائل سے مذہب کو فلسفہ کے مقابلہ مین ثابت کیا ہے اور ملاحدہ اور منکرین کے دلائل کا رد کیا ہے، طبع سوم مطبوعہ معارف پریس، قیمت

قصیدۂ امرتسر، امرتسر کے اجلاس ندوۃ العلماء مین مولانا نے جو فارسی قصیدہ پڑھا تھا طبع رنگین

فہرست مضامین سیر الانصار حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"س"

حضرت سعدؓ بن ربیع

نام ونسب، سعد نام، قبیلہ خزرج سے ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہی، سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس بن مالک اغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر،

اسلام، عقبہ اولیٰ میں مسلمان ہوئے اور عقبہ ثانیہ میں شرکت کی،[1] دوسری بیعت میں اپنے قبیلہ کے نقیب بنائے گئے، عبداللہ بن رواحہ بھی اسی قبیلہ کے نقیب تھے،[2]

غزوات اور دیگر حالات، عبدالرحمٰن بن عوف سے کہ عشرہ مبشرہ میں ستھے، برادری قائم ہوئی، حضرت سعدؓ نے اپنے مہاجر بھائی کے ساتھ جو غیر معمولی جوش وخروش اور خلوص ظاہر کیا، اس کی نظیر تاریخ عالم کے کسی باب میں نہیں مل سکتی، تمام انصار نے مال ومتاع، جائداد، زمین آدھی آدھی مہاجرین کو دیدی تھی، حضرت سعدؓ نے ان چیزوں کے علاوہ اپنی ایک بیوی بھی پیش کی، حضرت عبدالرحمٰنؓ اگرچہ اس وقت مفلوک الحال تھے، تاہم دل غنی تھا، بولے "خدا تمھارے بال بچوں اور مال ودولت میں برکت دے، مجھے اس کی ضرورت نہیں،

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۷۷ ج ۲ [2] ایضاً،

تم مجھکو بازار دکھلادو،[۱]

غزوۂ بدر کی شرکت سے تذکرے خاموش ہین، غزوۂ اُحد مین شریک تھے، اور اسی مین

وفات، نہایت جانبازی سے لڑکر شہادت حاصل کی، جسم پر نیزہ کے بارہ زخم تھے، موطا مین ہو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کوئی سعد بن ربیع کی خبر لاتا، ایک شخص نے کہا مین جاتا ہون زرقانی مین ہو کہ انھون نے جاکر لاشون کا گشت لگایا اور اون کا نام لیکر آواز دی، شہر خاموشان مین ہر طرف سناٹا تھا، کوئی جواب نہ آیا، لیکن جب یہ آواز دی کہ مجھکو رسول اللہؐ نے تمھارے پاس بھیجا ہو، تو ایک ضعیف آواز کان مین پہونچی کہ مین مردون مین ہون، یہ حضرت سعدؓ کا اخیر وقت تھا، دم توڑ رہے تھے، زبان قابو مین نہ تھی، تاہم ان سے کہا کہ رسول اللہؐ سے میرا اسلام کہنا اور انصار سے کہنا کہ اگر خدا نخواستہ رسول اللہؐ قتل ہوگئے اور تم مین سے ایک بھی زندہ بچ گیا تو خدا کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہوگے! کیونکہ تم نے لیلۃ العقبہ مین رسول اللہؐ پر فدا ہونے کی بیعت کی تھی، یہ شخص جن کا نام بعض روایتون مین ابی بن کعبؓ آیا ہی وہین کھڑے رہے، اور حضرت سعدؓ کی روح مبارک جسد عنصری سے پرواز کرگئی،

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

حضرت ابیؓ نے یہ وصیت کے آخری کلمات آنحضرتؐ کو پہونچائے، فرمایا خدا اون پر رحم کرے، زندگی اور موت دونون مین خدا اور رسول کی بہی خواہی مدنظر رہی،[۲]

دفن کے وقت دو دو آدمی ایک قبر مین رکھے گئے تھے، خارجہ بن زید بن ابی زہیر جو حضرت سعدؓ کے چچا ہوتے تھے، ان کے ساتھ دفن کئے گئے، کہ جس طرح دنیا مین ساتھ دیا تھا قبر مین بھی ساتھ دین،[۳]

---

[۱] اسد الغابہ صفحہ ۲۷۷ و ۲۷۸ جلد ۲ و اصابہ صفحہ ۷ جلد ۳، [۲] اسد الغابہ صفحہ ۲۷۸، [۳] صحیح بخاری ص ۱۰۶۱

اہل وعیال | دو لڑکیان چھوڑین، ایک نام ام سعید تھا، آنحضرت نے جائداد مین دو ثلث
ان کو عطا فرمائے، قرآن مجید کی آیت میراث،

فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک [۱] — اگر دو عورتون سے زیادہ ہون تو دو ثلث انکا حصہ ہوگا،

اسی موقع پر نازل ہوئی، اور اسی تقسیم سے یہ معلوم ہوا کہ دو عورتون کا بھی وہی حصہ ہے
جو تین یا چار کا ہے[۱]،

دو بیویان تھین، جن مین ایک نام عمرۃ بنت حزم تھا[۲]،

فضل وکمال | آنحضرت صلعم سے حدیث سننے کے علاوہ، لکھنا جانتے تھے، اور چونکہ رئیس کے
بیٹے تھے، تعلیم کا خاص اہتمام ہوا تھا، کتابت اسی زمانہ مین سیکھی تھی[۳]،

اخلاق | جوش ایمان، اور حب رسول، عقبہ اور احد کے کارنامون مین ظاہر ہوتی ہے،
غزوۂ احد مین جو وصیت کی، وہ اس کا بالکل بین ثبوت ہے،

مشرکین مکہ کی تیاریون کی خبر جب آنحضرت صلعم کے پاس احد مین آئی تھی، آنحضرت نے
سعد کو آگاہ کیا تھا[۴]،

انھین باتون کی وجہ سے حضرت سعد رض کا اثر تمام صحابہ پر تھا، ان کی صاحبزادی ام سعید
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین آئین تو انھون نے اپنا کپڑا بچھا دیا، حضرت عمر رض نے
کہا یہ کون ہین؟ فرمایا کہ یہ اوس شخص کی بیٹی ہے جو مجھ سے اور تم سے بہتر تھا، پوچھا یا خلیفۂ رسول اللہ
وہ کیون؟ ارشاد ہوا کہ اوس نے آنحضرت صلعم کے زمانہ مین جنت کا راستہ لیا، اور ہم تم یہین
باقی رہ گئے[۵]،

---

[۱] اسد الغابہ صفحہ ۲۷۷ جلد ۲ [۲] اصابہ صفحہ ۲۷، جلد ۲ [۳] اسد الغابہ صفحہ ۲۷۷، [۴] طبقات صفحہ ۲۵، [۵] اصابہ صفحہ ۲۷،

حضرتِ سہل رضؓ بن سعد

نام ونسب، سہل نام، ابو العباس، ابو مالک، ابو یحییٰ کنیت، سلسلۂ نسب یہ ہی، سہل بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج اکبر،

ہجرت نبوی سے ۵ سال قبل پیدا ہوئے، باپ نے حزن نام رکھا، لیکن آنحضرت جب مدینہ تشریف لائے تو بدلکر سہل کر دیا،

اسلام، ہجرت سے پیشتر حضرت سہل رضؓ کے والد سعد بن مالک نے مذہب اسلام قبول کر لیا تھا، بیٹے نے اسی باپ کے سایۂ عاطفت مین پرورش پائی تھی،

غزوات اور دیگر حالات، آنحضرتؐ کی تشریف آوری مدینہ کے وقت ان کا سن ۵ سال کا تھا، دو برس کے بعد غزوۂ بدر پیش آیا، اس وقت یہ ہفت سالہ تھے، لڑائی سے قبل ان کے والد نے انتقال کیا، اور حضرت سہل رضؓ کو یتیم چھوڑ گئے، آنحضرت صلعم نے لڑائی ختم ہونے کے بعد اور مجاہدین کی طرح ان کے باپ کا بھی حصہ لگایا، کیونکہ وہ جنگ کا عزم کر چکے تھے،

غزوۂ اُحد مین وہ اور لڑکون کی طرح شہر کی حفاظت کر رہے تھے، آنحضرت صلعم کو جب چشم زخم پہنچا، اور دھویا گیا، اوس وقت آپ کے پاس آگئے تھے،[1]

۵ھ مین غزوۂ خندق ہوا، باانیہمہ صغر سنی، جوش کا یہ عالم تھا کہ خندق

---

[1] مسند جلد ۵، ۳۳۴

کھودنے اور مٹی اُٹھا اُٹھا کے کندھے پر لیجاتے تھے[1]،

غزوات مابعد مین بھی میدانِ جنگ کے قابل نہ ہوسکے، ۱۵ برس کا سن ہوا اور تیغ زنی کے قابل ہوئے تو خود سرورِ عالم نے سفرِ آخرت قبول فرمایا[2]، یہ ۱۱ھ کا واقعہ ہی،

۷۴ھ مین حجاج بن یوسف ثقفی کا پنجۂ سیاست دراز ہوا، اِن کو بُلا کر پوچھا کہ تمنے حضرت عثمانؓ کی مدد کیون نہ کی؟ جواب دیا، "کی تھی"! بولا "جھوٹ کہتے ہو"، اِس کے بعد حکم دیا کہ اِن کی گردن پر مہر لگادی جائے، یہ عتاب اِن بزرگون کے ذلیل کرنے اور اثر زائل کرنے کے لیئے کیا گیا تھا، حضرت انسؓ اور حضرت جابرؓ بن عبداللہ بھی اسی جرم مین ماخوذ تھے،

وفات، سن مبارک ۹۶ سال تک پہونچ چکا تھا، آنحضرت صلعم کے جمالِ باکمال دیکھنے والون سے مدینہ خالی تھا، دیگر صوبے بھی صحابہ کے سایہ سے عموماً محروم ہوچکے تھے، وہ خود فرمایا کرتے تھے، "کہ مرجاؤن گا تو کوئی قال رسول کہنے والا باقی نہ رہے گا"، آخر ۹۱ھ مین بزمِ قدسِ نبوی کی یہ ٹمٹماتی ہوئی شمع بھی بجھ گئی،

فضل و کمال، حضرت سہلؓ مشاہیر صحابہ مین ہین، اکابر صحابہ کے فوت ہونے کے بعد ان کی ذات مرجعِ انام بنگئی تھی، لوگ نہایت ذوق و شوق سے حدیث سننے آتے تھے،

آنحضرت صلعم کے زمانہ مین اگرچہ صغیر السن تھے تاہم آپ سے حدیث سنی تھی، بعد مین حضرت اُبیؓ بن کعب، عاصم بن عدی، عمرو بن عبسہ سے اِس فن کی تکمیل کی، مروان سے بھی چند روایتین لین، اگرچہ وہ صحابی نہ تھا، راویانِ حدیث اور تلامذۂ خاص کی ایک جماعت تھی جن مین بعض کے نام یہ ہین،

حضرت ابوہریرہؓ، ابن عباسؓ، سعید بن مسیّب، ابوحازم بن دینار، زہری،

---

[1] صفحہ ۳۳۲ جلد ۵ مسند، [2] صفحہ ۱۱۶ مسند ابی مبارک،

ابو سہیل اُبیؓ، عباس بن سہل (لڑکے تھے) و فا بن شریح حضرمی، یحیٰی بن میمون حضرمی، عبد
بن عبدالرحمٰن بن ابی ذباب، عمرو بن جابر حضرمی،

روایات کی تعداد ۱۸۸ ہے جن مین سے ۲۸ متفق علیہ ہین،

اخلاق، حُبِ رسول مین چور تھے، آنحضرت صلعم ایک سُتون کے سہارے کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے، ایک روز منبر کا خیال ظاہر فرمایا، حضرت سہلؓ اُٹھے اور جنگل سے منبر کے لئے لکڑی کاٹ لائے، [1]

ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کو بیر بضاعہ سے پانی پلایا تھا، [2]

حق گوئی خاص شعار تھی، آلِ مروان مین سے ایک شخص مدینہ کا امیر ہو کر آیا، حضرت سہلؓ کو بلا کر کہا کہ علیؓ کو بُرا کہو، انھون نے انکار کیا تو کہا کہ اچھا اتنا ہی کہدو کہ "خدا (نعوذ باللہ) ابو تراب پر لعنت کرے،" حضرت سہلؓ نے جواب دیا کہ یہ علیؓ کا محبوب ترین نام تھا اور آپ اِس نام سے بہت خوش ہوتے، اس کے بعد ابو تراب کی وجہ تسمیہ بتلائی تو اوس کو بھی خاموش ہونا پڑا، [3]

---

[1] صفحہ ۳۳۹ مسند جلد ۵، [2] ایضاً صفحہ ۳۳۸، [3] صحیح مسلم صفحہ ۳۲۶ جلد ۲،

حضرت سہل رضؓ بن حنیف

نام و نسب، سہل نام، ابو سعد کنیت، سلسلۂ نسب یہ ہی، سہل بن حنیف بن واہب ابن عکیم بن ثعلبہ بن حارث بن مجدعہ بن عمرو بن حشم بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس،

اسلام، ہجرت سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے،

غزوات و عام حالات، ابن سعد کی روایت کے مطابق جناب امیر علیہ السلام سے مواخاۃ[1] ہوئی، تمام غزوات شریک تھے، غزوۂ احد میں جب آنحضرت صلعم چند صحابہ کے ساتھ میدان مین رہ گئے تھے، یہ بھی ثابت قدم رہے، اوسی دن موت پر بیعت کی تھی، رسول اللہ صلعم کی طرف جو تیر آتے یہ اونکا جواب دیتے تھے، آنحضرت صلعم لوگون سے فرماتے کہ "ان کو تیر دو یہ سہل ہین"، حضرت عمرؓ تفاول کے طور پر کہتے کہ سہل ہو، حزن نہین[2]،

خلافتِ راشدہ مین سے جناب امیر علیہ السلام کے عہد مبارک مین مدینہ کے امیر تھے کوفہ سے امیر المومنین کا فرمان پہونچا کہ یہان آجاؤ، چنانچہ مدینہ سے کوفہ چلے گئے،

جنگِ جمل کے بعد بصرہ کے والی بنائے گئے، جنگ صفین مین حضرت علیؓ کی طرف سے شرکت کی[3]، اور لڑائی کے بعد کوفہ واپس چلے آئے،

اسی زمانہ مین فارس کے امیر بنائے گئے، لیکن اہل فارس نے سرتابی کرکے خارج البلد کردیا، حضرت علیؓ نے ان کے بجائے زیاد بن ابیہ کو وہان کا حاکم مقرر فرمایا،

---

[1] اصابہ صفحہ ۱۳۹ جلد ۳ و تہذیب التہذیب صفحہ ۲۵۱ جلد ۴، [2] اصابہ صفحہ ۱۳۹، [3] صحیح بخاری صفحہ ۶۰۲ جلد ۲،

وفات، سنہ ۳۸ھ مین بمقام کوفہ انتقال فرمایا، حضرت علیؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، ۶ تکبیرین کہین اور فرمایا کہ یہ اصحاب بدر مین تھے،

اولاد، دو بیٹے یادگار چھوڑے، ابوامامہ اسعد، اور عبداللہ، اول الذکر آنحضرت صلعم کے عہد مقدس مین تولد ہوئے تھے،

حلیہ، نہایت خوبصورت اور پاکیزہ منظر تھے، بدن نہایت سڈول تھا، ایک غزوہ مین آنحضرت صلعم کے ہمرکاب تھے، وہان نہر جاری تھی، نہانے کے لئے گئے کسی انصاری نے جسم دیکھکر کہا، کیسا بدن پایا ہے؟ مین نے تو ایسا بدن کبھی نہ دیکھا تھا، حضرت سہلؓ کو غش آگیا، اُٹھا کر لائے گئے، بخار چڑھا تھا، آنحضرت صلعم نے پوچھا کیا معاملہ ہے، لوگون نے قصہ بیان کیا، فرمایا تعجب ہے، لوگ اپنے بھائی کا جسم پامال دیکھتے ہین اور برکت کی دعا نہین کرتے، اسلئے نظر لگتی ہے،

فضل وکمال، راویانِ حدیث مین ہین، آنحضرت صلعم اور حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت کرتے ہین، اِن سے متعدد تابعین نے روایت کی ہے مثال کے طور پر چند نام یہ ہین،

ابووائل، عبید بن سباق، عبدالرحمن بن ابی لیلے، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، یسیر بن عمرو، رباب، (عثمان بن حکم بن عباد بن حنیف کی دادی تھین)[1]

اخلاق وعادات اختلاف سے دور رہتے تھے، صفین سے واپس آئے تو ابووائل نے کہا کہ کچھ خبر بیان کیجیے، فرمایا کیا بتاؤن؟ سخت مشکل ہے، ایک سوراخ بند کرتے ہین تو دوسرا کھل جاتا ہے،[2]

---

[1] از طبقات صفحہ، جلد ۹ و تہذیب التہذیب جلد ۴ و اصابہ جلد ۳ حالات سہل، [2] صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۰۲

نہایت شجاع اور جری تھے، لیکن لوگون مین اِس کے خلاف چرچا تھا، فرمایا یہ اون کی رائے کا قصور ہے، مین بزدل نہین، ہمنے جس کام کے لیئے تلوار اُٹھائی اوس کو ہمیشہ آسان کرلیا، یوم ابی جندل (حدیبیہ) مین لڑتا اگر رسول اللہ صلعم کی مرضی کے خلاف نہ ہوتا تو مین اوس دن بھی آمادہ پیکار ہوجاتا[1]،

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۶۰۲ جلد ۲،

حضرت سعدؓ بن معاذ

نام ونسب، سعد نام، ابو عمرو کنیت، سید الاوس لقب، قبیلۂ عبد الاشہل سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، سعد بن معاذ بن نعمان بن امرء القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم ابن حارث بن خزرج بن نبت (عمرو) بن مالک بن اوس، والدہ کا نام کبشہ بنت رافع تھا جو حضرت ابو سعیدؓ خدری کی چچازاد بہن تھیں، قبیلۂ اشہل، قبائل اوس میں شریف قبیلہ تھا، اور سیادت عامہ اوس میں ورا ثتاً چلی آتی تھی، چنانچہ حضرت سعدؓ کے تمام مورث اپنے اپنے زمانہ میں تاجِ سیادت زیب فرق کئے تھے،

والد نے ایام جاہلیت ہی میں وفات پائی، والدہ موجود تھیں، ہجرت سے پیشتر ایمان لائیں اور حضرت سعدؓ کے انتقال کے بعد بہت دنوں تک زندہ رہیں،

اسلام، اگرچہ عقبۂ اولیٰ میں یثرب کی سرزمین پر خورشید اسلام کا پرتو پڑ چکا تھا لیکن حقیقی ضیا گستری حضرت مصعب بن عمیرؓ کی ذات سے وابستہ تھی، چنانچہ جب وہ داعی اسلام بنکر مدینہ پہنچے تو جو کان اس صدا سے نا آشنا تھے، اون کو بھی چار و ناچار اس کے سننے کیلئے تیار ہونا پڑا،

سعد بن معاذ ابھی حالتِ کفر میں تھے، ان کو مصعب کی کامیابی پر سخت حیرت اور اپنی قوم کی بے وقوفی پر انتہا درجہ کا حزن وملال تھا،[1]

لیکن تابہ کے؟ آخر ایک دن اُنپر بھی حضرت مصعب بن عمیرؓ کو کامیابی حاصل ہو

[1] خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفےٰ صفحہ ۹۲،

سعد بن زرارہ نے جن کے مکان مین مصعب فروکش تھے، ان سے کہا تھا کہ سعد بن معاذ مسلمان ہوجائینگے تو دو آدمی بھی کافر نہ رہ سکین گے، اسلیئے آپ کو اون کے مسلمان کرنے کی فکر کرنی چاہیئے، سعد بن معاذ، حضرت مصعبؓ کے پاس آئے تو انھون نے کہا کہ مین ایک بات کہنا چاہتا ہون آپ بیٹھکر سن لیجیئے، ماننے نہ ماننے کا آپ کو اختیار ہی، سعد نے منظور کیا تو حضرت مصعبؓ نے اسلام کی حقیقت بیان کی، اور قرآن کی چند آیتین پڑہین، جن کو سُنکر سعد بن معاذ کلمۂ شہادت پکار اُٹھے،

قبیلۂ عبد الاشہل مین یہ خبر فوراً پھیل گئی، سعد گھر گئے تو خاندان والون نے کہا کہ اب وہ چہرہ نہین! حضرت سعدؓ نے کھڑے ہوکر پوچھا مین تم مین کس درجہ کا آدمی ہون؟ سب نے کہا سردار اور اہل فضیلت، فرمایا "تم جب تک مسلمان نہ ہوگے، مین تم سے بات چیت نہ کرون گا"، حضرت سعدؓ کو اپنی قوم مین جو عزت حاصل تھی اوس کا یہ اثر ہوا کہ شام ہونے سے قبل تمام قبیلہ مسلمان ہوگیا، اور مدینہ کے در و دیوار تکبیر کے نعرون سے گونج اُٹھے،

اشاعت اسلام مین یہ حضرت سعدؓ کا نہایت عظیم الشان کارنامہ ہی، صحابہ مین کوئی شخص اِس فخر مین اُنکا حریف نہین، آنحضرت صلعم نے اِسی بنا پر فرمایا ہی خیر دور الانصار بنو النجار ثم بنو عبد الاشہل یعنے انصار کے بہترین گھرانے بنو نجار کے ہین اور اون کے بعد عبد الاشہل کا درجہ ہی، حضرت سعدؓ اور اون کے قبیلہ کا اِسلام عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ کے درمیان کا واقعہ ہی،

مسلمان ہوکر حضرت سعد نے حضرت مصعبؓ کو اسعد بن زرارہ کے مکان سے اپنے ہان منتقل کرلیا،

غزوات اور دیگر حالات، کچھ دنون کے بعد عمرہ کی غرض سی مکہ روانہ ہوئے اور امیہ بن خلف کے

مکان پر کہ مکہ کا مشہور رئیس اور ان کا دوست تھا قیام کیا، (امیہ مدینہ آتا تھا تو ان کے ہان ٹھہرا کرتا تھا) اور کہا کہ جس وقت حرم خالی ہو مجھے خبر کرنا، چنانچہ دوپہر کے قریب اس کے ساتھ طواف کے لئے نکلے، راستہ مین ابوجہل سے ملاقات ہوئی، پوچھا یہ کون ہین؟ امیہ نے کہا "سعد" ابوجہل نے کہا "تعجب ہی کہ تم صابیون (بے دین، آنحضرت، اور صحابہ مراد ہین) کو پناہ دیکر اور ان کے انصار بنکر مکہ مین نہایت اطمینان سے پھر رہے ہو، اگر تم ان کے ساتھ نہ ہوتے تو تمہارا گھر پہنچنا دشوار ہوجاتا" حضرت سعدؓ نے غضب آلود لہجہ مین جواب دیا، "تم مجھے روکو پھر دیکھنا کیا ہوتا ہی؟ مین تمہارا مدینہ کا راستہ روک دونگا" امیہ نے کہا "سعد! ابوالحکم (ابوجہل) مکہ کا سردار ہی، اس کے سامنے آواز پست کرو" حضرت سعدؓ نے فرمایا، چلو ہٹو، مین نے آنحضرت صلعم سے سنا ہی کہ مسلمان تم کو قتل کرینگے، بولا کیا مکہ مین آکر مارین گے؟ جواب دیا اس کی خبر نہین[1]،

اس پشینگوئی کے پورا ہونے کا وقت، غزوۂ بدر تھا، کفار قریش نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے نہایت ساز و سامان سے تیاریان کی تھین، آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو صحابہ سے مشورہ کیا، حضرت سعدؓ نے اُٹھ کر کہا یارسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے، رسالت کی تصدیق کی، اس بات کا اقرار کیا کہ جو کچھ آپ لائے ہین حق اور درست ہی، سمع اور طاعت پر آپ سے بیعت کی، پس جو ارادہ ہو کیجئے، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بناکر بھیجا اگر آپ سمندر مین کودنے کو کہین تو ہم حاضر ہین، ہمارا ایک آدمی بھی گھر مین نہ بیٹھیگا، ہم کو لڑائی سے بالکل خوف نہین، اور انشاء اللہ میدان مین ہم صادق القول ثابت ہونگے، خدا ہماری طرف سے آپ کی آنکھین ٹھنڈی کرے[2]، آنحضرت صلعم اس تقریر سے خوش ہوئے، نوجوان

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۶۳ جلد ۲، [2] زرقانی جلد ۱ صفحہ ۴۷۹،

شیب کا وقت آیا تو قبیلۂ اوس کا جھنڈا آنحضرت صلعم نے اون کے حوالہ کیا،

غزوۂ اُحد مین انھون نے رسول اللہ صلعم کے آستانہ پر پہرہ دیا تھا،

کفار سے مقابلہ کے لیئے رسول اللہ صلعم کی رائے تھی کہ مدینہ مین رہکر کیا جائے، عبداللہ
ابن ابی ابن سلول کا بھی یہی خیال تھا، لیکن بعض نوجوان جن کو شوقِ شہادت دامنگیر تھا،
باہر نکلکر لڑنے پر مصر تھے، چونکہ کثرت رائے اُنھین کو حاصل تھی، اس بناپر آنحضرت صلعم نے
انھین کی تائید کی، اور زرہ پہننے کو اندر تشریف لے گئے، سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر نے
کہا، "تم لوگون نے رسول اللہ صلعم کو باہر چلنے کے لیئے مجبور کیا ہی حالانکہ اون پر آسمان سے
وحی آتی ہی اسلیئے مناسب یہ ہی کہ اپنی رائے واپس لیلو، اور معاملہ کو بالکل آنحضرت صلعم پر
چھوڑ دو" آنحضرت صلعم تلوار، ڈھال اور زرہ لگا کر نکلے تو تمام لوگون کو ندامت ہوئی،
عرض کیا کہ ہم کو حضور کی مخالفت منظور نہین، جو حکم ہو ہم بجالانے پر آمادہ ہین، ارشاد
ہوا کہ اب کیا ہوتا ہی؟ نبی جب ہتھیار پہن لیتا ہی تو جنگ کا فیصلہ کرکے اُتارتا ہی،

غرض کوہ اُحد کے دامن مین لڑائی شروع ہوئی، اسلامی لشکر پہلے فتحیاب تھا
لیکن پھر تابِ مقاومت نہ لاکر پیچھے ہٹا، اوس وقت آنحضرت صلعم سب سے زیادہ ثابت
قدم تھے، اور آپ کے ساتھ دو اصحاب دادِ شجاعت دے رہے تھے، اونھین مین حضرت
سعد بن معاذؓ بھی تھے،

اس غزوہ مین اون کے بھائی عمرو شہید ہوگئے[۳]،

معرکۂ خندق مین کہ ۵ھ مین ہوا آنحضرت صلعم نے انصار سے مدینہ کے تہائی پھل
عیینہ بن حصن بن سید کو دینے کے لیئے مشورہ کیا تھا، اس مشورہ مین سعد بن عبادہؓ کے ساتھ

[۱] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۶ جلد ۳ قسم ۱ [۲] زرقانی صفحہ ۴۴ جلد ۲، [۳] طبقات صفحہ ۳۰ جلد ۳ قسم ۱،

سعد بن معاذؓ بھی شریک تھے،

لڑائی کا وقت آیا تو زرہ پہنے اور ہاتھ میں حربہ لئے میدان کو روانہ ہوئے، بنو حارثہ کے قلعہ میں ان کی ماں موجود تھین اور حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھی تھین، شعر پڑھتے ہوئے گذرے تو ماں نے کہا، بیٹا! تم پیچھے رہ گئے، جلدی جاؤ،

جس ہاتھ مین حربہ تھا وہ باہر نکلا ہوا تھا، حضرت عائشہؓ نے کہا سعد کی ماں دیکھو زرہ بہت چھوٹی ہی، میدان مین پہنچے تو حبان بن عبد مناف نے کہ عرقہ کا بیٹا تھا، ہاتھ پر ایک تیر مارا جس سے ہفت اندام کٹ گئی، اور نہایت جوش مین کہا لو، مین عرقہ کا بیٹا ہون، آنحضرت صلعم نے سُنا تو فرمایا خدا اِس کا چہرہ دوزخ مین غرق آلود کرے،

اِس کے بعد مسجد نبوی مین ایک خیمہ لگایا، اور رفیدہ اسلمیہ کو اون کی خدمت پر مامور کیا، حضرت سعدؓ اسی خیمہ مین رہتے تھے، اور آنحضرت صلعم روزانہ اون کی عیادت کو تشریف لاتے تھے،

چونکہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے، خدا سے دعا کی کہ قریش کی لڑائیان باقی ہون تو مجھے زندہ رکھ، اون سے مجھے لڑنے کی بڑی تمنا ہے، کیونکہ اُنھون نے تیرے رسول کو اذیت دی، تکذیب کی اور مکہ سے نکالدیا، اور اگر لڑائی بند ہونے کا وقت آگیا ہی تو اس زخم سے مجھے شہادت دے، اور بنی قریظہ کے معاملہ مین میری آنکھین ٹھنڈی کر، اِس دعا کا دوسرا ٹکڑا مقبول ہوا، چنانچہ جب بنو قریظہ کو آنحضرت صلعم کے جلا وطن کرنا چاہا تو چونکہ وہ قبیلۂ اوس کے حلیف تھے کہلا بھیجا کہ ہم سعد کا حکم مانین گے، آنحضرت صلعم نے حضرت سعدؓ کو اطلاع کی، وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے، مسجد کے قریب پہنچے تو آنحضرت صلعم نے انصار سے کہا

[1] طبقات صفحہ ۲ جلد ۳ قسم ۱، [2] صحیح بخاری صفحہ ۵۹۱ جلد ۲ و دیگر کتب رجال، [3] صحیح بخاری صفحہ ۵۹۱ جلد ۲،

کہ اپنے سردار کی تعظیم کے لیئے اُٹھو"

پھر سعد سے فرمایا کہ "یہ لوگ تمہارے حکم کے منتظر ہین" عرض کی "تو مین حکم دیتا ہون جو لوگ لڑنے والے ہین قتل کیئے جائین، اولاد غلام بنائی جائے، اور مال تقسیم کر دیا جائے"

آنحضرت صلعم نے یہ فیصلہ سُنکر کہا کہ تم نے آسمانی حکم کی پیروی کی، چنانچہ اس کے بموجب اپنے سامنے ۴۰۰ آدمی قتل کرائے،

وفات، اس واقعہ کے بعد کچھ دنون تک زندہ رہے، آنحضرت صلعم نے خود زخم کو داغا، جس سے خون رُک گیا، لیکن اس کے عوض ہاتھ پھول گیا تھا، ایک دن زخم پھٹا اور اس زور سے خون جاری ہوا کہ مسجد سے گذر کر بنی غفار کے خیمہ تک پہنچا، لوگون کو بڑی تشویش ہوئی پوچھا کیا معاملہ ہی، جواب ملا کہ سعد کا زخم پھٹ گیا،

آنحضرت صلعم کو اطلاع ہوئی تو گھبرا اُٹھے اور کپڑا گھسیٹتے ہوئے مسجد آئے، دیکھا تو حضرت سعد کا انتقال ہو چکا تھا، نعش کو اپنے آغوش مین لیکر بیٹھے، خون برابر بہہ رہا تھا، لوگ آکر جمع ہونا شروع ہوئے، حضرت ابوبکرؓ آئے اور نعش کو دیکھکر ایک چیخ ماری کہ ہاے ان کی کمر ٹوٹ گئی، آنحضرت صلعم نے فرمایا "ایسا نہ کہو" حضرت عمرؓ نے رو کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون خیمہ مین کہرام پڑا تھا، دُکھیا مان یہ کہکر رو رہی تھی،

ویل ام سعد اسعدا — براعۃ ونجدا

ویل ام سعد اسعدا — صرامۃ وجدا

آنحضرت صلعم نے فرمایا، کہ اور رونے والیان جھوٹ بولتی ہین، لیکن یہ سچ کہتی ہین،

جنازہ روانہ ہوا تو خود آنحضرت صلعم ساتھ ساتھ تھے، فرمایا کہ ان کے جنازہ مین ستر ہزار

۱؎ صحیح بخاری صفحہ ۱۰ جلد ۲،

فرشتے شریک ہین، لاش بالکل ہلکی ہوگئی تھی، منافقین نے مضحکہ کیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ انکا جنازہ فرشتے اُٹھائے تھے[1]،

دفن کرکے واپس ہوئے سرور کائنات نہایت مغموم تھے، ریش مبارک ہاتھ مین تھی اور اوس پر مسلسل آنسو گر رہے تھے،

حضرت سعدؓ کی وفات تاریخ اسلام کا غیر معمولی واقعہ ہی، انھون نے اسلام کی جو خدمات انجام دی تھین، جو مذہبی جوش ان مین موجود تھا اس کی بدولت وہ انصار مین صدیق اکبر سمجھے جاتے تھے، حضرت عائشہؓ کے معاملہ مین جب آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اُس دشمن خدا (ابن ابی) نے مجھے سخت تکلیف دی ہی، تم مین کوئی اِس کا تدارک کرسکتا ہی؟ تو سب سے پہلے انھون نے اُٹھکر کہا تھا کہ قبیلۂ اوس کا آدمی ہو تو مجھکو بتلائے مین ابھی گردن مارنے کا حکم دیتا ہون؟"

اِس وقت اِسی محب صادق اور عاشق جان نثار نے وفات پائی تھی، اِس واقعہ کی اہمیت اِس سے اور بڑھ جاتی ہی کہ فرشتے جنازہ مین موجود تھے، آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اِن کی موت سے عرش مجید جنبش مین آگیا ہی[2]!

ایک انصاری فخریہ کہتا ہی،

وما اھتز عرش اللہ من موت ھالک ... سمعنا بہ الا لسعد ابی عمرو

کسی مرنے والے کو موت پر خدا کا عرش نہین ہلا ... مگر سعد ابی عمرو کی موت پر

حلیہ، حلیہ یہ تھا کہ قد دراز، بدن دوہرا[3]،

اولاد، دو بیٹے تھے، عمرو اور عبداللہ، دونون صحابی تھے، اور بیعت رضوان مین شریک تھے،

[1] صحیح ترمذی صفحہ ۶۲۳ [2] صحیح بخاری صفحہ ۵۳۶ جلد ۱، [3] ترمذی صفحہ ۲۹۵،

فضل وکمال، جیسا کہ اوپر معلوم ہوا حضرت سعدؓ کا انتقال اوائل اسلام مین ہوا تھا، آنحضرت صلعم کے فیض صحبت سے اونھون نے ۵ برس فائدہ اُٹھایا، اس عرصہ مین بہت سی حدیثین سُنی ہونگی، لیکن چونکہ روایات کا سلسلہ آنحضرت صلعم کے بعد قایم ہوا اسلئے اونکی روایتین اشاعت نہ پاسکین،

صحیح بخاری مین عبد اللہ بن مسعود کی ایک روایت مذکور ہی جس مین اون کے عمرہ کا ذکر آیا ہی، ایک حضرت انسؓ کی حدیث ہی، جس مین سعدؓ بن ربیع کے اُحد مین قتل ہونے کا تذکرہ ہی،

مناقب واخلاق، اخلاقی حیثیت سے حضرت سعدؓ بڑے درجہ کے انسان تھے حضرت عایشہؓ فرماتی ہین "رسول اللہ صلعم کے بعد سب سے بڑھ کر عبد الاشہل کے تین آدمی تھے، سعد بن معاذ، اسید بن حضیر اور عباد بن بشر"

وہ خود کہتے ہین کہ یون تو مین ایک معمولی آدمی ہون، لیکن تین چیزون مین جس رتبہ تک پہونچنا چاہیے پہنچ چکا ہون، پہلی بات یہ ہی کہ رسول اللہ صلعم سے جو حدیث سنتا ہون اوس کے منجانب اللہ ہونے کا یقین رکھتا ہون، دوسرے نماز مین کسی طرف خیال نہین کرتا، تیسرے جنازہ کے ساتھ رہتا ہون تو منکر نکیر کے سوال کی فکر دامنگیر رہتی ہی،

سعید بن مسیبؓ کہتے ہین کہ یہ خصلتین پیغمبرون مین ہوتی ہین،

آنحضرت صلعم کو ان کے اعمال پر جو اعتماد تھا، اس حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے جس مین مردہ کو قبر کے دبانے کا ذکر آیا ہی، اس کا ایک فقرہ یہ بھی ہی کہ اگر قبر کی تنگی سے کوئی نجات پا سکتا تو سعد بن معاذؓ نجات پاتے،

---

[1] اخرجہ احمد والبیہقی عن عایشہؓ،

ایک مرتبہ کسی نے آنحضرت صلعم کے پاس حریر کا جبہ بھیجا تھا، صحابہ اوس کو چھوتے اور اوس کی نرمی پر تعجب کرتے تھے، آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم کو اِس کی نرمی پر تعجب ہے، حالانکہ جنت مین سعد بن معاذ کے رومال اِس سے بھی زیادہ نرم ہین،

لہ صحیح بخاری صفحہ ۳۰۵ جلد ۱،
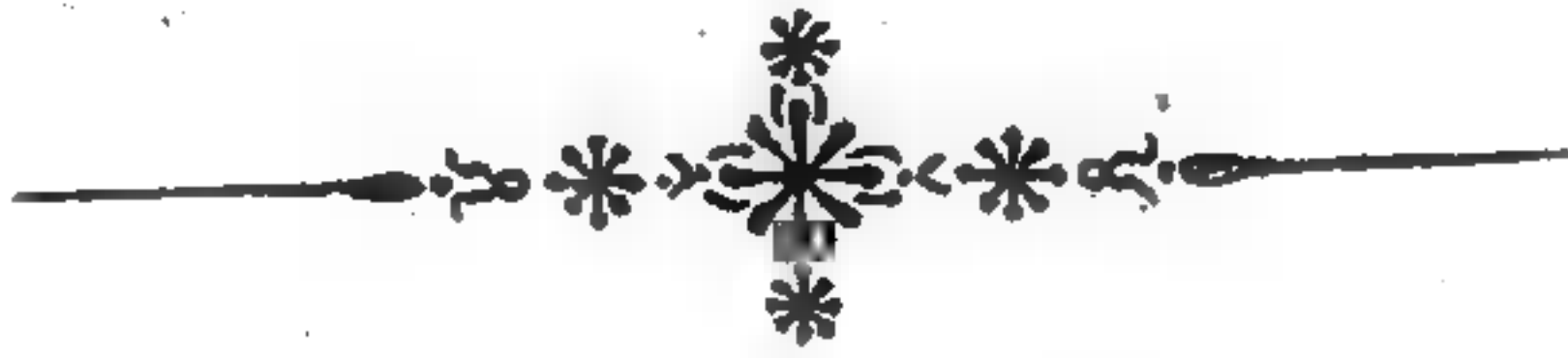
حضرت سعد بن عبادہؓ

نام ونسب اور ابتدائی حالات، | سعد نام، ابو ثابت و ابو قیس کنیت، سید الخزرج لقب، قبیلۂ خزرج کے خاندانِ ساعدہ سے ہین، سِلسِلۂ نسب یہ ہی، سعد بن عبادہ بن دُلیم بن حارثہ ابن حرام بن خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج اکبر، والدہ کا نام عمرہ بنت مسعود تھا، اور صحابیہ تھین، ۵ھ مین فوت ہوئین،

حضرت سعد کے داد ادلیم، قبیلۂ خزرج کے سردار اعظم تھے اور مدینہ کے مشہور مخیر تھے، خاندانِ ساعدہ کی عظمت وجلالت کے سِکّے اُنھین نے بٹھائے مذہبًا بُت پرست تھے، اور مناۃ کی پوجا کرتے تھے، جو مکہ مین مقام مُشلّل پر نصب تھا، ہر سال ۱۰ اونٹ اپنے معبود کو نذر چڑھاتے تھے،

حضرت سعدؓ کے والد عبادہ، باپ کے خلف الرشید تھے، اوسی شان سے اپنی زندگی بسر کی اور اپنے بیٹے کے لیے مسند امارت وریاست چھوڑ گئے،

تعلیم وتربیت، | عرب کے قاعدہ کے مطابق تیر اندازی، اور تیراکی سکھائی گئی، اگرچہ انصار مین ایک آدمی بھی لکھنا نہین جانتا تھا[1]، لیکن حضرت سعدؓ کی تعلیم مین جو اہتمام ہوا اوسکا اندازہ اِس سے ہوسکتا ہی کہ وہ جاہلیت ہی مین نہایت عمدہ عربی لکھ لیتے تھے،

اِن تینون چیزون مین اِس درجہ کمال بہم پہنچایا کہ اُستاد ہوگئے، اِسی بنا پر لوگون نے[2] "کامل" کا لقب دیا،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۱۴۴ مغازی آنحضرت صلعم، [2] تہذیب التہذیب صفحہ ۴۷۵ جلد ۳،

اسلام، عقبۂ ثانیہ مین اسلام قبول کیا، بخاری مین اگرچہ وقت کی تعیین نہین، تاہم اسقدر مذکور ہی کہ وکان ذا قدم فی الاسلام، یعنے بہت پرانے مسلمان تھے[1]،

بیعت عقبہ جس شان سے ہوئی، انصار کے جس قدر آدمی اوس مین شامل ہوئے، جن اہم شرائط پر بیعت کا انعقاد ہوا، یہ کام اگرچہ خفیہ اور نہایت خفیہ تھا، لیکن پوشیدہ رہ نہ سکتا تھا، قریش کو ہروقت آنحضرت صلعم کی فکر لاحق رہتی تھی، چنانچہ جس وقت آپ رات کے وقت مکہ سے باہر انصار سے بیعت لے رہے تھے، جبل ابو قبیس پر کوئی شخص چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ "دیکھنا! سعد مسلمان ہوئے تو محمد بالکل نڈر ہو جائیگا"،

قریش کے کان مین اگرچہ یہ آواز پہونچ گئی، تاہم انکا خیال اودھر منتقل نہ ہوا، وہ قضاعہ اور تمیم کے سعد نامی اشخاص کو سمجھے، اس وجہ سے بیعت مین مزاحمت نہ کی، دوسری رات کو پھر اسی پہاڑ سے چند شعر سُنے گئے، جن مین صاف صاف انکا نام و پتہ موجود تھا، قریش کو سخت حیرت ہوئی، اور تحقیق واقعہ کے لیئے انصار کے فرودگاہ مین آئے، عبد اللہ بن ابی بن سلول سے کہ قبیلۂ خزرج کا رئیس تھا گفتگو ہوئی، اوس نے اس واقعہ سے بالکل لاعلمی ظاہر کی، یہ لوگ چلے گئے، تو مسلمانون نے یا جج کا راستہ لیا، قریش نے ہرطرف ناکہ بندی کرادی تھی، سعد بن عبادہ اتفاق سے ہاتھ لگ گئے، لوگون نے ان کو پکڑ کر ہاتھ گردن سے باندھ دیئے، اور بال کھینچ کھینچ کر زدوکوب کرتے ہوئے مکہ لائے، مکہ مین مطعم بن عدی نہایت شریف انسان تھا، ابتداے اسلام مین اس نے آنحضرت صلعم کی بڑی خدمت کی تھی، اس نے حارث بن امیہ بن عبد شمس کو ساتھ لیا اور ان کو پہچان کر قریش کے پنجۂ ظلم وستم سے نجات دلائی[3]،

---

[1] صحیح بخاری، [2] استیعاب جلد ۲ صفحہ ۵۶۳ [3] طبقات ابن سعد صفحہ ۱۰۵ جلد ۱ قسم اول،

ادھر انصار مین بڑی کھلبلی پڑی تھی، مجلس شوری قایم ہوئی، جس مین طے پایا کہ چاہے جانین خطرہ مین کیون نہ پڑ جائین مگر مکہ واپس چلکر سعد کا پتہ لگانا چاہیئے، لوگون کا یہ ارادہ ابھی قول سے فعل مین نہ آیا تھا کہ سعد آتے ہوئے نظر آئے، لوگ ان کو لیکر سیدھے مدینہ روانہ ہوگئے،

غزوات اور عام حالات، چند مہینون کے بعد جناب رسول اللہ صلعم بھی مدینہ تشریف لائے، اوس وقت یثرب کا ہر گلی کوچہ، شادمانی اور مسرت کا تماشا گاہ تھا، دار ابی ایوب مین پہنچتے ہی تحفون اور ہدیون کا سلسلہ شروع ہوگیا، حضرت سعدؓ کے مکان سے ایک بڑا پیالہ ثرید اور عُراق سے بھرا پہنچا،[1]

ہجرت سے کچھ مہینون کے بعد اسلام کی تحریک نشو ونما پانے لگی، صفر ۲ھ مین آنحضرت صلعم ابوار ایک بستی پر جو مکہ کی طرف واقع تھی، قریش کی فکر مین گئے، اس لشکر مین کوئی انصار نہ تھا، حضرت سعدؓ کو مدینہ مین اپنا جانشین چھوڑ گئے،[2]

اسی سنہ مین بدر کا معرکہ پیش آیا، حضرت سعدؓ کی شرکت مین لوگون نے اختلاف کیا ہی، بخاری اور مسلم اون کی شرکت ثابت کرتے ہین، لیکن صاحب طبقات کو انکار ہی، لیکن صحیح یہی ہی کہ وہ بدر مین شریک نہ تھے، علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی اسی خیال کی تائید کی ہے، اور مسلم کے الفاظ سے اپنے دعوی پر نہایت لطیف استشہاد کیا ہی،[3]

ابن سعد نے طبقات مین ان کا ذکر اس جماعت کے طبقۂ اولی مین کیا ہے جو بدر مین شریک نہ تھی، اور اوس کے ذیل مین لکھا ہی کہ سعد نے غزوہ کا سامان کیا تھا لیکن

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۱۵۰ جلد ۳ قسم اول، [2] طبقات صفحہ ۱۴۲ جلد ۳ قسم اول، [3] طبقات صفحہ ۳ مغازی آنحضرت صلعم، [4] فتح الباری صفحہ ۲۷۴ جلد ۷،

کتے نے کاٹ کھایا اور وہ اپنے ارادہ سے باز آئے، آنحضرت صلعم نے سُنا تو فرمایا کہ افسوس اون کو شرکت کی بڑی حرص[۱] تھی، تاہم مال غنیمت مین حصہ لگایا، اور اصحاب بدر مین شامل تصور[۲] کیا،

غزوۂ بدر، عہد نبوت کے غزوات مین سب سے پہلا مشہور غزوہ ہی، آنحضرت صلعم اب تک اگرچہ چار غزوے اور چار سرایا، پیش آچکے تھے لیکن انصار کی ان مین سے ایک مین بھی شرکت نہ تھی، اس کا سبب جیسا کہ ظاہر ہے یہ تھا کہ انصار کی طرف سے بیعت مین صرف اس قدر وعدہ کیا گیا تھا کہ جو مدینہ پر چڑھ کر آئے گا، ہم اوس کو روکین گے مدینہ کے باہر جو معرکے ہون اون کا اس مین کوئی تذکرہ نہ تھا

اس بنا پر آنحضرت صلعم نے اس مہم اعظم کا ارادہ کیا تو انصار کو شریک کرنے کے لیئے رائے و مشورہ ضروری سمجھا، ایک مجمع مین جنگ کا مسئلہ پیش ہوا حضرت ابو بکرؓ اُٹھکر رائے دی، پھر حضرت عمرؓ اُٹھے، لیکن آنحضرت صلعم نے التفات نہ کیا، سعدؓ سمجھ گئے اُٹھ کر کہا کہ شاید ہم لوگ مراد ہین؟ تو اے رسول اللہ! اُس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ مین میری جان ہی! اگر آپ سمندر کا حکم دین تو اُسے پامال کرڈالین! اور خشکی کا حکم ہو تو برک غماد (یمن کے ایک موضع کا نام ہی) تک اونٹون کے کلیجے پگھلا دین[۳]!! آنحضرت صلعم یہ سُنکر بہت خوش ہوئے اور تیاری کا حکم دیدیا،

تذکرہ نویسون نے اسی روایت سے شرکت بدر پر استدلال کیا ہی، حالانکہ اس مین صاف مذکور ہی کہ جب ابو سفیان کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو آنحضرت صلعم نے مشورہ[۴] کیا، اور یہ

---

[۱] اصابہ صفحہ ۰ جلد ۳، [۲] فتح الباری صفحہ ۲۲۲ جلد ، [۳] صحیح مسلم صفحہ ۴ ۸ جلد ۲، [۴] اصل الفاظ یہ ہین ان رسول اللہ شاور حین بلغہ اقبال ابی سفیان، صحیح مسلم ص ۸۴ جلد ۲،

بالکل مطابق واقعہ ہی، لیکن اِس کے بعد کا واقعہ وہ ہی جس کو ابن سعد روایت کرتے ہین، اس بنا پر طبقات کی روایت، صحیح مسلم کے منافی نہین، بلکہ اس کے بعد اجمال کی تفصیل اور ابہام کی ایضاح ہی،

بدر کے بعد غزوۂ اُحد واقع ہوا، مشرکین اِس سروسامان سے آئے تھے، کہ مدینۂ والون پر خوف طاری ہوگیا تھا، شہر مین تمام رات، جمعہ کی شب کو پہرہ رہا، اِس موقع پر حضرت سعدؓ چند اکابر انصار کے ساتھ مسجد نبوی مین ہتھیار لگائے، رسول اللہ صلعم کے مکان کی حفاظت کر رہے تھے[1]،

جمعہ کے دن شوال کی ۷ تاریخ کو لڑائی کی تیاریان ہوئین، آنحضرت صلعم نے زرہ منگا کر تین پھریرے لگائے، اور خزرج کا علم سعد بن عبادہؓ کے سپرد کیا،

یہ انتظامات مکمل ہوئے، تو آنحضرت صلعم گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے، سعد بن عبادہؓ اور سعد بن معاذؓ اوس وخزرج کے سردار زرہین پہنے اور جھنڈے لیئے آگے آگے دوڑ رہے تھے[2]، بیچ مین آنحضرت صلعم اور داہنے بائین مہاجرین وانصار کا لشکر تھا، کوکب نبوت اِس شان سے رونما ہوا تو چشم کفر خیرہ ہوگئی، اور منافقین کے دل دہل اُٹھے،

سنیچر کے دن احد کے دامن مین قتال برپا ہوا، لڑائی اِس شدت کی تھی کہ مسلمانون کے پیر اُکھڑ گئے تھے، لیکن میدان مین رسول اللہ صلعم سب کے آگے تھے، مہاجرین اور انصار مین صرف ۱۴ آدمی آپ کے ساتھ تھے، حضرت سعدؓ کو بھی بعض لوگون نے اِنھین مین شامل کیا ہی[3]، غزوۂ مریسیع (مصطلق) مین جو ۵ھ مین ہوا تھا، اِنکو یہ اعزاز عطا ہوا کہ اوس وخزرج دونون جماعتون کا علم اِن کو تفویض کیا[4]،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۷ حصۂ مغازی، [2] ایضاً صفحہ ۲۰، [3] زرقانی صفحہ ۴۰ جلد ۲، [4] طبقات صفحہ ۴۵ حصۂ مغازی،

غزوۂ خندق مین جو اسی سنہ مین ہوا تھا، آنحضرت صلعم نے اِن کو اور سعد بن معاذ کو بلا کر مشورہ کیا کہ عینیہ بن حصن کو مین مدینہ کی پیداوار کا ایک ثلث اِس شرط پر دینا چاہتا ہون، کہ قریش کو چھوڑ کر واپس جائے، وہ نصف مانگتا ہی، اب تمھاری کیا رائے ہی؟ انھون نے کہا یا رسول اللہ! اگر یہ وحی ہی تو انکار کی مجال نہین، ورنہ اس کی بات کا جواب تو صرف تلوار ہی، خدا کی قسم! ہم اس کو پھل کے بجائے تلوار دین گے! آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وحی نہین، اور وحی آتی تو تم سے پوچھنے کی کیا حاجت تھی، عرض کیا تو پھر تلوار ہی، ہم نے جاہلیت مین بھی ایسی ذلت کبھی گوارا نہین کی، اور اب تو آپ کی وجہ سے اللہ نے ہم کو ہدایت دی، معزز اور مکرم کیا، پھر دبنے کی کیا وجہ ہی؟ آنحضرت صلعم اس گفتگو سے بہت مسرور ہوئے اور دونون کے لیئے دعائے خیر فرمائی[۱]،

خندق کے معرکہ مین بھی انصار کا علم سعد بن عبادہؓ کے پاس تھا[۲]،

سنہ ۶ھ مین آنحضرت صلعم نے غابہ پر حملہ کیا، اور سعد کو ۳۰۰ آدمیون کا افسر مقرر کر کے، مدینہ کی حفاظت کے لیئے چھوڑ گئے[۳]،

وہان امداد کی ضرورت ہوئی، مدینہ مین خبر پہونچی تو حضرت سعدؓ نے ۱۰ اونٹ اور چھوہارون کے بہت سے گٹھے روانہ کیئے، جو رسول اللہ صلعم کو ذی قرد مین ملگئے[۴]،

سنہ ۶ھ مین غزوۂ حدیبیہ اور بیعت الرضوان پیش آئی، وہ دونون مین موجود تھے،

غزوۂ خیبر (سنہ ۷ھ) مین اسلامی لشکر مین تین جھنڈے تھے، جن مین سے ایک سعدؓ کے پاس تھا[۵]،

[۱] استیعاب صفحہ ۵۶۳ جلد ۲، [۲] طبقات صفحہ ۹۰ حصۂ مغازی، [۳] ایضاً صفحہ ۵۸، [۴] طبقات صفحہ ۵۸، [۵] طبقات صفحہ ۷۷ حصۂ مغازی،

فتح مکہ میں خود رسول اللہ صلعم کا رایت[1] (جھنڈا) سعد کے پاس تھا، فوج اسلام کا ایک ایک دستہ شہر میں جا رہا تھا، اور ابو سفیان، حضرت عباسؓ کے ساتھ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے، انصار جن کے آگے آگے سعدؓ تھے، اِس شان سے گذرے کہ ابو سفیان کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں، پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت عباسؓ نے جواب دیا کہ یہ انصار ہیں، ان پر سعد بن عبادہؓ افسر ہیں اور جھنڈا ابھی انھیں کے ہاتھ میں ہے، قریب پہنچے تو ابو سفیان کو پکار ا دیکھنا! آج کیسی سخت لڑائی ہوگی، آج کعبہ حلال ہو جائیگا! ابو سفیان کا دل اپنی سابق حرکتوں کے سبب سے یونہیں تھوڑا تھوڑا تھا، حضرت عباسؓ سے کہا آج تو خوب لڑائی ہوگی، سعدؓ کے بعد خود رسول اللہ صلعم کا دستہ سامنے سے گذرا، تو ابو سفیان پکارا "یا رسول اللہ، للہ اپنی قوم پر رحم کیجئے، آپ کو خدا نے رحیم اور نیکو کار بنایا ہے، سعد مجھکو دھمکا گئے ہیں، ملحمہ عظمی آج ہی ہے، آج قریش کا خاتمہ ہو جائیگا" ابو سفیان کی آواز پر کئی آوازیں اُٹھیں، حضرت عثمانؓ اور عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے کہا "ہمیں خوف ہے کہ سعد کا جوشِ انتقام تازہ نہ ہو جائے" ضرار بن خطاب فہری نے چند شعر کہے تھے، ایک شخص کو کہا کہ رسول اللہ صلعم کے سامنے جا اور ان کو پڑھ کر فریاد کر،

یا نبیّ الھدیٰ الیک لجا	یا رسول اللہ! آپ کے دامن میں قریش نے
حیّ قریش ولات حین لجا	اس وقت پناہ لی ہے، جبکہ اون کے لئے کوئی
حین ضاقت علیھم سعۃ الارض	جائے پناہ نہیں، جبکہ ان پر فراخی کے باوجود
وعاداھم الٰہ السماء	زمین تنگ ہے، اور آسمان کا خدا اونکا
ان سعدا یرید قاصمۃ الظھر	دشمن ہو گیا ہے، سعد اہل مکہ کی پیٹھ

[1] فتح الباری صفحہ ۷ جلد ۸، طبقات صفحہ ۹۸ و استیعاب صفحہ ۵۶۳ جلد ۲، [2] صحیح بخاری صفحہ ۶۱۳ جلد ۲،

توڑنا چاہتا ہی،

اسی طرح کے بہت سے شعر تھے، آنحضرت صلعم نے اشعار سُنے تو دریائے رحمت موجزن ہوا، ارشاد ہوا کہ سعد نے جھوٹ کہا، آج کعبہ کی عظمت دوبالا ہوگی، آج کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا! اس کے بعد حضرت علیؓ کو بھیجا کہ سعد سے جھنڈا لیکر اون کے بیٹے قیس کو دیدو، حضرت سعدؓ نے انکار کیا اور کہا کہ اس کا کیا ثبوت ہی کہ تم کو رسول اللہ نے بھیجا ہی، آنحضرت صلعم نے اپنا عمامہ بھیجا، تو اونھون نے بیٹے کے ہاتھ مین جھنڈا دیدیا، لیکن جو خطرہ رسول اللہ صلعم کو سعد سے تھا، ان کو اپنے بیٹے سے ہوا، درخواست کی کہ قیس کے سوا کسی اور شخص کو سپرد کیجیے، آنحضرت صلعم نے حضرت زبیر بن العوامؓ کے سپرد کیا، صحیح بخاری مین جو آیا ہی کہ رسول اللہ صلعم کا علم زبیر کے پاس تھا، اس کا یہی مطلب[1] ہی،

فتح مکہ کے بعد حنین کا معرکہ ہوا، اس مین قبیلۂ خزرج کا علم سعد کے پاس تھا[2]،

اِن غزوات کے علاوہ بھی جو غزوات یا مشاہدات عہد نبوی مین پیش آئے ان مین حضرت سعدؓ کی نمایان شرکت رہی، میدانِ جنگ مین انصار کے وہی علم بردار ہوتے تھے،

سقیفۂ بنی ساعدہ، ؁ مین آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا، مدینہ کا علاقہ انصار کی قدیم ملکیت تھا، اس کے ماسوا آغازِ اسلام مین رسول اللہ صلعم کی سب سے بڑی مدد انصار نے کی تھی، جس زمانہ مین کہ اسلام بے خانما ساز تھا، رسول اللہ صلعم تمام قبائلِ عرب پر اپنے کو پیش کرتے تھے، کہ مجھکو مکہ سے اپنے وطن لیچلو، لیکن قریش کے دبدبہ ورعب کی وجہ سے کوئی حامی نہین بھرتا تھا، انصار کے ایک مختصر قافلہ نے

[1] صحیح بخاری صفحہ ۶۱۲ جلد ۲ و فتح الباری صفحہ جلد ۸ و استیعاب صفحہ ۵۶۳ و ۵۶۴ جلد ۲ سے یہ واقعات لئے گئے ہین، [2] طبقات ابن سعد صفحہ ۱ حصہ مغازی

جو صرف ۰، اشخاص تھے مرکب تھا، "عرب وعجم" کی جنگ پر آنحضرت صلعم سے لڑ کر بیعت کی اور آپ کو اپنے وطن مدینہ مین مدعو کیا،

عہدِ نبوت مین جو غزوات پیش آئے، اوس مین تعداد، جان بازی، فدائیت سب سے زیادہ انھین لوگون سے ظاہر ہوئی، حضرت قتادہؓ فرمایا کرتے تھے، کہ قبائل عرب مین کوئی قبیلہ انصار سے زیادہ شہدا نہ لا سکے گا، مین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ اُحد مین ۰، بیرِ معونہ مین ۰، اور یمامہ مین ۰، انصار شہید ہوئے تھے،[1]

اِن باتون کے باوجود قرآن مجید اور حدیث مین اون کے فضائل و مناقب کثرت سے بیان کیے گئے ہین، اِس بنا پر انصار کے دل مین خلافت کا خیال پیدا ہونا ایک فطرتی امر تھا،

انصار مین دو بزرگ تمام قوم کے پیشوا اور سردار تسلیم کیے جاتے تھے، سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ سعد بن معاذ آنحضرت صلعم کے عہد مین انتقال کر چکے تھے، صرف سعد بن عبادہؓ باقی تھے، جن کا اوس و خزرج مین وجاہت و امارت کے لحاظ سے کوئی حریف مقابل نہ تھا،

آنحضرت صلعم نے وفات پائی تو سقیفۂ بنی ساعدہ مین جو انصار کا دار الندوہ تھا اور سعد بن عبادہؓ کی ذاتی ملکیت تھا لوگ جمع ہوئے، سعد بیمار تھے، لوگ اون کو لوا لائے، وہ کپڑا اوڑھے ہوئے مسند پر آکر بیٹھ گئے، اور تکیہ سے ٹیک لگالی، اور اپنے اعزہ سے کہا کہ میری آواز دور تک نہ پہنچے گی، جو مین کہون اوس کو باواز بلند لوگون تک پہنچاؤ، تقریر کا ماحصل یہ تھا، کہ انصار کو جو شرف اور سبقت فی الدین حاصل ہے،

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۸۴ جلد ۲،

عرب کے کسی قبیلہ کو حاصل نہین، محمد علیہ السلام ۱۰ برس سے زیادہ اپنی قوم مین رہے لیکن اون کی کسی نے نہ سُنی، جو لوگ اون پر ایمان لائے، وہ تعداد مین بہت کم تھے اون مین نہ تو رسول اللہ صلعم کی حفاظت کی طاقت تھی، نہ دین کے بلند کرنے کی قوت وہ تو خود اپنی حفاظت سے عاجز تھے!

خدا نے جب تم کو فضیلت دینا چاہی تو یہ سامان بہم پہنچایا کہ تم ایمان لائے، رسول اور اصحاب کو پناہ دی، اپنے سے رسول اللہ صلعم کو عزیز سمجھا، اون کے اعداء سے جہاد کیا، یہان تک کہ تمام عرب طوعاً یا کرہاً خلافت الٰہی مین شامل ہو گیا، او بعید و قریب سب نے گردنین ڈالدین، پس یہ تمام مفتوحہ علاقہ تمھاری تلوار اون کا مرہون منت ہی، رسول اللہ صلعم زندگی بھر تم سے خوش رہے، اور وفات کے وقت بھی خوش گئے، اس بنا پر تم سے زیادہ خلافت کا کوئی مستحق نہین!"

تقریر ختم ہوئی تو تمام مجمع نے یکزبان ہو کر کہا کہ رائے نہایت معقول اور صائب ہے ہمارے نزدیک اس منصب کے لئے آپ سے زیادہ کوئی موزون نہین! ہم آپ ہی کو خلیفہ بنائین گے!

اس کے بعد آپس مین گفتگو شروع ہوئی، کہ مہاجرین کے دعوئے خلافت کا کیا جواب ہوگا، بعضون نے کہا، یہ کہ دو امیر ہون، ایک ہمارا اور ایک اون کا، سعد کے کان مین آواز پڑی تو بولے، کہ یہ پہلی سستی ہی!

ادھر حضرت عمرؓ کو خبر ہو چکی تھی، وہ حضرت ابو بکرؓ کو لیکر آ پہنچے، حضرت عمرؓ کی مشتعل طبیعت نے تمام مجمع مین آگ لگا دی، انصار کے خطباء بار بار تقریر کرتے تھے حضرت عمرؓ اور اون مین سخت کلامی کی نوبت آئی اور اخیر مین تلوارین کھنچ گئین حضرت

ابوبکرؓ نے رنگ بدلتا دیکھکر حضرت عمرؓ کو روکا اور خود نہایت معرکۃ الآرا خطبہ دیا، اِسکے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت بیان کی تو تمام انصار پکار اُٹھے کہ نعوذ باللہ ان نتقدم ابا بکر، یعنی ہم خدا سے پناہ مانگتے ہین کہ ابوبکر سے آگے بڑھیں،

تمام مجمع بیعت کے لیئے اُٹھا، تو لوگون نے شور مچایا کہ دیکھنا! سعد نہ کچل جائین، حضرت عمرؓ نے کہا اوس کو خدا کچلے، سعد اپنی ناکامی پر پہلے سے متاسف تھے، سخت برہم ہوئے، اور لوگون سے کہا کہ مجھکو یہان سے لیچلو،[1]

حضرت ابوبکرؓ نے کچھ دنون بالکل تعرض نہ کیا، بعد مین آدمی کو بھیجا کہ یہان آکر بیعت کرین، اونھون نے بیعت سے قطعاً انکار کیا، حضرت عمرؓ نے کہا کہ اون سے ضرور بیعت لیجیئے، بشیر بن سعد انصاریؓ بیٹھے تھے، بولے کہ اب وہ انکار کر چکے ہین کسی طرح بیعت نہ کرین گے، مجبور کیجیے گا تو کشت وخون کی نوبت آئے گی، وہ اُٹھین گے تو اون کا گھر اور کنبہ بھی حمایت کرے گا، جس سے ممکن ہو کہ تمام خزرج اُٹھ کھڑا ہو، اسلیئے ایک سوتے فتنہ کو جگانا لاحاصل ہو، اسلیئے میرے خیال مین اون کو یون ہی چھوڑ دیجیئے، ایک آدمی ہین کیا کرین گے؟ اس رائے کو سب نے پسند کیا، حضرت سعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت تک مدینہ مین مقیم رہے، بعد مین ترک وطن کر کے شام کی سکونت اختیار کی، دمشق کے قریب حوران کا علاقہ نہایت سرسبز وشاداب تھا اوسی کو اپنے رہنے کے لیئے پسند کیا،

وفات، [2] سنہ ۱۵ھ مین وفات ہوئی، کسی نے مار کر غسل خانہ مین ڈالدیا تھا، گھر کے لوگون نے دیکھا تو بالکل جان نہ تھی، تمام جسم نیلا پڑگیا تھا، قاتل کی بہت تلاش ہوئی لیکن کچھ

[1] مسند صفحہ ۵۶ جلد ۱، [2] بخاری صفحہ ۱۰۱ جلد ۲ وطبری صفحہ ۱۸۴۳، واقعات سنہ ۱۱ھ،

پتہ نہ چلا، ایک غیر معلوم سمت سے آواز آئی،

تتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ — ہمنے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کیا

رمیناہ بسہم فلم یخط فوادہ — ایک تیر مارا جو خالی نہین گیا،

چونکہ قاتل نہین ملا، اور آواز سنی گئی، بعضون کا خیال ہوا کہ کسی جن نے قتل کیا ہی،

اولاد، تین اولادین چھوڑین، قیس[1] (بہت بڑے صحابی ہین)، سعید، اسحاق[3]،

بیوی کا نام فکیہہ تھا، صحابیہ تھین اور چچازاد بہن ہوتی تھین[2]،

مکان اور جائداد، جائداد بہت تھی جب مدینہ چھوڑا تو بیٹون پر تقسیم کردی، ایک لڑکا

پیٹ مین تھا، جس کا حضرت سعدؓ نے حصہ نہ لگایا تھا، جب پیدا ہوا، حضرت ابوبکر

و عمرؓ نے قیس سے کہا کہ اپنے باپ کی تقسیم فسخ کردو، کیونکہ اون کے فوت ہونے کے بعد

لڑکا پیدا ہوا ہی، قیس نے کہا باپ نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا اوس کو بدستور قایم رکھون گا

میرا حصہ موجود ہی، اوس کو وہ لے سکتا ہی[1]،

حضرت سعدؓ کا مکان بازار مدینہ کی انتہا پر واقع تھا، اور جرار سعد کہلاتا تھا،

ایک مسجد اور چند قلعے بھی تھے، ایک مکان بنو حارث مین بھی انکی ملکیت تھا[1]،

فضل وکمال، حدیث کے ساتھ غیر معمولی اعتنار کیا، صحابہ کے زمانہ مین تحریر اگرچہ عام

ہو گئی تھی، اور قرآن مجید لکھا جاچکا تھا، تاہم حدیث لکھنے کا رواج نہ تھا، حضرت

سعدؓ نے حدیث لکھی تھی، مسند ابن حنبل مین ہی،

عن اسمعیل بن عمرو بن قیس بن سعد — یعنے اونھون نے حضرت سعد کی کتابون

بن عبادہ عن ابیہ انھم وجدوا — یا کتاب مین پایا ہے،

---

[1] استیعاب صفحہ ۵۳ جلد ۲ [2] ایضاً صفحہ ۵۳۹، [3] خلاصۃ الوفار صفحہ ۸۸،

فی کتب او فی کتاب سعد بن عبادہؓ الخ

حدیث لکھنے کے ساتھ اس کی تعلیم کے ذریعہ سے اشاعت بھی کی، چنانچہ ان کے بیٹے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، امامہ بن سہل، سعید بن مسیب وغیرہ ان سے حدیثین روایت کرتے ہین،

اخلاق و عادات، حضرت سعدؓ کے مرقعِ اخلاق مین جود و سخا کے خال و خط نہایت نمایان ہین، اسماء الرجال کے مصنف جب انکا تذکرہ کرتے ہین تو لکھتے ہین، وکان کثیر الصدقات جدا

حضرت سعدؓ مشہور فیاض آدمی تھے، اور تمام عرب مین یہ بات صرف انھین کو حاصل تھی، کہ ان کی چار پشتین جود و سخا مین نام آور ہین، اون کے دادا (دلیم) باپ (عبادہ) خود، بیٹا (قیس) اپنے زمانہ کے مشہور مخیر گذرے،

دلیم کے زمانہ مین خوانِ کرم اسقدر وسیع تھا کہ معمولاً قلعہ پر سے ایک شخص پکارتا کہ جس کو گوشت اور روغن اور اچھا کھانا مطلوب ہو ہمارے ہان قیام کرے، اس صلائے عام نے آل ساعدہ کو مدینہ کا حاتم بنا رکھا تھا، دلیم کے بعد حضرت سعدؓ تک یہی رسم قایم رہی، اور اون کے بعد قیس نے اس کو اسی طرح باقی رکھا،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک دفعہ سعد کے مکان کی طرف سے گذرے، قلعہ نظر آیا تو نافع سے کہا دیکھو یہ سعد کے دادا کا قلعہ ہے، جن کے سخاوت وجود کی تمام مدینہ مین دھوم تھی،

حضرت سعدؓ کی فیاضی افسانۂ بزم و انجمن ہے، بہت سے قصے مشہور ہین، ہم چند

۱؎ مسند صفحہ ۲۸۵ جلد ۵،

صحیح واقعات اِس مقام پر درج کرتے ہین،

رسول اللہ صلعم مدینہ تشریف لائے، تو حضرت سعدؓ کے ہان سے برابر کھانا آتا تھا، اصابہ مین ہی، کانت جفنۃ سعد تدور مع النبی صلعم فی بیوت ازواجہ

صحابہ مین اصحابِ صفہ کی ایک جماعت تھی، جو دور دراز ملکون سے ہجرت کرکے مدینہ آئی تھی، یہان اِس کا منشا صرف تحصیل علم اور تکمیل مذہب ہوتا تھا، رسول اللہ صلعم اِن لوگون کو ذی مقدرت صحابہ کے متعلق کردیتے تھے، چنانچہ اور لوگ ایک دو آدمی اپنے ہان لیجاتے تھے، لیکن حضرت سعدؓ ۸۰ آدمیون کو برابر شام کے کھانے مین مدعو کرتے تھے،

فطرہی سخاوت ہر جگہ نمایان ہوتی تھی، مان نے انتقال کیا تو رسول اللہ صلعم کے پاس آئے کہ مین صدقہ کرنا چاہتا ہون، مگر کیا صورت ہو؟ آپ نے فرمایا کہ پانی پلوا۔ سقایہ آلِ سعد جو مدینہ مین ہے اسی صدقہ کا نتیجہ ہے،[1]

حمیت قومی انتہا کے درجہ تک پہونچی ہوئی تھی، قضیہ افک مین آنحضرت صلعم نے منبر پر فرمایا کہ ابن ابی نے میرے گھر والون (حضرت عائشہؓ) کو تہمت لگائی جس سے مجھے سخت تکلیف پہونچی، کوئی ہے جو اس کا تدارک کرنے پر آمادہ ہو؟ سعد بن معاذؓ کہ اوس کے سردار تھے، بولے کہ مین حاضر ہون، جو حکم ہو بجا لاؤن، اگر قبیلہ اوس کا آدمی ہو تو ابھی گردن ماردی جائے، اور خزرج کا ہے تو جو فرمایئے، بجا لانے کو تیار ہین، خزرج اور اوس مین دیرینہ عداوت تھی، جاہلیت مین بڑے معرکے کی لڑائیان ہوچکی تھین، اسلام نے صلح کرائی، تاہم دلون مین کدورت باقی تھی، اِس بنا پر سعد بن معاذ

[1] مسند صفحہ ۲۰۵ جلد ۵،

یہ درخواست کہ خزرج کے معاملہ مین ہم آپ کے حکم کے منتظر ہین، یہ معنی رکھتی تھی، اس بنا پر غلبہ پانے کی ایک صورت نکل آئے، جو یقیناً خزرج کے لیے ناقابل برداشت تھی، سعد ابن عبادہؓ سردار خزرج نے اُٹھکر کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو، تم خزرج کو کبھی نہین قتل کرسکتے، اور نہ اوس پر قادر ہو، اگر تمہارے خاندان (اشہل) کا معاملہ ہوتا تو زبان سے ایسی بات نہ نکالتے، اسید بن حضیر نے کہ سعد بن معاذؓ کے ابن عم تھے، جواب دیا کہ تم یہ کیا کہتے ہو، رسول اللہ صلعم حکم دین تو ہم ضرور مارین گے، تم منافق ہو، اور منافق کی طرف سے لڑ رہے ہو، اتنا کہنا تھا کہ دونون قبیلے جوش مین اٹھ کھڑے ہوئے، آنحضرت صلعم منبر پر تھے، آہستہ آہستہ دھیما کیا، یہانتک کہ حمیت کا غلغلہ پست ہوگیا[1]،

حب رسول کا یہ حال تھا کہ اپنے قبیلے کی پوشیدہ باتین جو رسول اللہ صلعم سے متعلق ہوتین پہنچا دیتے تھے، غزوۂ ہوازن مین آنحضرت صلعم نے قریش اور سرداران عرب کو بڑی بڑی رقمین دی تھین، اور انصار کو کچھ نہ دیا تھا، بعض نوجوانون کو اس ترجیح پر رنج ہوا، اور کہا کہ رسول اللہ اپنے ہم قومون کو دیتے ہین، اور ہم کو محروم کرتے ہین، حالانکہ قریش کا خون ہماری تلوارون سے ابتک ٹپک رہا ہے، سعد بن عبادہؓ نے جاکر رسول اللہ صلعم سے کہدیا کہ یہ خیالات ہین، فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ عرض کیا گو کہ مین انصار ہون لیکن یہ خیال نہین، ارشاد ہوا کہ جاؤ اور لوگون کو فلان خیمہ مین جمع کرو، اعلان ہوا تو مہاجرین اور انصار دونون آئے، سعد نے مہاجرین کو چھانٹ دیا، آنحضرت صلعم نے آکے خطبہ پڑھا، جس کا ایک فقرہ یہ تھا کہ کیا تم راضی نہین کہ تمام لوگ مال و دولت لیکر جائین اور تم خود مجھکو اپنے ہان لے چلو،

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۹۳ جلد ۲، فتح الباری ۳۲۱ جلد ۸،

تمام لوگ رو پڑے اور باتفاق کہا کہ آپ کے مقابلہ مین ساری دنیا کی دولت ہیچ ہے[1]
غزوۂ اُحد مین تمام مدینہ خطرہ مین پڑ گیا تھا، لوگ شہر مین پہرہ دے رہے تھے
اس وقت حضرت سعدؓ نے اپنا مکان چھوڑ کر رسول اللہ صلعم کے مکان کا پہرہ دیا تھا
آنحضرت صلعم کو ان سے جو محبت تھی اوس کا یہ اثر تھا کہ ادن کے مکان تشریف
لیجاتے تھے، ایک مرتبہ ان کے لئے دعا کی تو فرمایا اللھم اجعل صلواتک ورحمتک
علی آل سعد بن عبادہ

ایک مرتبہ فرمایا خدا انصار کو جزاے خیر دے، خصوصاً عبد اللہ بن عمرو بن
حرام اور سعد بن عبادہ کو،

صدقات کے افسرون کی ضرورت ہوئی، تو ان کو بھی منتخب کیا، لیکن جب
امارت کی ذمہ داریون سے واقف ہوئے تو عرض کیا کہ مین اس خدمت سے معذور
ہون، آنحضرت صلعم نے عذر قبول فرمایا[2]،

ایک مرتبہ بیمار پڑے تو آنحضرت صلعم صحابہ کو لیکر عیادت کے لئے تشریف لائے
درد سے بیہوش تھے، کسی نے کہدیا کہ ختم ہوگئے، بعض بولے ابھی دم باقی ہے، آنحضرت
سننا تھا کہ آنحضرت صلعم رو پڑے، اور ساتھ ہی تمام مجلس مین ماتم پڑ گیا[3]،

نرمی طبع اور امن پسندی ذیل کے واقعہ سے معلوم ہوسکتی ہے،

ایک مرتبہ آنحضرت صلعم ادن کی عیادت کو تشریف لا رہے تھے، راستہ مین
ابن ابی بیٹھا تھا، اوس نے آنحضرت صلعم سے سخت کلامی کی، صحابہ کو طیش آگیا اور
فریقین لڑنے پر آمادہ ہوگئے، آنحضرت صلعم نے سب کو اس ارادہ سے باز رکھا اور

[1] صحیح بخاری صفحہ ۶۲۰ جلد ۲ و مسند صفحہ ۶ جلد ۳، [2] مسند صفحہ ۲۸۵ جلد ۵، [3] صحیح بخاری صفحہ ۱۷۴ جلد

نرت سعدؓ کے مکان چلے آئے، فرمایا سعد! تم نے کچھ سنا؟ آج ابو حباب (ابن ابی)
مجھے ایسا ایسا کہا، عرض کی یا رسول اللہ! اوس کا قصور معاف کیجیے، بات یہ ہی
سلام سے قبل لوگون کا خیال تھا کہ اس کو مدینہ کا بادشاہ بنائین، لیکن جب اللہ
آپ کو حق و صداقت کے ساتھ مبعوث کیا تو وہ خیال بدل گیا، یہ اسی غم و غصہ کا
رہی، آپ نے یہ سنکر معاف کر دیا،[1]

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۶۵۶ جلد ۲،

حضرت سعدؓ بن خیثمہ

نام ونسب| سعد نام، ابو خیثمہ کنیت، خیر لقب، سلسلۂ نسب یہ ہی، سعد بن خیثمہ حارث بن مالک بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن سلم بن امرء القیس مالک بن اوس،

والد بزرگوار جن کا نام خیثمہ تھا، صحابی تھے، غزوۂ احد مین شہادت پائی

اسلام، عقبہ مین شریک تھے، بنی عمرو بن عوف کے نقیب بنائے گئے،

غزوات اور عام حالات، آنحضرت صلعم ہجرت کر کے مدینہ تشریف تو اولاً قبیلۂ عمرو بن عوف مین قیام ہوا، اور حضرت کلثوم بن الہدمؓ کے گھر مین ٹھہرے، اس دوران مین ملاقات کے لیے حضرت سعدؓ کا مکان تجویز فرمایا، آنحضرت صلعم مہاجرین وانصار انھین کے مکان مین ملتے تھے، اسی بنا پر بعض لوگون نے لکھا ہی کہ سعد بن خیثمہؓ کے یہان آپ نے قیام فرمایا تھا، حضرت سعدؓ کا گھر منزل العزّاب (العزاب) کے نام سے مشہور تھا،

غزوۂ بدر مین شرکت کا قصد کیا تو عجیب واقعہ پیش آیا، باپ نے کہا کہ ہم میں سے ایک آدمی کو گھر رہنا چاہیئے، اس بنا پر تم یہین رہو، مین جہاد پر جاتا ہون، بیٹے نے جواب دیا کہ اگر جنت کے علاوہ کوئی اور معاملہ ہوتا تو آپ کو ترجیح دیتا، مین خود جاؤنگا اور امید ہے کہ اللہ شہادت عطا فرمائے،

شہادت، تاہم شفقت پدری نے مجبور کیا اور حضرت خیثمہ نے قرعہ ڈالا جس میں

شہادت کا خیال موجزن تھا، قرعۂ فال اُسی کے نام نکلا، مجبور ہوکر اجازت دی،
چنانچہ حضرت سعدؓ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ بدر پہونچے، اور طعیمہ بن عدی ایک
مشرک کے ہاتھ سے مارے گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون،

اولاد ایک بیٹا تھا، جس کا نام عبداللہ تھا، اگرچہ نہایت کم عمر تھے، تاہم عقبہ اور
بدر مین باپ کے ساتھ شریک تھے، بعض لوگون کا خیال ہو کہ حضرت سعدؓ نے کوئی
اولاد نہین چھوڑی،

حضرت سعد بن زید اشہلیؓ

سعد نام، قبیلۂ اوس کے خاندان اشہل سے ہین، سلسلۂ نسب یہ،
سعد بن زید بن مالک بن عبد بن کعب بن عبد الاشہل،

واقدی کے قول کے مطابق عقبہ مین شریک تھے، جمہور نے بدر کی ت
اتفاق کیا ہی، عینیہ بن حصن نے مدینہ کے اونٹون پر لوٹ ڈالی اور حضر
حسانؓ نے کہا،

ھل سر اولاد اللقیطہ اننا سلم غداۃ فوارس المقداد

تو سعد نہایت برہم ہوئے کہ میرے ہوتے ہوئے فوارس مقداد کا کیو
ذکر کیا، حضرت سعدؓ اس زمانہ مین رئیس قبیلہ تھے، حسان نے معذرت
کہ قافیہ سے مجبوری تھی[1]،

غزوۂ قریظہ مین آنحضرت صلعم نے ان کو قیدیون کے ہمراہ نجد
بھیجا، انھون نے ان کے معاوضہ مین کھجور اور ہتھیار خریدے، اور مدینہ
لیکر آئے،

رمضان ۸ھ مین فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلعم نے ان کو انصار کے
بت مناۃ کے توڑنے کے لیے جو مکہ مین مشلل نام ایک مقام پر نصب تھا، بیس
سوارون کے ساتھ روانہ فرمایا، پجاری نے پوچھا کیا ارادہ ہے؟ بولے ہدم منا

[1] اصابہ صفحہ ۸، جلد ۳،

کہا تم جانو! سعد نے بُت گرایا، تو ایک برہنہ اور سیاہ فام عورت چھاتی پیٹتی اور شور مچاتی ہوئی نکلی، سعد نے یہ ہیئت کذائی دیکھکر اوس کو قتل کر دیا، پجاری نہایت خائف تھا، عورت کی آواز سُنکر بُولا مناۃ! ادنک لبعض غضبیاتک[1]! خزانہ مین کچھ نہ تھا، تلاشی لیکر چلے آئے، واپسی کے وقت رمضان کی اخیر تاریخین تھین،

وفات، وفات کا سنہ اور تاریخ بالکل نامعلوم ہے،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۱۰۷ جلد ۲، قسم ۱،

حضرت سلمہ بن سلامہؓ

نام ونسب، سلمہ نام، ابو عوف کنیت، قبیلۂ اوس سے ہین، نسب نامہ یہ ہی، سلمہ ابن سلامہ بن وقش بن زعورا بن عبد الاشہل، مان کا نام سلمیٰ بنت سلمہ بن خالد بن عدی تھا اور قبیلۂ بنی حارثہ سے تھین،

اسلام، آنحضرت صلعم کی نبوت کی خبر مدینہ پہونچی تو سلمہ نے فوراً لبیک کہی اور عقبہ اولیٰ کی بیعت مین شریک ہوئے، دوسرے سال عقبہ ثانیہ مین بھی شرکت کی،

غزوات، بدر، اور تمام غزوات مین آنحضرت صلعم کے ہمرکاب رہے،

غزوۂ مریسیع مین عبد اللہ بن ابی نے آنحضرت صلعم اور مہاجرین کی شان مین نازیبا الفاظ استعمال کئے تو حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ سلمہ کو بھیجئے کہ اوس کا سر کاٹ لائین[1]!

حضرت عمرؓ نے اپنے عہدِ خلافت مین ان کو یمامہ کا والی بنایا تھا،

وفات، ۴۵ھ مین بمقام مدینہ وفات پائی، اس وقت ۷۴ برس کا سن تھا،

فضل وکمال، حدیث مین ان کے سلسلہ سے چند روایتین ہین، محمود بن لبید، اور جسترہ راویون مین ہین،

حدیث مین حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی، توضئوا مما مست النا

[1] اصابہ صفحہ ۱۱۶ جلد ۳،

یعنی جس چیز کو آگ نے متغیر کر دیا ہو، اس کے استعمال سے وضو لازم آتا ہے، حضرت سلمہؓ کا بھی یہی مذہب تھا،

ایک مرتبہ محمود بن جبیرہ کے ساتھ ولیمہ مین گئے، تو کھانا کھا کر وضو کیا، لوگون نے کہا آپ تو باوضو تھے، فرمایا ہان لیکن آنحضرت صلعم کو بھی ایسا اتفاق پیش آیا تھا، اور اُنھون نے بھی یہی کیا تھا،

لہ اسد الغابہ صفحہ ۳۳۰ جلد ۲،

حضرتِ سہل بن حنظلیہؓ

نام ونسب، سہل نام، قبیلۂ اوس سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہے، سہل بن ربیع بن عمرو بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس حنظلیہ کے متعلق اختلاف ہی، بعض کا خیال ہی کہ سہل کی مان تھین، لیکن ابن سعد نے تصریح کی ہی کہ عمرو بن عدی (سہل کے دادا) کی والدہ تھین، نام ام ایاس بنت ابان بن دارم تھا، اور قبیلۂ تمیم سے تھین، اسی بنا پر عمرو کی تمام اولاد ابن حنظلیہ کے نام سے مشہور ہوئی،

حضرت سہلؓ غالباً ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، غزوۂ اُحد اور ما بعد کے تمام غزوات مین شرکت کی، اور بیعت رضوان مین شمولیت کا شرف حاصل کیا،

عہدِ نبوت کے بعد شام چلے گئے، اور دمشق کی سکونت اختیار کی،

وفات، اور وہین امیر معاویہ کی خلافت مین انتقال فرمایا،

اولاد، کوئی اولاد نہین چھوڑی، امام بخاری نے لکھا ہی کان عقیما یعنے وہ نازائیدہ تھے، اکثر فرماتے تھے لایکون لی سقط فی الاسلام احب الی مما طلعت علیہ الشمس یعنے اولاد نہین ہی نہ سہی، اسلام مین کاش ایک حمل ہی ساقط ہو جاتا،

حلیہ، مفصل حلیہ معلوم نہین، اتنا معلوم ہی کہ ڈاڑھی مین زرد خضاب لگاتے تھے،

فضل وکمال، مصنف استیعاب اور صاحب اسد الغابہ لکھتے ہین،

کان فاضلا عالمًا! یعنے وہ عالم اور فاضل تھے،

اِس سے بڑھکر کیا ہو سکتا ہی کہ خود صحابہ اُن سے حدیثین پوچھتے تھے، ایک مرتبہ حضرت ابو درداؓ کی طرف سے نکلے تو اُنھون نے حدیث کی خواہش کی، حضرت سہلؓ نے ایک حدیث بیانؐ کی، اِسی طرح امیر معاویہ کے معائینہ کو گھوڑے پیش ہوئے، تو اُنھون نے اون سے وہ حدیث دریافت کیؓ جس مین گھوڑون کی پرورش وپرداخت کی فضیلت بیان کی گئی ہی،

اتفاقات کے علاوہ بھی روایتِ حدیث کا سلسلہ برابر جاری تھا، امیر معاویہ کے غلام قاسم جمعہ کے دن جامع دمشق مین آئے، دیکھا کہ ایک بزرگ حدیثین بیان کر رہے ہین، بڑھکر پوچھا کون شخص ہین؟ جواب ملا سہل بن حنظلیہ صحابیؓ،

راویان حدیث کے زمرہ مین متعدد حضرات ہین، بعض کے نام یہ ہین، ابو کبشہ سلولی، قاسم بن عبدالرحمان، یزید بن ابی مریم شامی،

اخلاق، وقت کو نہایت عزیز سمجھتے، لوگون سے تعلقات نہ رکھتے، اور عبادت مین عموماً مصروف رہتے تھے، جب تک مسجد مین رہتے نماز پڑھتے، اُٹھتے تو تسبیح وتہلیل مین ہوتے، اور اسی حالت مین کاشانۂ اطہر کا رُخ کرتے تھے،

۱؎ اسد الغابہ صفحہ ۳۶۴ جلد ۲، ۲؎ ایضاً، ۳؎ اصابہ صفحہ ۱۳۸ جلد ۳،

حضرت سائب بن خلادؓ

سائب نام، ابوسہلہ کنیت، قبیلۂ خزرج سے ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہے، سائب بن خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرء القیس بن مالک اغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر،

ماں کا نام لیلیٰ بنت عبادہ تھا، اور قبیلۂ ساعدہ سے تھین،

غزوات، | ابوعبید کے خیال مین بدر مین شریک تھے، لیکن ابونعیم کو انکار ہی،

امیر معاویہ کے زمانۂ خلافت مین یمن کے حاکم تھے،

وفات، | ۷۱ھ مین وفات پائی،

اولاد، | خلاد نام ایک لڑکا یادگار چھوڑا،

فضل وکمال، | ان کی سند سے ۵ حدیثین مروی ہین، بعض صحاح مین بھی ہین، راویون مین خلاد، صالح بن خیوان، عطاء بن یسار، محمد بن کعب قرظی، عبدالرحمان بن ابی صعصعہ، عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمان وغیرہ ہین،

"شن"

حضرت شداد بن اوسؓ

نام ونسب، شداد نام، ابو یعلیٰ وابو عبد الرحمان کنیت، قبیلۂ خزرج کے خاندان نجار سے ہین، اور حضرت حسان بن ثابتؓ، شاعر مشہور کے بھتیجے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی، شداد بن اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج،

اوس بن ثابت، کہ شداد کے پدر گرامی تھے، عقبہ ثانیہ، اور بدر کی شرکت کا فخر حاصل کر چکے تھے، غزوۂ اُحد مین شہادت پائی، والدہ کا نام صرمیہ تھا اور بنو نجار کے خاندان عدی سے تھین،

اسلام، باپ، چچا، اور تقریبًا تمام خاندان مشرف بہ اسلام ہو چکا تھا، شداد بھی انھین لوگون کے ساتھ ایمان لائے،

غزوات اور عام حالات، چونکہ کم سن تھے، غزوات مین شاذ ونادر حصہ لیا، امام **بخاری** نے لکھا ہی، کہ غزوۂ بدر مین شریک تھے، لیکن یہ صحیح نہین،

عہد نبوت کے بعد شام مین سکونت اختیار کی، فلسطین، بیت المقدس، اور حمص مین قیام پذیر رہے،

وفات، ۵۸ھ مین بعمر ۷۵ سال انتقال فرمایا، اور بیت المقدس مین دفن ہوئے،

اولاد، حسب ذیل اولاد چھوڑی، یعلیٰ، محمد،

فضل وکمال، افضلاء صحابہ مین تھے، حضرت عبادہؓ بن صامت کہ اساطین امت

امت مین تھے اور صحابہ کے عہد مین علوم وفنون کا مرجع تھے، فرمایا کرتے تھے، لوگ دو طرح کے ہوتے ہین، بعض عالم ہوتے ہین لیکن غصہ ور، اور مغلوب الغضب، بعض حلیم اور بردبار ہوتے ہین، لیکن جاہل اور علوم وفنون سے بے بہرہ، شداد اُن چند لوگون مین ہین جو علم وحلم کے مجمع البحرین تھے[1]،

مسجد جابیہ مین، ابن غنم، ابو دردا رض، اور عبادہ رض بن صامت ٹہل ٹہل کر باتین کر رہے تھے، شداد بھی آپہونچے اور کہا لوگو! مجھکو تم سے جو کچھ ڈر ہی یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا، میری امت پیروی نفس اور شرک مین مبتلا ہوجائیگی، اخیر کا فقرہ چونکہ تعجب انگیز تھا، ابو دردا رض اور عبادہ رض نے اعتراض کیا اور اوس کی سند مین ایک حدیث پیش کی کہ شیطان جزیرۂ عرب مین اپنی پرستش سے بالکل ناامید ہوچکا ہی، پھر ہمارے مشرک ہونے کے کیا معنے؟ حضرت شداد نے فرمایا کہ ایک شخص نماز، روزہ، زکوٰۃ، ریائً ادا کرتا ہی، آپ لوگ اس کو کیا سمجھتے ہین، سب نے جواب دیا مشرک، فرمایا مین نے اِس کے متعلق خود آنحضرت صلعم سے حدیث سنی ہی، کہ اِن چیزون کو ریائً بجا لانے والا مشرک ہوتا ہی، عوف بن مالک بھی ساتھ تھے بولے، کہ جتنا عمل خالص ہوگا اوس کے قبول ہونے کی اُمید ہی، باقی جس مین شرک کی آمیزش ہی وہ مردود ہوگا، اِس بناپر ہم کو اپنے عمل پر اعتماد کرنا چاہیئے، شداد نے جواب دیا کہ حدیث قدسی مین وارد ہی کہ مشرک کا تمام عمل اوس کے معبود کو دیا جائیگا، خدا اِس کا محتاج نہین[2]، (یہ قرآن مجید کے بالکل مطابق ہے ارشاد ربانی ہی، ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ)

حدیث مین فہم وبصیرت حاصل تھی، اور اُصول درایت اور نقد سے کام لیتے تھے،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۳۰۷ جلد ۲، [2] مسند ابن حنبل صفحہ ۱۲۶ جلد ۴،

حضرت ابوذر غفاریؓ جن کے زہد و قناعت اور ترک دنیا کی حدیثون نے تمام

شام مین کھلبلی ڈالدی تھی، ان کے متعلق رائے دیتے ہین،

کان ابوذر یسمع الحدیث من رسول اللہ صلعم	وہ آنحضرت صلعم سے کوئی حدیث جس مین شدت
فیہ الشدۃ ثم یخرج الی قومہ یسلم لعلہ	اور سختی ہوتی تھی، سنتے تھے، پھر اپنی قوم مین جاکر
لیشدد علیہم ثم ان رسول اللہ صلعم یرخص	اوس کی اشاعت کرتے تھے، بعد کو آنحضرت صلعم
فیہ بعد فلم یسمعہ ابوذر فیتعلق ابوذر	اوس سخت حکم مین رخصت عطا فرمادیتے تھے، لیکن
بالامر الشدید[1]،	ابوذر کو خبر تک نہ ہوئی، اس بنا پر وہ اپنی اوسی
" " " "	شدت پر قایم رہے،

حضرت شدادؓ کے سلسلہ سے جو حدیثین مروی ہین اون کی تعداد ۵۰ ہے، انھون نے

اکثر آنحضرت صلعم سے اور کچھ کعب احبار سے حدیثین سنی تھین،

ان سے روایت کرنے والون مین بہت سے اہل شام ہین، منتخب حضرات کے

نام یہ ہین، محمود بن لبید، یعلیٰؓ، ابوالاشعث صنعانی، ضمرۃ بن حبیب، ابوادریس خولانی،

محمود بن ربیع، عبدالرحمان بن غنم، بشیر بن کعب، جبیر بن نفیر، ابواسماء رحبی، حسان بن عطیہ،

عبادہ بن نسئی، حنظلی،

اخلاق، اخلاق و عادات یہ تھے کہ نہایت عابد اور پرہیزگار تھے، خدا سے ہر وقت خوف

کھاتے تھے، بسا اوقات رات کو آرام فرمانے کے لئے لیٹتے، پھر اُٹھ بیٹھتے، اور تمام رات

نماز پڑھتے، کبھی کبھی منہ سے نکلتا،

اللھم ان النار قد حالت بینی وبین النوم	خدایا آتش جہنم میرے سونے کے درمیان حائل ہو گئی ہے

[1] مسند ابن حنبل صفحہ ۱۲۵ جلد ۴،

اسد بن وداعہ کا یہ فقرہ بھی اس مقام پر قابلِ لحاظ ہے، کہتے ہیں،

کان شداد بن اوس اذا اخذ مضجعہ من اللیل کان کالحبة علی المقلی[1] — شداد جب رات کو لیٹتے تو خوف سے اس قدر بے چین اور متاثر ہوتے جیسے بھاڑ میں چنا،

نہایت حلیم اور کم سخن تھے، تاہم جب گفتگو کرتے تو دل آویز اور شیرین ہوتی حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ شداد دو خصلتوں میں ہم سے بڑھ گئے،

بیان اذا نطق وبکظم اذا غضب — بولنے کے وقت فصاحت بیان میں اور غصہ کے وقت حلم، عفو اور درگذر میں،

حفظ لسان اور کم سخنی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ سفر میں تھے، غلام سے کہا چھری لاؤ، اوس سے کھیلیں! ایک شخص نے ٹوکا تو فرمایا،

ما تکلمت بکلمة منذ اسلمت وانا اخطمھا واز مھا الا کلمتی ھذہ فلا تحفظوھا علیّ — جب سے مسلمان ہوا میرے منہ میں لگام رہی آج یہ کلمہ منہ سے نکل گیا، تو تم اس کو بھول جاؤ اور ایک حدیث بیان کرتا ہوں اس کو سنو اور یاد رکھو،

مسلمانوں کے انقلاب اور تغیر کو نہایت سختی سے محسوس کرتے تھے، ایک مرتبہ رونے لگے، لوگوں نے وجہ دریافت کی تو ارشاد ہوا، کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی امت کے خواہش نفس اور شرک میں مبتلا ہونے کا خوف ہے، میں نے عرض کی کیا آپ کی امت مشرک ہو جائیگی؟ فرمایا ہاں، لیکن اس طرح کہ سورج، چاند، بُت، پتھر کو پوجے گی، البتہ ریا اور مخفی خواہشوں کا غلبہ ہوگا، صبح کو آدمی روزہ دار اٹھے گا،

[1] اسد الغابہ صفحہ ۳۰۸ جلد ۲، [2] مسند ابن حنبل صفحہ ۱۲۳ جلد ۴،

لیکن جب خواہش تقاضا کرے گی تو وہ روزہ بے خوف وخطر توڑ دیگا،[۱]

مریضون کی عیادت کرتے تھے، ابو اشعث صنعانی شام کے قریب مسجد دمشق مین تھے، شداد اور صنابحی سے ملاقات ہوئی، پوچھا کہان کا ارادہ ہی؟ جواب دیا ایک بھائی بیمار ہی، اوس کی عیادت کو جاتے ہین، یہ بھی ساتھ ہوگئے، اندر جاکر مریض سے پوچھا کیا حال ہی؟ بولا اچھا ہون، شداد نے کہا ابشر بکفارات السیئات و حط الخطایا یعنے مین تم کو مرض کے کفارہ گناہ ہونے کی بشارت سناتا ہون، حدیث شریف مین وارد ہی کہ جو شخص خدا کے ابتلاء مین اسکی حمد کرے اور راضی برضا رہے اس طرح پاک وصاف اُٹھتا ہی جیسا کہ مان کے پیٹ سے پیدا ہوا،[۲]

بارگاہِ رسالت مین خصوصیت اور حب رسولؐ کا اندازہ اِس سے ہوسکتا ہی کہ فتح مکہ کے دوران مین آنحضرت صلعم ایک روز بقیع تشریف لائے، تو شداد ہمراہ تھے اور آپ اون کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے،[۳]

ایک مرتبہ خدمت اقدس مین حاضر تھے، چہرہ پر اُداسی چھائی تھی، ارشاد ہوا کیا ہے؟ بولے یا رسول اللہ مجھپر دنیا تنگ ہی، فرمایا تمپر تنگ نہوگی، شام اور بیت المقدس فتح ہوگا، اور وہان تم اور تمہاری اولاد امام ہوگی، یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری اُتری وہ اپنی اولاد کے ساتھ بیت المقدس مین اقامت گزین ہوئے اور تمام شام کے علم وفضل مین مرجع بنگئے،

---

[۱] مسند ابن حنبل صفحہ ۱۲۴ جلد ۴، [۲] ایضاً صفحہ ۱۲۳ جلد ۴، [۳] ایضاً صفحہ ۱۲۴ جلد ۴،

حضرت عبادہ بن صامتؓ

نام ونسب، عبادہ نام، ابوالولید کنیت، قبیلۂ خزرج کے خاندان سالم سے ہین نسب
یہ ہی، عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن قیس بن ثعلبہ بن غنم (قوقل)
سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج، والدہ کا نام قرۃ العین تھا، جو عبادہ بن
بن مالک بن عجلان کی بیٹی تھین، قرۃ العین کے جگرگوشہ کا نام اپنے نانا کے نام
بنوسالم کے مکانات مدینہ کے غربی سنگستان کے کنارہ، قبار سے متصل وا
یہان اِن کے کئی قلعے بھی تھے، جو اطم قوافل کے نام سے مشہور ہین، اِس بنا پر حضرت
عبادہؓ کا مکان مدینہ سے باہر تھا،

اِسلام، ابھی عنفوانِ شباب تھا کہ مکہ سے اِسلام کی صدا بلند ہوئی، جن خوش نصیب
لوگون نے اِس کی پہلی آواز کو رغبت کے کانون سے سُنا، حضرت عبادہؓ اِنھین مین
ہین، انصار کے وفد ۳ سال تک مدینہ سے مکہ آئے تھے، وہ سب مین شامل تھے، پہلا
وفد جو دس آدمیون سے مرکب تھا، وہ اس مین داخل تھے، اور چھ شخصون کے ساتھ
آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، ارباب عِلم کی ایک جماعت کا یہی خیال ہے
اگرچہ کثرت رائے اِن کے اِسلام کو دوسری بیعت تک موقوف سمجھتی ہے، جس میں
بارہ آدمیون نے مذہب اِسلام اختیار کیا تھا، تیسری بیعت جس مین ۷۲ اشخاص

لہ فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۷۲، اور زرقانی صفحہ ۳۶۱ جلد ۱، ۲ مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۳۲۳ وبخاری صفحہ ۵۰ جلد ۱، ۳ مسند صفحہ ۳۱۶ جلد ۵،

ل تھے، حضرت عبادہؓ کی اس مین بھی شرکت تھی،

اخیر بعیت مین ان کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آنحضرت صلعم نے ان کو خاندان

قل کا نقیب تجویز فرمایا،

ات و دیگر حالات، | حضرت عبادہؓ کی زندگی ابتدا ہی سے ولولہ انگیز ہے، مکہ سے اسلام

ر پلٹے تو مکان پہنچتے ہی والدہ کو مشرف باسلام کیا، کعب بن عجرہ ایک دوست تھے

ر ہنوز مسلمان نہ ہوئے تھے، گھر مین بڑا سا بت رکھا تھا، حضرت عبادہؓ کو فکر تھی

سی صورت سے یہ گھر بھی شرک سے پاک ہو، موقع پاکر اندر گئے اور بت کو بسولے

ے توڑ ڈالا، کعب کو ہدایت غیبی ہوئی، اور وہ جمعیت اسلام مین آملے،

آنحضرت صلعم نے مدینہ پہنچکر انصار و مہاجرین مین برادری قایم کی تو حضرت

ابو مرثد غنوی کو انکا بھائی تجویز فرمایا حضرت ابو مرثد نہایت قدیم الاسلام صحابی اور حضرت

حمزہؓ عم رسول اللہ صلعم کے حلیف تھے، اس بنا پر اس کا تعلق خود خاندانِ رسالت

سے تھا،

سنہ ۲ھ مین غزوۂ بدر واقع ہوا، حضرت عبادہؓ نے اس مین شرکت کی،

اسی سنہ مین بنو قینقاع عبد اللہ بن ابی کے اشارے سے رسول اللہ صلعم سے بغاوت پر

آمادہ ہوئے، دربار نبوت سے جلا وطنی کا فرمان صادر ہوا، حضرت عبادہؓ نے حلف کا

دیرینہ تعلق ان لوگون سے قطع کر دیا تھا، اخراج البلد کا کام بھی انھین کے متعلق ہوا

قرآن کی یہ آیت یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اسی واقعہ

کے متعلق نازل ہوئی تھی،

۱؎ زرقانی صفحہ ۳۲۱ جلد ۱، ۲؎ نزہۃ الابرار فی الاسامی و مناقب الاخیار قلمی ورق صفحہ ۱۶۲، ۳؎ طبقات صفحہ ۲ قسم اول جزء ۲ حصۂ مغازی

مشاہد عہد نبوت مین بیعت الرضوان کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہی،
بیعت[1] مین بھی شریک تھے، خلافت صدیقی مین شام کی بعض لڑائیون مین شریک تھے
فاروقی مین مصر کے فتح ہونے مین دیر ہوئی تو عمرو بن عاص نے حضرت عمرؓ کو
کمک کے لئے خط لکھا، حضرت عمرؓ نے ۴ ہزار فوج روانہ کی، جس مین ایک
فوج کے حضرت عبادہؓ افسر تھے، اور جواب مین لکھا کہ اِن افسرون مین ہر
ایک ہزار آدمیون[2] کے برابر ہی، یہ کمک مصر پہونچی تو عمرو بن عاص نے تمام فوج
یکجا کر کے ایک پر اثر تقریر کی اور حضرت عبادہؓ کو بُلا کر کہا کہ اپنا نیزہ مجھکو دے
سر سے عمامہ اُتارا اور نیزہ پر لگا کر اون کو حوالہ کیا کہ یہ سپہ سالار کا علم ہی، اور
سپہ سالار ہین، خدا کی شان کہ پہلے ہی حملہ مین شہر فتح ہوگیا،

ملکی خدمات، | خدمات ملکی کے سلسلہ مین تین چیزین قابل ذکر ہین، صدقات کی
فلسطین کی قضا اور حمص کی امارت،

آنحضرت صلعم نے اپنے اخیر عہد مین صدقہ کے عمال تمام اضلاعِ عرب
روانہ کیئے تھے، حضرت عبادہ کو بھی کسی مقام کا عامل بنایا تھا، وصیت کے طور پر
خدا سے ڈرنا، ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن چوپائے تک فریادی ہو کر آئین، انھون
کہا کہ خدا کی قسم مین دو آدمیون پر بھی عامل بننے کا خواہشمند نہین،

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت مین فلسطین کا قاضی بنایا تھا، اِس زمانہ مین یہ
صوبہ امیر معاویہ کی ماتحتی مین تھا، کسی بات پر دونون مین تکرار ہوئی، جس مین امیر معاویہ
نے سخت کلامی کی تو انھون نے کہا کہ آیندہ جہان تم ہوگے مین نہ رہون گا، ناراض ہو کر

[1] مسند صفحہ ۳۱۹ جلد ۵، [2] کنز العمال صفحہ ۱۶۶ بحوالہ ابن عبد الحکیم،

سے مدینہ چلے آئے، حضرت عمرؓ نے دیکھا تو پوچھا کیون؟ انھون نے سارا قصہ
فرمایا کہ آپ اپنی جگہ پر جائیے، دنیا آپ جیسے لوگون سے قایم ہی، جہان آپ
ہون گے خدا اوس زمین کو خراب کردیگا! اس کے بعد امیر معاویہ کو ایک خط
عبادہ کو تمھاری ماتحتی سے الگ کرتا ہون، قضا فلسطین کا یہ پہلا عہدہ تھا جو حضرت
تفویض ہوا، اسی زمانہ مین حضرت ابو عبیدہؓ نے کہ شام کے امیر تھے ان کو حمص کا
بنایا، حمص کے زمانۂ قیام مین اونھون نے لاذقیہ فتح کیا اور اوس مین ایک خاص
بچاو کی یعنی بڑے بڑے گڑھے کھدوائے جن مین ایک شخص مع اپنے گھوڑے کے
سکتا تھا، یہ طریقہ آج یورپ مین بھی رائج ہی، (بلاذری فتوح البلدان صفحہ ۱۳۹)
حضرت عبادہؓ تادم مرگ شام مین سکونت پذیر رہے، ۳۴ھ مین پیام
آیا، اس وقت انکا سن ۷۲ سال کا تھا، وفات سے پہلے بیمار رہے، لوگ عیادت کو
تھے، شداد بن اوس، کچھ آدمیون کے ساتھ اون کے مکان پر آئے، پوچھا کیسا مزاج
فرمایا خدا کے فضل سے اچھا ہون،

وفات کے قریب بیٹا آیا اور درخواست کی کہ وصیت کیجیے، فرمایا مجھے اٹھا کے بٹھلاؤ،
اس کے بعد کہا بیٹا! تقدیر پر یقین رکھنا، ورنہ ایمان کی خیریت نہین!
اسی حالت مین صنابحی پہنچے، دیکھا تو استاد جان بلب تھا، آنکھون مین آنسو بھر
لئے، اور بے تاب ہوکر زار و قطار رونے لگے، اوستاد شفیق نے رونے سے منع کیا، اور
کہا کہ ہر طرح سے راضی ہون، شفاعت کی ضرورت ہوگی تو شفاعت کرون گا، شہادت
کے لیے چاہو گے تو شہادت دونگا، غرض جتنی الوسع تم کو نفع پہونچاؤن گا، اس کے بعد

مسند صفحہ ۳۱۷ جلد ۵،

فرمایا کہ جتنی حدیثین ضروری تھین، تم لوگون تک پہنچا چکا، البتہ ایک حدیث باقی
اوس کو اب بیان کیئے دیتا ہون، حدیث بیان کر چکے تو روح جسم کو وداع کہکر
رحمت مین پرواز کر گئی، یہ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت کا واقعہ ہی،

مدفن کے متعلق اختلاف ہی، ابن سعد نے رملہ لکھا ہی، دوسری روایتون
بیت المقدس کا نام آیا ہی، اور لکھا ہی کہ ان کی قبر وہان اب تک مشہور ہی، امام بخار
فلسطین کو مدفن قرار دیا ہی، لیکن اصل یہ ہی کہ فلسطین ایک صوبہ تھا جس کے رملہ ا
بیت المقدس اضلاع تھے،

حلیہ، حلیہ یہ تھا، قد دراز (۱۰ بالش طول تھا) بدن دوہرا، رنگ ملیح، نہایت جمیل

اولاد، اولاد کے نام یہ ہین، ولید، عبداللہ، داؤد، ان مین سے ولید دو بیٹے عباد
اور یحیی اور موخر الذکر کے لڑکے اسحاق، حدیث کے مشہور راویون مین تھے،

فضل وکمال، حضرت عبادہؓ فضلائے صحابہ مین تھے، قرأۃ آنکا خاص فن تھا، انھون
آنحضرت صلعم کے زمانہ مین پورا قرآن حفظ کر لیا تھا، اسلام کا پہلا مدرسۂ قرأت جو
عہد نبوی مین اصحاب صفہ کے لیئے قایم ہوا تھا، انھین کے زیر ریاست تھا، اہل صفہ
جو صحابۂ کبار رہتے تھے ان سے تعلیم پاتے تھے، یہان قرآن کے ساتھ لکھنا بھی سکھایا جاتا تھا
چنانچہ بہت سے لوگ قرأت اور کتابت سیکھکر یہان سے نکلے تھے،

بعض تلامذہ کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کا انتظام بھی اُستاد کے متعلق ہوتا
اِس قسم کے بہت سے لوگ آتے تھے، ایک شخص کی نسبت مذکور ہے کہ ان کے گھر مین
رہتا تھا اور شام کا کھانا بھی اِن کے ساتھ کھاتا تھا، مکان جانے کا قصد کیا تو ایک

۱؎ مسند صفحہ ۳۱۰ جلد ۵، ۲؎ ایضاً صفحہ ۳۱۵ جلد ۵،

کمان اُستاد کے نذر کی، اونھون نے آنحضرت صلعم سے ذکر کیا، آپ نے اوسکے
کرنے سے منع فرمایا،[1]

عہد نبوی کے بعد جب شام کے مسلمانون کو تعلیم قرآن کی ضرورت ہوئی، تو
رت عمرؓ نے اِن کو شام روانہ کیا، وہ پہلے حمص گئے، لیکن کچھ زمانہ کے بعد فلسطین کو
ستقر بنایا،

حدیث مین حضرت عبادہؓ بعض اولیات کے موجد ہوئے، صحابہ کے زمانہ مین
ل اللہ صلعم تک سلسلۂ حدیث پہنچانے کا یہ طرز تھا کہ صحابی کہتا تھا کہ مین نے اِس کو
ل اللہ صلعم سے سُنا، لیکن بعض بزرگ ایسے بھی تھے، جنھون نے الفاظ روایت مین
ارج قائم کیے جو بعد مین روایت حدیث کا جزء قرار پاگئے، حضرت عبادہؓ نے بھی
الفاظ مین ایک اضافہ کیا، ایک شخص سے حدیث بیان کی تو فرمایا،

ل رسول اللہ صلعم من فی الی فی	یعنے رسول اللہ صلعم نے میرے رو در رو فرمایا
اقول حدثنی فلان و لا	مین یہ نہین کہتا کہ مجھ سے فلان فلان لوگون نے
لان !	حدیث بیان کی،[2]

اسی طرح ایک مجمع مین خطبہ دیا اور امیر معاویہ نے حدیث سے انکار ظاہر کیا تو فرمایا،

شھد انی سمعت رسول اللہ صلعم	مین گواہ ہون کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سُنا،

اشاعتِ حدیث کا خاص اہتمام تھا، مجامعِ وعظ، مجالسِ علم، حج کی صحبتین ہر جگہ
اس کا چرچا رہتا تھا، کبھی گرجے مین جاتے، تو وہان بھی رسول اللہ صلعم کا کلام مسلمانون
اور عیسائیون کے گوش گذار کرتے تھے،[3]

---

[1] مسند صفحہ ۳۲۴ جلد ۵، [2] ایضاً صفحہ ۳۲۲ جلد ۵، [3] ایضاً صفحہ ۳۲۰ و ۳۱۹ جلد ۵،

مرویات کی تعداد ۱۸۱ تک پہنچتی ہے، جن کے روایت کرنے والے اکابر صحابہ اور

بلند رتبہ تابعین ہیں، چنانچہ وابستگانِ نبوت میں انسؓ بن مالک، جابرؓ بن عبداللہ، ابو

امامہؓ، سلمہؓ بن محبق، محمودؓ بن ربیع، مقدامؓ بن معدیکرب، رفاعہؓ بن رافع، اوسؓ بن

عبداللہ ثقفی، شرحبیلؓ بن حسنہ، اور تابعین باحسان میں عبدالرحمن بن عسیلہ صنابحی، حطان

بن عبداللہ رقاشی، ابوالاشعث صنعانی، جبیر بن نضیر، جنادہ بن ابی امیہ، اسود بن ثعلبہ،

عبداللہ بن محیریز، ربیعہ بن ناجد، عطا بن یسار، قبیصہ بن ذویب، نافع بن محمود بن ربیع،

یعلی بن شداد بن اوس، ابو مسلم خولانی، ابو ادریس خولانی، اِس مخزن علم سے فیضیاب

ہوئے ہیں،

فقہ میں کمال علمی مسلم تھا، اور تمام صحابہ اِس کا اعتراف کرتے تھے، شام کے مسلمانوں کو

قرآن اور فقہ کی تعلیم کی ضرورت ہوئی تو حضرت عمرؓ نے اِس کام کے لیئے اِنھیں کو

انتخاب کیا،

امیر معاویہ نے طاعون عمواس کا خطبہ میں ذکر کیا، تو کہا کہ مجھ سے اور عبادہ سے

اِس مسئلہ میں گفتگو ہوچکی ہے، لیکن بات وہی ٹھیک تھی جو انھوں نے کہی تھی، تم لوگ

ان سے فائدہ اُٹھاؤ، کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ فقیہ ہیں،

جنادہ حضرت عبادہؓ سے ملاقات کو گئے تو بیان کرتے ہیں کہ

وکان قد تفقہ فی دین اللہ — وہ دین الٰہی میں فقیہ تھے،

اخلاق وعادات، امرار کے مقابلہ میں حقگوئی، حضرت عبادہؓ کے تاج عظمت کا طرہ

رہی ہے، وہ نہایت جوش سے اِس فرض کو ادا کرتے تھے، شام گئے اور وہاں بیع و شرا

میں شرعی خرابیاں دیکھیں، تو ایک خطبہ دیا جس سے تمام مجمع میں ہلچل پڑ گئی، امیر معاویہ

موجود تھے، بولے کہ عبادہؓ سے آنحضرت صلعم نے یہ نہین فرمایا تھا، اب اون کے طیش کو کون روک سکتا تھا، فرمایا کہ مجھے معاویہ کے ساتھ رہنے کی بالکل پروا نہین، مین گواہی دیتا ہون کہ آنحضرت صلعم نے یہ ارشاد فرمایا تھا،[1]

یہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کا واقعہ تھا، لیکن عہد عثمانی مین امیر معاویہ نے دربارِ خلافت مین شکایت لکھی کہ عبادہ نے تمام شام کو بگاڑ رکھا ہے، یا ان کو مدینہ بلا لیجئے یا مین شام چھوڑ دون گا، امیر المومنین نے جواب مین لکھا کہ اون کو یہان روانہ کردو، مدینہ پہنچکر سیدھے حضرت عثمانؓ کے کاشانہ مین پہنچے، مکان مین صرف ایک شخص تھا جو مہاجر اور تابعی تھا، لیکن باہر بہت سے لوگ جمع تھے، اندر جاکر ایک گوشہ مین بیٹھ گئے، حضرت عثمانؓ کی نظر اوٹھی تو عبادہ سامنے تھے، پوچھا کیا معاملہ ہے؟ پیکر حق اب بھی راستگوئی کا وہی جذبہ رکھتا تھا، کھڑے ہوکر مجمع سے مخاطب ہوا، کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد اُمرا، منکر کو معروف اور معروف کو منکر سے بدل دینگے، لیکن معصیت مین طاعت جائز نہین، تم لوگ بدی مین ہرگز آلودہ نہ ہونا،[2]

حضرت ابوہریرہؓ نے کسی بات مین دخل دیا، تو فرمایا کہ جب ہم نے آنحضرت صلعم سے بیعت کی تھی، تم اوس وقت موجود نہ تھے، (پھر تم ناحق بیچ مین پڑتے ہو) ہم نے آنحضرت صلعم سے ان شرائط پر بیعت کی تھی، کہ چستی اور کاہلی مین آپ کا کہنا مانین گے، فراخی اور تنگی مین مالی امداد دینگے، اچھی باتین پہونچائین گے، بُری باتون سے روکین گے سچ کہنے مین کسی سے نہ دبین گے، آنحضرت صلعم یثرب تشریف لائین گے تو مدد کرین گے اور جان اور آل اولاد کی طرح آپ کی نگہبانی کرین گے، ان سب باتون کا صلہ جنت کی

---

[1] مسند صفحہ ۳۱۹ جلد ۵، [2] ایضاً صفحہ ۳۲۵،

صورت مین دیا جائیگا، پس ہم کو ان باتون پر پورے طور سے عمل کرنا چاہیے، اور جو نہ کرے وہ اپنا آپ ذمہ دار ہے"

اس فرض امر معروف کو وہ راستہ چلتے بھی ادا کرتے تھے، ایک دفعہ کسی سمت جارہے تھے، عبد اللہ بن عباد رزقی کو دیکھا کہ چڑیان پکڑ رہے ہین، چڑیا ہاتھ سے چھین کر اُڑا دی اور کہا بیٹا! یہ حرم مین داخل ہے، یہان شکار جائز نہین،

حب رسول کا یہ عالم تھا کہ بعیت کرنے بعد ۲ مرتبہ مکہ جاکر رسول اللہ صلعم کی زیارت کی، آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے تو کوئی غزوہ اور واقعہ ایسا نہ تھا جس کی شرکت کا شرف اُنھین حاصل نہ ہوا ہو، اِنھین وجوہ سے آنحضرت صلعم کو ان سے خاص انسیت تھی، ایک مرتبہ وہ بیمار پڑے تو خود سردار دوعالم عیادت کو آیا، انصار کے کچھ لوگ ہمراہِ رکاب تھے، فرمایا جانتے ہو شہید کون ہے؟ لوگ خاموش رہے، حضرت عبادہؓ نے اپنی بیوی سے کہا کہ ذرا مجھے تکیہ سے لگا کر بٹھاؤ، بیٹھکر رسول اللہ صلعم کے سوال کا جواب دیا کہ جو مسلمان ہو، ہجرت کرے، اور معرکہ مین قتل ہو، آپ نے فرمایا نہین، اِس صورت مین تو شہیدون کی تعداد بہت کم ہوگی، قتل ہونا، ہیضہ ہونا، غرق آب ہونا، اور عورت کا زچگی مین مرجانا یہ سب شہادت مین داخل ہے،

رسول اللہ صلعم علیل ہوئے تو صبح وشام دیکھنے جاتے تھے، آپ نے اِسی حالت مین اِن کو ایک دعا بتائی، اور فرمایا کہ مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے تلقین کی تھی،

---

[1] مسند صفحہ ۳۲۵ جلد ۵، [2] ایضاً صفحہ ۳۱۷، [3] ایضاً صفحہ ۳۱۶، [4] ایضاً صفحہ ۳۲۳،

حضرت عبداللہؓ ابن رواحہ

نام ونسب، عبداللہ نام، ابو محمد کنیت، شاعر رسول اللہ لقب، سلسلہ نسب یہ ہی،
عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امرا القیس بن عمرو بن امرا القیس الاکبر بن مالک
الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر، والدہ کا نام کبشہ بنت
واقد بن عمرو بن اطنابہ تھا، اور خاندان حارث بن خزرج سے تھیں جو حضرت عبداللہؓ کا
پدر اعلی تھا،

حضرت عبداللہؓ بڑے رتبہ کے شخص تھے، ان کے تذکرے مین ہے،

کان عظیم القدر فی الجاھلیۃ والاسلام یعنے وہ جاہلیت اور اسلام دونون مین کبیر المنزلت تھے

اسلام، لیلۃ العقبہ مین مشرف بہ اسلام ہوئے، اور بنو حارثہ کے نقیب بنائے گئے،

غزوات اور دیگر حالات، حضرت مقداد بن اسود کندی سے سلسلۂ اخوت قایم ہوا،
بدر مین شریک تھے، اور غزوہ ختم ہونے کے بعد اہل مدینہ کو فتح کی بشارت انھین نے
سُنائی تھی، غزوۂ خندق مین آنحضرت صلعم ان کے رجز کے اشعار پڑھ رہے تھے،

اللھم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا
خداوندا! اگر تیری مدد نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ زکوۃ دیتے اور نہ نماز پڑھتے

فانزلن سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا
تو تو ہم پر اپنی تسکین نازل فرما اور معرکہ مین ہم کو ثابت قدم رکھ

ان الاولی قد بغوا علینا اذا ارادوا فتنۃ ابینا

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۸۹ جلد ۲،

جن لوگون نے ہم پر ظلم کیا ہے　　　　جب وہ فتنہ کا ارادہ کرینگے تو ہم اوسکا انکار کرینگے

حدیبیہ اور بیعت الرضوان مین بھی موجود تھے،

اسیر بن زارم یہودی ابورافع کے بعد خیبر کا حاکم بنایا گیا تھا، اور اسلام کی عداوت مین اوس کا پورا جانشین تھا چنانچہ اس نے غطفان مین دورہ کرکے تمام قبائل کو آمادہ کیا، آنحضرت صلعم کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو رمضان ۶ھ مین عبد اللہ بن رواحہ کو ۳۰ آدمیون کے ساتھ خیبر روانہ فرمایا، عبد اللہ خفیہ طور سے اسیر کے تمام حالات معلوم کیئے اور آنحضرت صلعم کو آکر خبر دی، آپ نے اوس کے قتل کے لیئے عبد اللہ بن رواحہ کو مقرر فرمایا، اور ۳۰ آدمی اون کی ماتحتی مین دیئے،

عبد اللہ اسیر سے ملے تو کہا کہ ہم کو امان دو، تم سے ایک بات کہنے آئے ہین، بولا کہو، حضرت عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ نے ہم کو تمھارے پاس بھیجا ہی، اور اون کا ارادہ ہی کہ تم کو خیبر کا رئیس بنا دین، لیکن اس کے لیئے خود تمھارا مدینہ چلنا ضروری ہے وہ باتون مین آگیا اور ۳۰ یہودیون کو لیکر اون کے ساتھ ہولیا، راستہ مین اونھون نے ہر یہودی پر ایک مسلمان کو متعین کیا، اسیر کو کچھ شک ہوا اور اس نے پلٹنے کا ارادہ ظاہر کیا، مسلمانون نے دھوکہ بازی کے جرم مین سب کی گردنین اڑا دین، اور یہ اٹھتا ہوا طوفان یہین دب کر رہ گیا،[1]

خیبر فتح ہونے کے بعد آنحضرت صلعم نے پھلون کا اندازہ کرنے کے لیئے انھین کو روانہ کیا تھا،

عمرۃ القضا مین آنحضرت مکہ تشریف لے گئے، تو وہ اونٹ کی مہار پکڑے تھے،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۶۶،

اور یہ شعر پڑھ رہے تھے،

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ　　خلوا فکل الخیر مع رسولہ

کفار ان کے راستہ سے ہٹ جاؤ　　کیونکہ تمام بھلائیاں انھین کے ساتھ ہین

نحن ضربناکم علی تاویلہ　　کما ضربناکم علی تنزیلہ

ہم نے تم کو قرآن کی تاویل و تنزیل پر مارا ہے　　جس سے سر دھڑ سے الگ ہو گئے ہین

ضربا یزیل الھام عن مقیلہ　　و یذھل الخلیل عن خلیلہ　　یارب انی مومن بقیلہ

اور دوست دوستی بھول گئے ہین خدایا　　مین آنحضرت کے اقوال پر ایمان رکھتا ہون

حضرت عمرؓ نے کہا ہئہ! خدا کے حرم اور رسول اللہ صلعم کے روبرو شعر پڑھتے ہو، آنحضرتؐ بولے عمر! مین سن رہا ہون، خدا کی قسم ان کا کلام کفار پر تیر و نشتر کا کام کرتا ہی! اسکے بعد ان سے فرمایا کہ تم یہ کہو لا الہ الا اللہ وحدہ، نصر عبدہ، واعز جندہ وھزم الاحزاب وحدہ ابن رواحہ نے کہا تو تمام صحابہ نے آواز ملاکر ادا کیا جس سے مکہ کی پہاڑیان گونج اٹھینؓ،

غزوۂ موتہ اور شہادت، جمادی الاولی ۸ھ مین غزوۂ موتہ ہوا، آنحضرت صلعم نے بصریٰ کے رئیس کے پاس ایک نامہ بھیجا تھا، راستہ مین موتہ ایک مقام ہی، وہان ایک غسانی نے نامہ بر (سفیر) کو قتل کر دیا، سفیر کا قتل اعلان جنگ کا پیش خیمہ ہوتا ہے اس بنا پر آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو ۳ ہزار آدمی زیدؓ بن حارثہ کی زیر امارت موتہ روانہ کیے، اور یہ فرمایا کہ زید قتل ہو جائین تو جعفر امیر لشکر ہین، اور ان کے بعد ابن رواحہ سردار ہین، اور اگر وہ بھی قتل ہون تو جس کو مسلمان مناسب سمجھین امیر بنا لین،

لہ طبقات ابن سعد صفحہ ۸۰ و کتب رجال،

لشکر طیار ہوا تو ثنیۃ الوداع تک آنحضرت صلعم نے خود مشایعت کی، رخصت کے وقت اہل مدینہ نے یکزبان ہوکر کہا کہ خدا آپ لوگون کو صحیح سالم اور کامیاب واپس لائے، حضرت ابن رواحہؓ کی یہ آخری ملاقات تھی، رونے لگے، لوگون نے کہا رونے کی کیا بات ہی؟ کہا مجھے دنیا کی محبت نہین، لیکن رسول اللہ صلعم سے سنا ہی کہ ان منکم الا واردھا، کان علی ربک حتما مقضیا (یعنے ہر شخص کو جہنم مین جانا ہی) اس بنا پر یہ فکر ہی کہ مین جہنم مین داخل ہوکر نکل بھی سکون گا؟ سب نے تسکین دی اور کہا کہ خدا آپ سے پھر ملا وے گا، اس وقت حضرت ابن رواحہؓ نے فرمایا،

لکننی اسئل الرحمن مغفرۃ ۞ وضربۃ ذات فرغ تقذف الزبدا

لیکن مین خدا سے مغفرت اور ایک وار کا طالب ہون جو کاری لگے

او طعنۃ بیدی حران مجھزۃ ۞ بحربۃ تنفذ الاحشاء والکبدا

یا ایک نیزہ جو جگر تک چبھ جائے

حتی یقولوا اذا مروا علی جدثی ۞ یا ارشد اللہ من غاز وقد رشدا

یہانتک کہ قبر پر گذرنے والے پکار اٹھین کہ کیسا اچھا غازی تھا

اس کے بعد آنحضرت صلعم سے ملنے آئے، آپ نے الوداع کہا، ادھر مدینہ سے مسلمان روانہ ہوئے، ادھر دشمن کو خبر ہوگئی، اس نے ہرقل کو خبر کرکے ۲ لاکھ آدمی جمع کرلئے مسلمانون نے شام پہونچکر معان مین دورات قیام کیا، اور یہ رائے قرار پائی کہ رسول اللہ صلعم کو اس کی اطلاع دینی چاہیئے، عبداللہ بن رواحہؓ نے نہایت دلیری سے کہا کہ کچھ پروا نہین، ہم کو لڑنا چاہیئے، چنانچہ معان سے چلکر موتہ مین پڑاؤ ڈالا، اور یہان مشرکین سے مقابلہ ہوگیا، مسلمان صرف ۳ ہزار تھے، اور مشرکین کی طرف آدمیون کا جنگل نظر آتا تھا

میدان کارزار گرم ہوا پہلے زید بن حارثہ نے گھوڑے سے اُتر کر آتشِ جنگ مشتعل کی، اور نہایت جانبازی سے مارے گئے، پھر جعفر نے علم اُٹھایا اور نہایت بہادری سے شہادت حاصل کی، اِس کے بعد عبد اللہ بن رواحہ رجز پڑھتے ہوئے بڑھے،

یا نفس ان لم تقتلی تموتی ان تسلمی الیوم فلن تفوتی

اے نفس اگر قتل نہ ہوا تو بھی مرے گا اگر آج باقی ہے تو آیندہ فوت ہوگا

او تبتلی فطال ما عوفت

یا عافیت کی درازی مین تیری آزمایش ہوگی

ہذہ حیاض الموت فقد خلت وما تمنیت فقد اعطیت

اسلیئے موت کے حوض خالی ہورہے ہین اور جو تیری تمنا تھی مِل رہی ہے

پھر کہا اے نفس! بیوی، بچے اور مکان کا خیال فضول ہی، وہ سب آزاد ہین، مکان اللہ اور رسولؐ کا ہی، دل کو سمجھا کر جھنڈا اُٹھایا اور حسب ذیل رجز پڑھتے ہوئے میدان مین آئے،

یا نفس مالک تکرہین الجنۃ اقسم باللہ لتنزلنہ

اے نفس جنت مین جانے سے کراہیت کیون ہے خدا کی قسم تو ضرور داخل ہوگا

طائعۃ او لتکرہنہ فطالما قد کنت مطمئنہ

خواہ برضا و رغبت خواہ جبر سے تو نہایت مطمئن تھا، حالانکہ

ہل انت الا نطفۃ فی شنہ قد اجلب الناس وشدوا الرنہ

تو مشک کا صاف پانی ہی (جو لوگون کی پیاس بجھانے کیلیئے ہی) اب لوگ پیاسے ہین اور چیخ چیخ کر فریاد کر رہے ہین،

نیزہ لیکر حملہ کیا، اسی اثنا مین ایک کافر نے اِس زور سے نیزہ مارا کہ دونون لشکرون کے

درمیان بچھڑ گئے، خون چہرہ پہ ملا، اور پکار ا مسلمانو! اپنے بھائی کے گوشت کو بچاؤ!
یہ سنکر تمام مسلمان ان کو گھیرے مین لیکر مشرکین پہ ٹوٹ پڑے، اور روح مطہر ملاء اعلی کو
پرواز کر گئی، انا للہ وانا الیہ راجعون ؎

شہادت سے قبل موتہ مین ایک شب یہ اشعار پڑھ رہے تھے،

اذا ادنیتنی وحملت رحلی — مسیرۃ اربع بعد الحساء
فشانک فانعمی وخلاک ذم — ولا ارجع الی اھلی ورائی
وجاء المومنون وخلفونی — بارض الشام مشتھی الثراء
وردک کل ذی نسب قریب — الی الرحمن منقطع الاخاء
ھنالک لا ابالی طلع بعل — ولا نخل اسافلھا رواء

زید بن ارقم نے سنا تو رونے لگے، انھون نے درہ اٹھایا اور کہا اس مین تمہارا کیا نقصان
خدا مجھکو شہادت نصیب کرے گا، تم آرام سے گھر جانا،

آنحضرت صلعم کو وحی کے ذریعہ سے دم دم کی خبرین مل رہی تھین، اور آپ
مجمع کے سامنے بیان کر رہے تھے، حضرت جعفرؓ کی خبر بیان کر کے خاموش ہو گئے، انصار
آپ کی خاموشی سے سمجھ گئے کہ شاید ابن رواحہؓ شہید ہوئے، تھوڑی دیر سکوت کے
بادیدۂ پرنم فرمایا کہ پھر ابن رواحہؓ نے شہادت پائی، انصار اس خبر کے کب متحمل ہو سکتے
تھے، تاہم آہ وزاری اور نالہ وفریاد کے بجائے صرف حقیقی حزن وملال پر اکتفا کیا گیا،
یہ بھی اس شہید ملت کی ایک وصیت تھی،

ایک مرتبہ بیہوش ہو گئے تھے، بہن نے جن کا نام عمرۃ تھا نوحہ کیا کہ ہائے میرے
پہاڑ، ہائے ایسا، ہائے ویسا، افاقہ ہوا تو فرمایا کہ جو کچھ تم کہہ رہی تھین مجھ سے اس

تصدیق کرائی جاتی تھی کہ کیا تم ویسے تھے؟ اِس بنا پر وفات کے وقت سب نے صبر کیا،
صحیح بخاری مین ہو فلما مات لم تبك علیه یعنے جب اُنھون نے شہادت
پائی تو نوحہ اور بین نہین کیا گیا[۱]،

اولاد، | جیسا کہ اوپر گذر چکا موتہ روانہ ہوتے وقت بیوی بچے موجود تھے، لیکن صاحب
اسد الغابہ لکھتے ہین فقتل ولم یعقب یعنے اِن سے نسل نہین چلی[۲]،
ان کی بیوی کے متعلق استیعاب مین عجیب قصہ منقول ہو، انھون نے ایک
خاص بات پر ان سے کہا کہ تم اگر پاک ہو تو قرآن پڑھو، اوس وقت ابن رواحہؓ کو عجیب
چال سوجھی، اور برجستہ چند اشعار پڑھے، جنکا ترجمہ یہ ہے،

"مین گواہی دیتا ہون کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور کافرون کا ٹھکانا دوزخ ہے،

اور عرش پانی کے اوپر تھا، اور عرش پر جہان کا پروردگار،

اور اس عرش کو خدا کے مضبوط فرشتے اُٹھاتے ہین،

چونکہ وہ قرآن نہین پڑھی تھین، سمجھین کہ آیتین پڑھ رہے ہین، بولین کہ خدا سچا ہے
اور میری نظر نے غلطی کی تھی، مین نے ناحق تم کو تہمت لگائی، زن و شوئی کے تعلقات بھی
کیسے عجیب ہوتے ہین، لونڈی سے ہم بستری کرنے پر بیوی کے غیظ و غضب سے بچنے کا حضرت
عبداللہؓ نے یہ طرز اختیار کیا،

فضل و کمال، | عنوان بالا مین دو چیزین قابل ذکر ہین، کتابت اور شاعری،
آنحضرت صلعم کے کاتب تھے، لیکن یہ معلوم نہین کہ لکھنا کب سیکھا تھا؛ شاعری مین

---

[۱] دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۶۱۱ و ۶۱۲، و اسد الغابہ صفحہ ۱۵۸ و ۱۵۹ جلد ۳، و طبقات ابن سعد صفحہ ۹۲ و ۹۳، [۲] اسد الغابہ صفحہ ۱۵۹ جلد ۳، [۳] استیعاب ۳۶۲ جلد ۱،

مشہور تھے، اور دربار رسالت کے شاعر تھے، کفر پر مشرکین کو عار دلانا انکا موضوع تھا صاحب اسد الغابہ لکھتے ہین،

"دربار نبوی کے شعرا حسان بن ثابت کعب بن مالک، اور عبداللہ بن رواحہ تھے، تو کعب بن مالک کافرون کو لڑائی سے ڈراتے تھے، اور حسان حسب و نسب پر چوٹ کرتے تھے اور عبداللہ بن رواحہ ان کو کفر کا عار دلایا کرتے تھے[1]"

یعنے آنحضرت صلعم کے تین شاعر تھے، حسان، کعب، ابن رواحہ، اول الذکر نسب پر طعن کرتے تھے، دوسرے لڑائی سے دھمکاتے اور تیسرے کفر پر غیرت دلاتے تھے،

شعر فی البدیہ کہہ سکتے تھے، ایک روز مسجد نبوی کی طرف سے نکلے، آنحضرت صلعم صحابہ کی جماعت مین تشریف فرما تھے، ان کو بلایا اور فرمایا مشرکین پر کچھ کہو، اونھون نے اسی مجمع مین کچھ اشعار کہے،

آنحضرت صلعم نے سنا تو مسکرائے اور فرمایا خدا تم کو ثابت قدم رکھے،[2]

حدیث مین چند روایتین ہین، جو ابن عباسؓ، اسامہ بن زیدؓ، انس بن مالکؓ، نعمان بن بشیرؓ اور ابوہریرہؓ کے واسطہ سے مروی ہین، خود آنحضرت صلعم اور حضرت بلالؓ سے روایتین کین،

اخلاق و عادات، نہایت زاہد، عابد اور مرتاض تھے، آنحضرت صلعم فرماتے ہین کہ "خدا عبداللہ بن رواحہ پر رحم کرے وہ انھین مجلسون کو پسند کرتے تھے جن پر فرشتہ فخر کرتے ہین،" یعنے خدا کی رحمت ہو ابن رواحہ پر وہ ایسی مجلسین پسند کرتا ہے جس پر فرشتے بھی فخر کرتے ہین،[3]

حضرت ابو درداؓ کہتے ہین کہ کوئی دن ایسا نہین ہوتا جس مین ابن رواحہ کو

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۴۸ حالات کعب بن مالک جلد ۴، [2] استیعاب صفحہ ۳۶۲ جلد ۱، [3] اصابہ صفحہ ۶۶ جلد ۴،

یاد نہ کرتا ہون، وہ مجھ سے ملتے تو کہتے کہ آؤ تھوڑی دیر کے لیے مسلمان بنجائین، پھر بیٹھکر ذکر کرتے، اور کہتے یہ ایمان کی مجلس تھی[1]،

ان کی بیوی کا بیان ہو کہ جب گھر سے نکلتے دو رکعت نماز پڑھتے، اور واپس آتے اوس وقت بھی ایسا ہی کرتے تھے، اس مین کبھی کوتاہی نہین کی،

ایک سفر مین اتنی شدید گرمی تھی کہ آفتاب کی تمازت سے لوگ سر دن پر ہاتھ رکھتے تھے، ایسی حالت مین روزہ کون رکھ سکتا ہو؟ لیکن آنحضرت صلعم اور ابن رواحہ اس حالت مین بھی صائم تھے[2]،

جہاد کا نہایت شوق تھا، بدر سے لیکر موتہ تک ایک غزوہ بھی ترک نہوا تھا،

اسمار الرجال کے مصنفین اس ذوق وشوق کا ان الفاظ مین تذکرہ کرتے ہین،

یعنے عبداللہ غزوے مین سب سے پیشتر جاتے اور

سب سے پیچھے واپس ہوتے تھے[3]،

احکام رسول کی اطاعت پر ذیل کا واقعہ شاہد ہے،

آنحضرت صلعم خطبہ دے رہے تھے، ابن رواحہ نے سُنا تو یہ ارشاد زبان پر تھا کہ اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ[4]، مسجد کے باہر تھے، اُسی مقام پر بیٹھ گئے، آنحضرت صلعم خطبہ سے فارغ ہوئے تو کسی نے یہ خبر پہنچا دی، فرمایا،

خدا اور رسول کی اطاعت مین خدا اون کی

حرص اور زیادہ کرے،

آنحضرت صلعم سے نہایت محبت تھی، اور آپ کو بھی اُن سے اُنس تھا،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۱۵۸ جلد ۳ [2] صحیح بخاری صفحہ ۲۶۱ جلد ۱، [3] اصابہ صفحہ ۶۶ جلد ۴، [4] ایضًا،

بیمار پڑے ایک دن بیہوش ہو گئے تو سرورِ عالم عیادت کو تشریف لا[1]ئے
اور فرمایا خدایا! اگر ان کی موت آئی ہو تو آسانی کر ورنہ شفا عطا فرما،[1]
آنحضرت صلعم کی نعت مین شعر کہا کرتے تھے، اور یہ بھی حب رسول کا کرشمہ
ایک شعر بہت ہی اچھا کہا ہے اور وہ یہ ہے[2]

"اگر آپ مین کھلی ہوئی نشانیان نہ بھی ہون، جب بھی آپ کی صورت خبر رسالت
دینے کیلئے کافی تھی"

جوش ایمان کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن ابی کی مجلس مین بیٹھے تھے
آنحضرت صلعم ادھر سے گذرے تو سواری کی گرد اڑ کر اہل مجلس پر پڑی، ابن ابی
کہا کہ گرد نہ اڑاؤ، آپ اتر پڑے، اور توحید پر ایک مختصر تقریر کی، ابن ابی اب تک
مشرک تھا بولا، یہ بات ٹھیک نہین، جو کچھ آپ کہتے ہین اگر حق ہی تو یہان آکر ہم کو
پریشان کرنے کی ضرورت نہین، البتہ جو آپ کے پاس جائے اوس کو خوشی سے ایمان
کی دعوت دے سکتے ہین، عبداللہ بن رواحہؓ کو جوش آگیا، بولے یا رسول اللہ
آپ ضرور فرمائین، ہم اس بات کو پسند کرتے ہین،[3]

---

[1] اصابہ صفحہ ۲۶۶ جلد ۴، [2] ایضاً صفحہ ۶۷، [3] بخاری صفحہ ۶۵۶ جلد ۲،

حضرت عاصم رضؓ بن ثابت بن ابی اقلح

نام و نسب، عاصم نام، ابو سلمان کنیت، قبیلۂ اوس سے ہین، نسب نامہ یہ ہی، عاصم بن ثابت بن قیس ابی الاقلح بن عصمۃ بن نعمان مالک بن امیہ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس،

اسلام، ہجرت سے قبل اسلام لائے،

غزوات، بدر مین شریک تھے، آنحضرت صلعم نے پوچھا کیونکر لڑوگے؟ تیر و کمان لیکر اُٹھے اور کہا کہ جب ۲۰۰ ہاتھ کا فاصلہ ہوگا، تو تیر مارون گا، اس سے قریب ہون گے تو نیزہ اور نزدیک تر ہون گے تو تلوار کا وار کرون گا، آنحضرت صلعم نے فرمایا لڑائی کا یہی قاعدہ ہی، تم لوگ اسی طرح لڑنا،[1]

اس غزوہ مین انھون نے عقبہ بن معیط کو قتل کیا جو قریش مین نہایت ذی رتبہ سمجھا جاتا تھا،[2] غزوۂ اُحد مین مسافع بن طلحہ اور حارث بن طلحہ کو تیر مار کر قتل کیا، اور کہا مین ابن ابی اقلح ہون،[3] ابو عزہ جمحی گرفتار ہو کر آیا تو آنحضرت صلعم نے حیلہ و فریب کی پاداش مین ان کے حوالہ کیا، انھون نے اوس کی گردن اُڑادی،[4]

صفر ۳ھ مین آنحضرت صلعم نے ان کی ماتحتی مین دس آدمی دیگر جاسوسی کے لیے روانہ کیا، عسفان اور مکہ کے درمیان ہدہ ایک مقام ہی، وہان پہنچے تو بنو لحیان کو خبر ہوگئی، اوس نے سو تیر انداز بھیجے کہ مسلمانون کو آگے بڑھنے سے روکدین، صحابہ کے

[1] اصابہ صفحہ ۳ جلد ۴، [2] اسد الغابہ صفحہ ۳ جلد ۳، [3] ایضاً طبقات ابن سعد صفحہ ۲۸، [4] طبقات صفحہ ۳۰،

پاس مدینہ کے خرمے تھے، اون کی گٹھلیان راستہ مین پڑی تھین، تیراندازون نے کہا یہ ضرور یثرب کے چھوہارے ہین، عاصم کو اون کی آمد کا پتہ چلا، تو اپنے ساتھیون کو لیکر ایک پہاڑی پر چڑھ گئے، ان لوگون نے آکر محاصرہ کرلیا، اور کہا نیچے اُتر آؤ تو جان بخشی کی جائے گی، عاصم نے کہا مسلمانو! مین کسی کافر کے ذمہ نہ رہونگا! پھر فرمایا خدا رسول اللہ کو ہماری خبر کردے،

شہادت، کفار نے یہ دیکھکر تیر برسانا شروع کئے، جس سے حضرت عاصمؓ نے سات آدمیون کے ساتھ شہادت پائی،[1]

قریش کو ان کے قتل ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو نہایت خوش ہوئے کہ عقبہ ابن ابی معیط کا قاتل دنیا سے اُٹھ گیا، آدمی بھیجے کہ اون کے جسم کا کوئی حصہ لاکر دکھائین، مصنف استیعاب کا بیان ہے کہ ان کے جسم کو جلاکر قریش، آتشِ انتقام سرد کرنا چاہتے تھے،[2]

عقبہ کے ساتھ طلحہ کے دو بیٹون کو بھی انھون نے قتل کیا تھا، ان کی ماں نے جس کا نام سلافہ تھا منت مانی کہ عاصم کا سر ملیگا تو کھوپری مین شراب پیون گی! قریش کو تجارت کا موقع ملا، کہ اس کے ہاتھ عاصم کا سر فروخت کرین،[3]

عاصم نے خدا سے دعا کی تھی کہ مجھے کوئی مشرک نہ چھوئے، اور نہ مین ہی کسی کو مس کرون گا، یہ لوگ وہان پہونچے، تو کثرت سے شہد کی مکھیان دیکھین، لاش کے اُٹھانے مین کامیابی نہ ہوئی، تو مشورہ کیا کہ رات کو جب مکھیان نہ ہون گی، اس وقت سر کاٹینگے، اتفاق یہ کہ خوب بارش ہوئی اور اوس نے سیلاب کی

---

[1] صحیح بخاری ص ۵۶۸، ۵۸۵ ج ۲ [2] کتاب مذکور ص ۵۱۳ ج ۲ [3] اسد الغابہ ص ۷۳ ج ۳

شکل اختیار کرلی، اور حضرت عاصمؓ کا جسد اطہر اسی مین بہ گیا،[1]

اولاد، لڑکے کا نام محمد تھا، عرب کا مشہور شاعر احوص انھین کا بیٹا تھا۔

حضرت عاصمؓ کی بہن جمیلہ حضرت عمرؓ کو منسوب تھین، عاصم بن عمر انھین کے بطن سے تولد ہوئے تھے،

اخلاق، جوش ایمان، حُبِ رسول، پاکبازی، اور بہادری کے عظیم الشان اوصاف حضرت عاصمؓ کی سیرت کے جلی عنوانات ہین، چنانچہ اِن تمام باتون کی تفصیل اوپر گذر چکی ہی،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۷۳، ۷۴،

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن حرام

نام ونسب، عبداللہ نام، ابو جابر کنیت، بنی سلمہ سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن یزید بن جشم بن خزرج،

قبیلۂ سلمہ مین نہایت ممتاز شخص تھے،

بعثت نبوی کے تیرھوین سال ایام حج مین اہل مدینہ کا ایک قافلہ جو تعداد مین ۵۰۰ آدمیون پر مشتمل تھا، مکہ چلا، عبداللہ بھی اوس مین شامل تھے، اور اوس و خزرج کے وہ افراد جنھون نے مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اور خفیہ مسلمان تھے وہ بھی ساتھ تھے، کسی نے عبداللہ سے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم سے بیعت کرینگے آپ ہمارے سردار اور ہم مین نہایت معزز آدمی ہین، بہتر ہے کہ آپ ہمارا ساتھ دیجیے، اور قدیم مذہب کو چھوڑیئے، کیونکہ ہم نہین چاہتے کہ آپ جیسا ذی رتبہ شخص جہنم کا ایندھن بنے،

عبداللہ پر ان باتون کا خاص اثر پڑا اور صدق دل سے اسلام قبول کرنے آمادہ ہوگئے،

اسلام، انھین ایام مین بیعت عقبہ ہوئی، عبداللہ بھی شریک ہوئے اور آنحضرت صلعم کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا فخر حاصل کیا، آنحضرت صلعم نے ان کو بنو سلمہ کا نقیب بنایا،

غزوات، غزوۂ بدر مین شریک تھے، اور غزوۂ اُحد مین کہ ۳ھ مین ہوا تھا، شرف شرکت کیسا تھ شہادت کے لازوال فخر سے بھی بہرہ اندوز ہوئے،

وفات، غزوہ کا وقت آیا تو ایک رات حضرت جابرؓ کو بلایا اور کہا بیٹا! میرا دل کہہ رہا ہے کہ اس غزوہ مین، سب سے پہلے مین شہید ہون گا، میرے نزدیک رسول اللہ صلعم کے بعد سب سے زیادہ عزیز تم ہو، تم کو مین اپنے گھر پر چھوڑتا ہون، اپنی بہنون سے اچھا برتاؤ کرنا اور میرے اوپر جو کچھ قرض ہے اوس کو ادا کر دینا[1]،

دن کو معرکۂ کارزار گرم ہوا، اور حضرت عبد اللہؓ نے دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہادت حاصل کی، صحابہ مین سب سے پہلے وہی شہید ہوئے[2]، اسامہ بن اعور ابن عبید[3] نے قتل کیا، اور پھر مشرکین نے نعش مبارک کا مثلہ کیا،

لاش کپڑا اوڑھا کر لائی گئی، اور آنحضرت صلعم کے سامنے رکھ دی گئی، حضرت جابرؓ کپڑا اٹھا اٹھا کر منھ کھولتے اور زار و قطار روتے تھے، خاندانِ سلمہ کے بہت سے آدمی جمع تھے، اور جابر کو منع کرتے تھے، آنحضرت صلعم نے یہ دیکھکر کپڑا اٹھوا دیا، بہن پاس کھڑی تھین، ایک چیخ ماری، پوچھا کس کی آواز ہے، لوگون نے کہا عبد اللہ کی بہن کی[4]،

دفن کرنے کو لیچلے تو بہن نے جن کا نام فاطمہ تھا، رونا شروع کیا، آنحضرت صلعم نے فرمایا تم روؤ یا نہ روؤ جب تک جنازہ رکھا رہا، فرشتے پرون سے سایہ کیے رہے[5] تھے،

قبر مین دو آدمی ساتھ دفن کیے گئے، صحیح بخاری مین حضرت جابرؓ سے مروی ہے

[1] صحیح بخاری صفحہ ۱۸۰ جلد ۱، [2] ایضاً، [3] اسد الغابہ صفحہ ۲۳۳ جلد ۳، [4] صحیح بخاری صفحہ ۱۶۶ جلد ۱، [5] مسلم صفحہ ۲۹۴ جلد ۲ و صحیح بخاری صفحہ ۱۶۶ جلد ۱

کہ میرے باپ اور چچا کو ایک چادر مین کفن[1] دیا گیا، لیکن دوسری کتابون مین عمرو بن جموح کا نام مذکور ہی جو حضرت عبداللہ[2] رض کے بھائی نہین بلکہ بہنوئی تھے،

۶ مہینہ کے بعد حضرت جابر رض نے اس قبر سے نکالکر دوسری قبر مین دفن کیا، کان کے سوا تمام جسم سالم تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی دفن[3] ہوئے ہین،

اس واقعہ کے ۴۶ برس کے بعد ایک سیلاب آیا جس نے قبر کھولدی، لاش بجنسہ باقی تھی، یہ روایت موطا مین مذکور ہی،

اولاد، | حضرت جابر رض کے علاوہ نو لڑکیان چھوڑین جن مین ۶ نہایت خردسال تھین[4]

قرض، | قرض بہت زیادہ تھا، صحیح بخاری مین اس کا تذکرہ موجود ہی، حضرت جا[بر نے] ادا کیا، اس کی تفصیل ہم حضرت جابر رض کے حالات مین لکھ آئے ہین،

فضائل، | مکارم و محاسن کے لحاظ سے حضرت عبداللہ رض جلیل القدر صحابہ مین داخل ہین، بنوسلمہ مین اشاعتِ اسلام کے لیئے انھون نے جو کوشش اور گرمی ظاہر کی، اور پھر خدا کی راہ مین جس طرح اپنے کو قربان کیا، اس کا اعتراف خود آنحضرت صلعم کو تھا،

سنن نسائی مین ہی جزی اللہ الانصار عنا خیرا، لا سیما آل عمرو بن حرام و سعد بن عبادہ" یعنے خدا تمام انصار کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے، خصوصًا عبداللہ اور سعد بن عبادہ رض کو،

جامع ترمذی مین روایت آئی ہی کہ واقعہ اُحد کے بعد آنحضرت صلعم نے حضرت جابر کو زار و خستہ دیکھکر پوچھا کیا بات ہی؟ عرض کی باپ قتل ہوئے، اور بہت سے بچے چھوڑ گئے ہین، انھین کی فکر دامنگیر ہی، فرمایا، ایک خوشخبری سُنو، خدا کی قسم بے پردہ

[1] بخاری صفحہ ۱۷۹ جلد ۱، [2] اسد الغابہ صفحہ ۲۳۲ جلد ۳، [3] بخاری صفحہ ۱۸۰ جلد ۱، [4] ایضًا صفحہ ۱۸۰ جلد ۱،

گفتگو نہین کرتا، لیکن تمہارے باپ سے بالمشافہ گفتگو کی، اور فرمایا جو مانگو دیا جائے گا،
انھون نے کہا میری یہ تمنا ہی کہ ایک مرتبہ دنیا مین جاکر پھر شہید ہون، ارشاد ہوا کہ
یہ کہان ہوسکتا ہی؟ جو دنیا سے آتا ہی وہ واپس نہین جاسکتا، عرض کی تو میری نسبت
کچھ وحی بھیج دیجئے، اوس وقت آنحضرت صلعم پر یہ آیت نازل ہوئی، ولا تحسبن الذین
قتلوا فی سبیل اللہ اموا تا بل احیاء الخ یعنے جو لوگ خدا کی راہ مین قتل ہوئے اون کو
مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہین،

حضرت عبداللہؓ کے لیئے اِس سے زیادہ اور کیا چیز قابل فخر ہوسکتی ہی، کہ اونکی
وفات کو ۱۳۰۰ سال کی مدت مدید گذر چکی ہی، تاہم اونکا نام آج بھی زندہ ہی اور تا ابد
زندہ رہے گا، ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را　　　ہر زمان از غیب جانے دیگر ست

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی

نام و نسب، عبداللہ نام ہی، اور قبیلہ حبلی سے ہیں جو خزرج کا نہایت معزز خاندان تھا، سلسلۂ نسب یہ ہی، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج،

حبلی سالم کا لقب ہی، جو اِس خاندان کا مورث اعلیٰ تھا، وجہ تسمیہ یہ ہی کہ اِس کا پیٹ بہت بڑا تھا،

مالک نے کہ حضرت عبداللہؓ کا پرداداتھا قبیلہ خزاعہ کی ایک عورت **سلول** نامی سے شادی کی تھی، اس سے ابی پیدا ہوا، جو **عبداللہ** ابوحباب کا باپ ہی،

عبداللہ ابوحباب (جو ابن ابی ابن سلول کے نام سے مشہور ہی) قبیلۂ خزرج کے ممتاز ترین افراد مین تھا، اس کے اثر اور زور قوت کا اندازہ اِس سے ہو سکتا ہی، کہ اِسلام سے قبل مدینہ کا تاج و تخت اسی کے سپرد کرنے کی تجویز تھی، اوس و خزرج دیرینہ عداوتون کے سبب سے باہم سخت مختلف تھے، تاہم اِس کے تخت نشین کرنے پر سب کا اتفاق تھا، حضرت عبداللہؓ، اسی عبداللہ کے فرزند ارجمند ہین،

یہ عجیب بات ہی کہ ابن ابی، عقلمند، دور اندیش، اور صاحب تدبیر ہونے کے باوجود، شرفِ ایمان سے محروم رہا، آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے، خلافت آلٰہی کی بنیاد قایم کی، تو رشک و منافست کا عجیب منظر درپیش تھا، ابن ابی اور اوس کے چند ہمخیال اسلام کی اس ترقی کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے، جون جون رسول اللہ صلعم کا

اقتدار بڑھتا تھا، یہ گروہ اِس کو صدمہ پہنچانے کی کوشش کرتا تھا

آخر مسلمانون کے غلبہ اور زور کی وجہ سے ابن ابی کو سر اطاعت خم کرنا پڑا، اور اپنی جماعت کے ساتھ منافقانہ مسلمانون کے زمرہ مین داخل ہوگیا، اور منافقین کا سرغنہ بنا،

اسلام، لیکن ابن ابی کا اثر اون کے بیٹے پر بالکل نہین پڑا، وہ ہجرت سے قبل مسلمان ہوچکے تھے،

غزوات، غزوۂ بدر مین شریک ہوئے، احد مین آگے کے دو دانت جنھین ثنیہ کہا جاتا ہی ٹوٹ گئے تھے، آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم سونے کے دانت بنوالو، بعض لوگون کا خیال ہے کہ ناک اُڑگئی تھی تو سونے کی ناک بنوائی تھی، لیکن یہ صحیح نہین، مصنف اسد الغابہ نے اس کی تصریح کردی ہی،

غزوۂ تبوک مین کہ ۹ھ مین ہوا، ایک انصاری اور مہاجری کے جھگڑے مین ابن ابی نے کہا تھا لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ یعنے مدینہ پہنچکر بلند پایہ لوگ ذلیل لوگون کو نکالدینگے، آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی، تو حضرت عمرؓ نے اُٹھکر کہا اگر اجازت ہو تو اس منافق کا سر اُڑا دون" آنحضرت صلعم نے ممانعت فرمائی،

حضرت عبد اللہؓ آئے اور کہا کہ میرے باپ نے آپ کو ذلیل کہا، خدا کی قسم وہ خود ذلیل ہی، اس کے بعد کہا کہ اگرچہ تمام خزرج مین مجھ سے زیادہ اپنے باپ کا کوئی مطیع نہین، تاہم اگر آپ اونھین قتل کرانا چاہتے ہین تو مجھے حکم دیجیے، مین قتل

لہ صحیح بخاری صفحہ ۷۲۸، جلد ۲،

کیئے دیتا ہون، لیکن اگر کسی دوسرے مسلمان نے ان کو قتل کیا تو اپنے باپ کے قاتل کو
مین دیکھ نہین سکتا، لا محالہ اوس کو قتل کرون گا اور ایک مسلمان کے مارنے سے جہنم کا
مستوجب ہون گا،، آنحضرت صلعم نے فرمایا میرا قتل کرانے کا بالکل ارادہ نہین، لوگ
کہین گے کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کراتے ہین،[1]

حضرت عبد اللہؓ آنحضرت صلعم سے گفتگو کر کے سڑک پر آکر کھڑے ہوئے،
ابن ابی نکلا تو اونٹ سے اُترے، اور کہا "تم اقرار کرو کہ مین ذلیل اور محمدؐ عزیز ہین ورنہ
مین آگے نہ بڑھنے دونگا، پیچھے آنحضرت صلعم تشریف لا رہے تھے، باپ بیٹون کی گفتگو
سُنکر فرمایا اِن کو چھوڑ دو، خدا کی قسم یہ جب تک ہم مین موجود ہین ہم اِن سے اچھا برتاو
کرینگے،[2]

غزوۂ تبوک کے بعد ابن ابی نے وفات پائی، حضرت عبد اللہؓ آئے اور عرض کی
کہ اپنا قمیص اُتار دیجئے، مین اِس مین اُن کو کفن دون گا، اور اون کے لئے استغفار کیجئے
آنحضرت صلعم دو کرتے زیب تن کیئے تھے، حضرت عبد اللہؓ نے نیچے کا کرتہ پسند کیا، کہ
آنحضرت صلعم کا پسینہ اسی مین جذب ہوتا تھا، ارشاد ہوا کہ جنازہ تیار ہو تو مجھے خبر
کرنا، مین نماز پڑھاؤن گا،

قبر مین اُتارے جانے کے بعد رسول اللہ صلعم تشریف لائے، قبر سے نکلوایا، اور
اپنے گھٹنون پر رکھکر قمیص پہنایا، اور لعاب دہن ملا، اِس کے بعد نماز کے لئے کھڑے
ہوئے، حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپ اِس پر نماز پڑھین گے، حالانکہ فلان
روز اس نے یہ الفاظ کہے تھے، آنحضرت صلعم نے مُسکرا کر فرمایا، جاؤ اپنی جگہ پر کھڑے ہو

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۱۹۷ جلد ۳، [2] طبقات ابن سعد صفحہ ۴۶،

جب زیادہ اصرار کیا تو ارشاد ہوا کہ خدا نے مجھے اختیار دیا ہی، اگر، مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے مین اس کی مغفرت ہو جائے تو مین اس کے لئے تیار ہون،

نماز سے فارغ ہوئے تو تھوڑی دیر مین چند آتیین نازل ہوئین، جس مین ایک یہ تھی ولا تصل علی احد منھم مات ابدا یعنے ان لوگون کے جنازہ کی ہرگز نماز نہ پڑھو وحی آلہی نے حضرت عمرؓ کی تائید کی، تو اون کو اپنی جسارت پر نہایت تعجب ہوا[1]

وفات، حضرت عبد اللہؓ نے جنگ یمامہ مین شہادت پائی، یہ ۱۲ سنہ ہجری کا واقعہ ہے،

فضل وکمال، فضلار صحابہ مین تھے، حضرت عائشہؓ ان سے حدیث روایت کرتی ہین لکھنا جانتے تھے، اور کبھی کبھی وحی بھی لکھتے تھے[2]

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۱۶۹ و ۸۰۰ و ۸۰۲ جلد ۱، [2] اصابہ صفحہ ۹۶ جلد ۴،

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ

نام ونسب، عتبان نام، قبیلۂ سالم سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی، عتبان بن مالک بن عمرو بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عمرو بن عوف بن خزرج،

قبا کے قریب مکان تھا اور اپنے قبیلہ کے سردار تھے،

اسلام، ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے،

غزوات اور دیگر حالات، صاحب طبقات کے قول کے مطابق حضرت عمرؓ سے اخوت غزوۂ بدر مین شریک[1] تھے، جب نابینا ہو گئے تو باقی غزوات مین شرکت نہ کر سکے،

مسجد بنی سالم کے امام تھے، مسجد اور مکان کے درمیان ایک وادی پڑتی تھی بارش ہوتی تو تمام پانی وہان جمع ہو جاتا تھا، نظر کمزور تھی، پانی مین گھس کے مسجد تک جانا نہایت دشوار تھا، آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ ایسے وقت مین گھر مین نماز پڑھتا ہون آپ کسی روز میرے ہان تشریف لا کر نماز پڑھیئے، تو اُسی کو سجدہ گاہ بنالون، فرمایا بہتر مین آؤن گا، دوسرے دن حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ تشریف لائے، اور اجازت لیکر اندر گئے، پوچھا تم کہان نماز پڑھنا چاہتے ہو، انھون نے وہ مقام جہان ہمیشہ نماز پڑھتے تھے، بتادیا، آنحضرت صلعم نے دو رکعتین ادا کین، اس کے بعد تھوڑی دیر توقف فرمایا اور گوشت تناول کرکے واپس تشریف لائے[2]،

نابینا ہونے پر آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ اب مکان مین نماز پڑھ سکتا ہون

[1] صحیح بخاری صفحہ ۲،۵ جلد ۲، [2] ایضاً صفحہ ۵۸ جلد ۱،

ارشاد ہوا کہ اذان کی آواز پہنچتی ہی؛ چونکہ اذان سنتے تھے، اسلئے آنحضرت صلعم نے اجازت نہین دی[۱]،

منصب امامت اخیر عمر تک قایم رہا، امیر معاویہ کے زمانہ مین ۵۲ھ مدین قسطنطنیہ پر حملہ ہوا تھا، محمود بن ربیع اِس غزوہ سے واپس ہوکر مدینہ آئے، تو ملاقات ہوئی، انکا بیان ہو کہ اِس وقت بہت بوڑھے ہو گئے تھے، نابینا تھے اور اپنی مسجد کی امامت کرتے تھے[۲]،

وفات، اِسی زمانہ مین اِس سرائے فانی سے رحلت فرمائی،

فضل وکمال، صحیحین، مسند ابن حنبل اور مسند ابوداؤد طیالسی مین اِن کی حدیثین ہین ،

آنحضرت صلعم کے زمانہ مین قرآن اور حدیث سننے کے لیئے خاص اہتمام کیا تھا، قبا مین رہنے کی وجہ سے مدینہ ۲-۳ میل دور پڑتا تھا، اِس بنا پر حضرت عمرؓ سے یہ قرارداد ہوئی کہ باری باری آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا کرین، چنانچہ ایک دن عتبانؓ مدینہ آتے تھے اور تمام دن مین وحی یا اور خبرین جو کچھ ہوتین حضرت عمرؓ تک پہنچاتے تھے، دوسرے دن حضرت عمرؓ آتے ان کو تمام واقعات بتاتے تھے[۳]،

اِن کے مکان کا قصہ جو تمام حدیثون مین مذکور ہی، حضرت انسؓ اسکو "کنوز حدیث" مین شمار کرتے تھے، اور اپنے بیٹے ابوبکر کو اِس کے یاد رکھنے کی تاکید کرتے تھے[۴]،

راویان حدیث مین حضرت انس بن مالکؓ، محمود بن ربیعؓ، ابوبکر بن انسؓ، حصین محمد سالمیؓ ہین،

اخلاق، تقدس اور حب رسول، مصحف اخلاق کے آیات بینات ہین، آنحضرت صلعم کے

[۱] مسند ابن حنبل صفحہ ۴۳ جلد ۴، [۲] صحیح بخاری صفحہ ۱۵۰ جلد ۱، [۳] ایضاً صفحہ ۱۹ جلد ۱، [۴] مسند صفحہ ۴۴ جلد ۴،

زمانہ مین کسی قوم کی امامت کرنا، کوئی معمولی واقعہ نہین، معاذ بن جبل اور سالم مولیٰ ا[illegible]
حذیفہ جیسے اساطین امت، مسجدون کی امامت پر سرفراز ہوتے تھے، حضرت عتبان[illegible]
کسیلئے یہ شرف کیا کم ہو کہ عہد نبوت مین اِن کو امامت کا لازوال فخر حاصل تھا،

حب رسول مین یہ واقعہ کس درجہ حیرت انگیز ہے، نابینا اور معذور ہونے ک[illegible]
باوجود، صرف فرمان نبوت کی وجہ سے مسجد جا کر پنجگانہ ادا کرتے تھے، حضرت عتبانؓ نابی[illegible]
ہوکر جماعت کے پابند تھے، آج ہم مین بہت سے آنکھون والے نماز کے بھی پابند نہین

فاعتبروا یا اولی الابصار،

*

حضرت عباد بن بشر رضؓ

نام و نسب، عباد نام، ابو بشر، ابو رافع کنیت، قبیلۂ عبد الاشہل سے ہین، سلسلہ نسب یہ ہے، عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعورا بن عبد الاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو (نبت) بن مالک بن اوس،

اسلام، مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر ایمان لائے،

غزوات اور عام حالات، ابو حذیفہ بن عتبہ سے برادری ہوئی، بدر مین شریک تھے، غزوۂ احد اور تمام غزوات و مشاہد مین نمایان حصہ لیا،

کعب بن اشرف کے قتل مین محمد بن مسلمہ کے ساتھ شریک تھے، اور بھی چند اشخاص تھے جن مین بعض کے نام یہ ہین، ابو عبس بن جبر، ابو نائلہ سلکان بن سلامہ، حارث بن اوس بن معاذ، اس واقعہ مین چونکہ غیر معمولی کامیابی نصیب ہوئی تھی، اور اسلام کے ایک بڑے دشمن کا خاتمہ ہوا تھا، فرط مسرت مین چند شعر کہے ہین، جن کو صاحب استیعاب نے نقل کیا ہے[1]،

اصل واقعہ ہم محمد بن مسلمہ کے حالات مین لکھ آئے ہین، ان اشعار سے اس کی کسی قدر تفصیل معلوم ہوتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ عباد بن بشر نے اس کو دو مرتبہ آواز دی، اور کہا ذرہ رہن رکھنے آئے ہین، وہ جلدی سے باہر آیا، محمد بن مسلمہ نے گردن پکڑ کر تلوار کا وار کیا، اور ابو عبس نے مار کر کونہ مین ڈالدیا، اس جماعت کی کل تعداد ۵ تھی،

---

[1] استیعاب صفحہ ۴۲۶ جلد ۲،

سنہ ۵ھ مین خندق کا معرکہ پیش آیا اس مین وہ آنحضرت صلعم کے خیمہ کا چند انصار کے ساتھ، ہر رات کو پہرہ دیتے تھے[1]،

حدیبیہ مین سنہ ۶ھ مین، قریش نے آنحضرت صلعم کی آمد سنکر خالد بن ولیدؓ کو ... سوارون کے ساتھ آگے بھیجا تھا، اس موقعہ پر عباد بن بشرؓ ۲۰ سوارون کے س[اتھ] خالد کے سامنے پڑے تھے[2]،

غزوہ طائف کے بعد محرم سنہ ۹ھ مین آنحضرت صلعم نے سلیم اور مزینہ [کے] صدقات کا عامل بنا کر بھیجا[3]،

اسی سنہ مین بنی مصطلق مین بھی عامل صدقات ہو کر گئے، اور دس روز [بعد] واپس آئے، یہان صدقات وصول کرنے کے علاوہ اسلام کے مبلغ بھی تھے، یعنے قرآن پڑھاتے تھے، اور احکام شریعت کی تعلیم دیتے تھے، یہ تمام کام انھون نے نہایت خ[وبی] سے انجام دیئے، ابن سعد لکھتے ہین،

فلم یعد ما امرہ رسول اللہ صلعم	یعنے آنحضرت صلعم نے جو کچھ حکم دیا تھا اس سے
ولم یضیع حقا[4]	تجاوز نہین کیا، اور کسی سے ناحق کچھ وصول
. . . .	نہین کیا،

غزوہ تبوک مین کہ سنہ ۹ھ مین ہوا، رات کو تمام لشکر کے گرد گشت لگاتے تھے، پہرہ دینے والون کی ایک خاص تعداد تھی اور یہ ان پر افسر بنائے گئے تھے[5]،

وفات، جنگ یمامہ مین کہ سنہ ۱۱ھ مین ہوئی، نہایت بہادری سے لڑ کر مارے گئے، اس وقت ۴۵ برس کا سن تھا، کوئی اولاد نہین چھوڑی،

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۰، [2] ایضاً صفحہ ۶۹، [3] ایضاً صفحہ ۱۱۵، [4] ایضاً صفحہ ۱۱۶، [5] ایضاً صفحہ ۱۲۰،

فضل و کمال | حضرت عبادؓ اکابر صحابہ مین تھے، اس بنا پر اون کی حدیثون کا ہمارے پاس بڑا مجموعہ ہونا چاہیئے، لیکن اس کے خلاف اِن سے صرف ۲ حدیثین مروی ہین، جن مین ایک ابو داؤد مین مندرج ہی، لیکن اصل یہ ہی کہ اوس وقت تک اشاعت حدیث کا وقت نہین آیا تھا، صحابہ کثرت سے ہر جگہ موجود تھے، جو خود آغوشِ نبوت کے پرورده تھے، اس بنا پر بیان روایت اور ترویج حدیث کی ضرورت ہی مفقود تھی،

اس کے ماسوا آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد تمام عرب، میدان جنگ بن گیا تھا، ہر طرف سے فتنے اُٹھ رہے تھے، مدعیانِ نبوت کی الگ سازشین تھین، ایسے وقت مین ظاہر ہے کہ خامہ و قرطاس کی جگہ تیغ و علم زیادہ ضروری اور حسب مقتضاے وقت تھے،

اِن فرائض کے بعد جب کبھی سکون و اطمینان نصیب ہوتا، دوسرا فرض بھی ادا کرتے تھے، چنانچہ بنو مصطلق مین ۱۰ روز رہکر قرآن مجید پڑھا اور شریعت کے تمام ضروری مسائل تلقین کیئے،

اخلاق، | جوش ایمان کا نظارہ غزوات مین معلوم ہوتا تھا، جانبازی اور سرفروشی کے ساتھ، آنحضرت صلعم اور مسلمانون کی حفاظت مین رات رات بھر پہرہ دینا اور ان کو شریک جہاد ہونا، وہ لازوال سعادتِ ابدی ہی جو بہت کم لوگون کو میسر آتی ہی، یہ شب بیداری میدان جنگ تک محدود نہ تھی، یون بھی عبادت الٰہی مین رات کا بہت سا وقت صرف ہوتا تھا، ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے مکان مین آنحضرت صلعم تہجد پڑھنے اُٹھے، اور عبادؓ کی آواز سنی تو فرمایا خدا ان کی مغفرت کرے، امام بخاری نے تاریخ مین اور ابو یعلیٰ نے مسند مین حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہی، کہ انصار مین تین شخص سب سے بہتر تھے، سعد بن معاذ، اسید بن حضیر، عباد بن بشر،

لہ فتح الباری صفحہ ۴۲۹ جلد ۷،

حضرت عبداللہؓ بن عتیک

نام ونسب، | عبداللہ نام، خاندانِ سلمہ، نسب یہ ہے، عبداللہ عتیک بن قیس بن اسود ابن مری بن کعب بن غنم بن سلمہ،

ہجرت، | ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے،

غزوات، | غزوہ بدر کی شرکت مین اختلاف ہے، احد اور باقی غزوات مین شریک رمضان ۶ھ مین آنحضرت صلعم نے اِن کو چار آدمیون پر امیر بنا کر ابو رافع کے قتل کرنے کے لیئے خیبر بھیجا تھا، ابو رافع نے آنحضرت صلعم کے خلاف غطفان وغیرہ کو بھڑکا کر بڑا جتھا اکٹھا کر لیا تھا، یہ لوگ شام کے قریب قلعہ کے پاس پہونچے، عبداللہ نے کہا کہ تم لوگ یہین ٹھہرو، مین اندر جا کر دیکھتا ہون، پھاٹک کے قریب پہنچکر چادر اوڑھ لی، اور حاجتمندون کی طرح دبک کر بیٹھ گئے، دربان نے کہا مین دروازہ بند کرتا ہون، اندر آنا ہو تو آجاؤ، اندر جا کر اصطبل نظر پڑا، اُسی مین چھپ رہے، ارباب قلعہ کچھ رات تک ابو رافع سے باتین کرتے رہے، اِس کے بعد سب اپنے گھرون مین جا جا کر سو رہے، سناٹا ہوا تو عبداللہ نے دربان کو غافل پا کر پھاٹک کھولا اور ابو رافع کی طرف چلے، وہ بالاخانہ پر رہتا تھا، اور بیچ مین بہت سے دروازے پڑتے تھے، یہ جس دروازے سے جاتے اوس کو اندر سے بند کر لیتے تاکہ شور ہونے پر کوئی ابو رافع تک پہونچ نہ سکے، اِن مراحل کے طے کرنے کے بعد ابو رافع کا بالاخانہ نظر آیا، وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ ایک اندھیرے کمرہ مین سو رہا تھا، انھون نے پکارا

ابو رافع! بولا کون؟ جس طرف سے آواز آئی تھی بڑھکر اُسی سمت تلوار ماری لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا وہ چلایا، یہ فوراً باہر نکل آئے تھوڑی دیر کے بعد پھر اندر گئے اور آواز بدلکر کہا ابو رافع کیا ہوا؟ بولا ابھی ایک شخص نے تلوار ماری، انھون نے دوسرا وار کیا لیکن وہ بھی خالی گیا، اس مرتبہ اس کے شور سے تمام گھر جاگ اٹھا، انھون نے باہر نکلکر پھر آواز بدلی اور ایک فریاد رس کی طرح اندر جاکر کہا مین آگیا، گھبرانے کی کوئی بات نہین، وہ چت لیٹا ہوا تھا، انھون نے دیکھ لیا، اور اس کے پیٹ مین اس زور سے تلوار کونچی کہ گوشت کو چیرتی ہوئی ہڈیون تک جا پہونچی، اس کا فیصلہ کر کے جلدی سے باہر بھاگے، عورت نے آواز دی کہ لینا جانے نہ پائے، چاندنی رات تھی، اور آنکھون سے نظر کم آتا تھا، زینہ کے پاس پہنچکر پیر پھسلا اور لڑھکتے ہوئے نیچے آرہے، پیر مین زیادہ چوٹ لگی تھی، تاہم اُٹھکر عمامہ سے پنڈلی باندھی اور اپنے ساتھیون کو لیکر کوڑے کے ڈھیرون مین چھپ رہے،

ادھر تمام قلعہ مین ہلچل پڑی ہوئی تھی، ہرطرف روشنی کی گئی اور حارث ۳ ہزار آدمی لیکر ڈھونڈھنے کے لیئے نکلا، لیکن ناکام واپس گیا، عبد اللہؓ نے ساتھیون سے کہا کہ اب تم جاکر رسول اللہ صلعم کو بشارت سناؤ، مین اپنے کانون سے اس کے مرنے کی خبر سنکر آتا ہون،

صبح کے وقت ایک شخص نے قلعہ کی دیوار پر چڑھکر بآواز بلند پکارا کہ ابو رافع تاجر اہل حجاز کا انتقال ہوگیا، عبد اللہ یہ سنکر نکلے اور بڑھکر ساتھیون سے جا ملے، اور مدینہ پہونچکر رسول اللہ صلعم کو خوشخبری سنائی، آپ نے اونکا پیر دست مبارک سے مس کیا اور بالکل اچھے ہوگئے[1]

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۷۷ و ۵۷۸ جلد ۲ و طبقات ابن سعد صفحہ ۶۶،

حضرت عبد اللہؓ کے ساتھ چار آدمی اور بھی شریک تھے، اون کے نام یہ ہین

عبد اللہ بن انیس، ابو قتادہ، اسود بن خزاعی، مسعود بن سنانؓ،

۹ سنہ ہ مین آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ کو ۱۵۰ انصار پر افسر مقرر کرکے، بنو طے کا بت توڑنے کے لیے بھیجا تھا، اوس مین جو کچھ پڑا انا اسباب اور گائے ہاتھ لگی تھین اُن کے نگران حضرت عبد اللہؓ تھے[2]،

وفات، | جنگ یمامہ ۱۲ سنہ ہ مین شہید ہوئے، یہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا،

اولاد، | ایک بیٹے تھے، جن کا نام محمد تھا، مسند مین ان کی ایک حدیث موجود ہی،

---

[1] طبقات صفحہ ۶۶، [2] ایضاً صفحہ ۱۱۸،

حضرت عباسؓ بن عبادۃ بن نضلہ

نام ونسب، عباس نام، قبیلۂ خزرج سے ہین، نسب نامہ یہ ہے، عباس بن عبادۃ بن نضلہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج،

اسلام، بیعت عقبہ مین شریک تھے، انصار بیعت کے لئے مجتمع ہوئے تو انھون نے کہا، جانتے ہو! تم رسول اللہ صلعم سے کس چیز مین بیعت کر رہے ہو؟ عرب وعجم کی جنگ پر، اس مین تم کو بہت سے خطرون کا سامنا ہوگا، ذی اثر لوگ مارے جائین گے، مال تلف ہوگا، پس اگر ان مشکلات کا مقابلہ کرسکو تو بسم اللہ، بیعت کرلو، ورنہ بیکار دین ودنیا کی ندامت سر لینے سے کیا فائدہ؟ انصار نے پوچھا یارسول اللہ! بیعت کرکے اگر ہم وعدہ وفا کرین تو کیا اجر ملے گا؟ ارشاد ہوا کہ جنت! سب نے کہا تو پھر ہاتھ پھیلائیے، بیعت ختم ہوئی تو عباس بن عبادۃؓ نے کہا آپ چاہین تو ہم یہین میدان کارزار گرم کردین، فرمایا ابھی اس کی اجازت نہین،

حضرت عباسؓ بیعت کرکے مکہ مین مقیم ہوگئے، جب ہجرت کا حکم ہوا، مہاجرین کے ہمراہ مدینہ آئے، اس بنا پر وہ مہاجری انصاری ہین، مصنف اصابہ کے نزدیک وہ خود رسول اللہ صلعم کے مہمان یعنی اصحاب صفہ مین داخل تھے،

غزوات اور دیگر حالات، مدینہ آکر حضرت عثمان بن مظعونؓ سے کہ اکابر مہاجرین سے تھے

برادری قایم ہوئی،

بدر مین شریک نہ تھے،

وفات، | غزوۂ اُحد مین شریک ہوئے، اور لڑکر شہادت پائی،

اخلاق، | جوشِ ایمان اور حُبِّ رسول کا نظارہ بیعت عقبہ مین بخوبی ہو چکا ہی،

حضرت عبداللہؓ بن زید

نام ونسب، عبداللہ نام، ابو محمد کنیت، صاحب الاذان لقب، قبیلہ خزرج سے ہین، سلسلہ نسب یہ ہے، عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ بن ثعلبہ بن زید بن حارث بن خزرج،

والد جن کا نام زید بن ثعلبہ تھا صحابی تھے،

اسلام، بیعت عقبہ مین شامل تھے،

غزوات اور دیگر حالات، ۱ھ مین تعمیر مسجد نبوی کے بعد آنحضرت صلعم نے نماز کے طریقۂ اعلان کے متعلق مشورہ کیا، صحابہ نے مختلف رائین دین، کسی نے کہا کہ علم بلند کیا جائے، بعض کا خیال تھا کہ ناقوس بجایا جائے، لیکن ناقوس مین نصاریٰ کی مشابہت تھی، اس بنا پر آنحضرت صلعم اس کو ناپسند کرتے تھے، تاہم اسی پر اتفاق ہوا اور آپ نے اجازت دیدی، رات کو حضرت عبداللہؓ نے خواب دیکھا کہ ایک شخص ناقوس لئے کھڑا ہے، پوچھا بیچوگے؟ بولا کیا کروگے؟ کہا نماز کے وقت بجائین گے، اوس نے کہا اس سے بہتر ترکیب بتاتا ہون اور اذان بتائی، صبح اٹھکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین پہونچے اور اس بشارت غیبی کا ذکر کیا، فرمایا یہ خواب بالکل سچا ہے تم اُٹھ کر بلال کو بتاؤ وہ اذان پکارین، حضرت بلالؓ نے اذان دی تو حضرت عمرؓ گھر سے چادر گھسیٹتے نکلے اور آنحضرت صلعم سے کہا کہ خدا کی قسم مین نے بھی خواب مین یہی الفاظ سُنے تھے، آنحضرت صلعم نے دو مسلمانون کے اتفاق پر خدا کا

شکر ادا کیا،[1]

اذان کے بعد جماعت کھڑی ہوئی، بلالؓ اقامت کہنا چاہتے تھے، حضرت عبداللہؓ نے کہا اقامت مین کہون گا،[2]

حضرت بلالؓ کے اذان کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت عبداللہؓ سے زیادہ بلند آواز تھے

چنانچہ صحیح ترمذی مین ہو کہ جب آنحضرت صلعم نے حضرت عبداللہؓ سے فرمایا کہ تم بلالؓ کو وہ الفاظ بتاؤ تو یہ بھی کہا،

فانہ اندی وامد صوتا منک وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہین،

اِس مقام پر یہ بات لحاظ کے قابل ہو کہ اذان جو درحقیقت نماز کا دیباچہ اور اِسلام کا شعار اعظم ہو، حضرت عبداللہؓ کی رائے سے قائم ہوئی، ہاتفِ غیب کا رویائے حق آنحضرت صلعم کا اِس کو صحیح سمجھنا اور پھر مسلمانون مین بالاجماع اس پر عملدرآمد ہونا یہ وہ فضیلت و شرف ہو، جس سے حضرت عبداللہؓ قابل رشک ٹھہرتے ہین،

بعض لوگون کا خیال ہو کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلعم کو یہ مشورہ دیا تھا، چنانچہ صحیح بخاری سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہی لیکن اصل یہ ہو کہ اِس مین اذان کے الفاظ کا ذکر تک نہین، ابوداؤد مین ہو کہ حضرت عمرؓ نے اپنے خواب کو بیس دن چھپایا، جب جب بلالؓ نے اذان دی اُس وقت آنحضرت صلعم سے بیان کیا، ارشاد ہوا تم نے پہلے سے خبر کیون نہ دی؟ عرض کی عبداللہؓ سبقت کر چکے تھے، اسلیئے مجھے شرم معلوم ہوئی،[3] یہ روایت قطع نظر اس کے کہ حضرت عمرؓ کی فطرت کے بالکل مخالف ہو، فحوائے حدیث کے بھی موافق نہین، اذان کے متعلق جس قدر روایتین مذکور ہین اون مین

---

[1] جامع ترمذی صفحہ ۳، و مسند صفحہ ۴۳ جلد ۴، [2] مسند صفحہ ۴۲ جلد ۴ [3] فتح الباری صفحہ ۶۷ جلد ۲،

قدر مشترک یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے دن کو جلسہ مین مشورہ کیا اور اسی مین ایک بات طے پاگئی، عبد اللہ بن زیدؓ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ ناقوس بجنا طے پایا تھا، رات کو انھون نے خواب دیکھا اور فجر کے وقت اذان پکاری گئی، اس بنا پر عبد اللہ بن زیدؓ کی حدیث، ابن عمر کی حدیث مندرجۂ بخاری کی گویا تفسیر و تشریح ہی، امام بخاری کو بھی یہ حدیث معلوم تھی لیکن چونکہ اون کی شرائط کے لحاظ سے کم مرتبہ تھی صحیح مین درج نہ کی[1]،

حقیقت یہ ہی کہ ان روایات سے کسی کے تقدم و تاخر کا فیصلہ نہین کیا جاسکتا یہی وجہ ہی کہ امام **بخاری** نے عمداً اس بحث سے گریز کیا ہی، ورنہ طبرانی کی روایت کے بموجب تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی اذان کا خواب دیکھا تھا، امام **غزالی** نے وسیط مین لکھا ہی کہ دس شخصون سے زیادہ اس مین شریک تھے، **جیلی** نے شرح تنبیہ مین ۱۴ اشخاص کی تعیین کی ہی، **مغلطائی** نے بالکل صحیح لکھا کہ یہ تمام روایتین ناقابل استناد ہین، صرف عبد اللہ بن زیدؓ اور بعض طرق سے حضرت عمرؓ کا قصہ، پایۂ ثبوت تک پہنچا ہی[2] لیکن ان دونون صاحبون مین بھی عبد اللہ بن زیدؓ کی روایت متعدد طرق سے ثابت ہے اور صحابہ کی ایک جماعت نے ان سے اس قصہ کو نقل کیا ہی[3]،

ان تمام روایتون سے ثابت ہوگیا کہ اذان کا خواب خواہ کسی نے بھی پیشتر دیکھا ہو لیکن اسکی تعبیر جس ذات گرامی سے پوری ہوئی وہ حضرت عبد اللہؓ بن زید بن عبدربہ تھے، اور اسی وجہ سے وہ صاحب اذان کے لقب سے مشہور ہوئے،

اس عظیم الشان فخر سے بہرہ اندوز ہونے کے بعد سعادت ابدی کی بہت سی

---

[1] فتح الباری صفحہ ۶۳ جلد ۲، [2] ایضاً، [3] ایضاً صفحہ ۶۶ جلد ۲،

راہین کشادہ تھین، چنانچہ ۲ھ مین غزوۂ بدر پیش آیا، انھون نے اس مین بھی شرکت کا شرف حاصل کیا، اس کے علاوہ تمام غزوات مین شریک ہوئے،

غزوۂ مکہ کی شاندار فتح مین بنو حارث بن خزرج کا علم انھین کے ہاتھ مین تھا، [1]

حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ نے بکریان تقسیم کین، یہ پاس کھڑے تھے، ان کو کچھ نہ دیا لیکن پھر ایک لازوال دولت عطا فرمائی، آپ نے بال بنوائے تھے، کچھ ان کو عنایت کیے باقی اور لوگون مین تقسیم ہوئے، یہ بال جو مہندی سے رنگے ہوئے تھے ان کے خاندان مین تبرکاً محفوظ رہے، [2]

وفات، ۳۲ھ مین بعمر ۶۴ سال انتقال فرمایا، حضرت عثمانؓ نے نماز جنازہ پڑہائی، بعض لوگون کا خیال ہی کہ احد مین شہید ہوئے تھے، اور انکا ثبوت یہ ہی کہ عبداللہ کی صاحبزادی جب حضرت عمرؓ کے ہان گئین تو کہا کہ میرے باپ بدر مین شریک تھے احد مین مارے گئے، حضرت عمرؓ نے کہا پھر جو مانگنا ہو مانگو، انھون نے کچھ مانگا اور کامیاب واپس آئین، [3]

یہ حلیہ کی روایت ہی، لیکن مسند اور تمام کتب رجال اس کے خلاف شاہد ہین، اس بناء پر قابل قبول کیونکر ہوسکتی ہی، اس کے ماسوا یہ خیال حاکم کا ہی، اور انھون نے مستدرک مین خود اس کے خلاف رائے ظاہر کی ہی،

اولاد، ایک صاحبزادی تھین جن کا اوپر ذکر ہوا، ایک بیٹے تھے انکا نام محمد تھا، آنحضرت صلعم کے عہد مین پیدا ہوئے تھے،

فضل وکمال، امام بخاری نے لکھا ہی کہ ان سے صرف ایک حدیث اذان کے متعلق مروی ہے

[1] استیعاب صفحہ ۳۶۸ جلد ۱، [2] مسند صفحہ ۴۲ جلد ۴ [3] اصابہ صفحہ ۲، جلد ۴،

ترمذی بھی اسی کی تائید کرتے ہین، لیکن حافظ ابن حجر کو ۶، ۷ حدیثین ملی تھین، جن کو اونھون نے علٰحدہ ایک جزو مین جمع کر دیا تھا[1]،

ان کے راویان حدیث کے زمرہ مین حسب ذیل نام ہین، محمد، عبد اللہ بن محمد، سعید بن مسیب، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ،

اخلاق، عسرت و تنگی مین خدا کی راہ مین صرف ایثار نفس کا اعلیٰ ترین مرتبہ ہی حضرت عبد اللہؓ کے پاس بہت قلیل جائداد تھی، جس سے وہ اپنے بال بچون کی پرورش کرتے تھے، لیکن انھون نے کل کی کل صدقہ کر دی، ان کے باپ نے آنحضرت صلعم سے آکر واقعہ بیان کیا، آپ نے ان کو بلا کر فرمایا کہ خدا نے تمہارا صدقہ قبول کیا، لیکن اب تمہارے باپ کی میراث کے نام سے تم کو واپس دیتا ہی، تم اس کو قبول کر لو[2]،

---

[1] تہذیب صفحہ ۲۲۴ جلد ۵، [2] اسد الغابہ صفحہ ۲۳۲ جلد ۲،

حضرت عبداللہ بن زیدؓ بن عاصم

نام ونسب، | عبداللہ نام، ابو محمد کنیت، قبیلہ خزرج سے ہین، نسب نامہ یہ ہے، عبداللہ بن زید بن عاصم بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج، مان کا نام ام عمارہ تھا،

اسلام، | ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، | بدر کے علاوہ تمام غزوات مین شرکت کی، مشہد بیعت الرضوان مین موجود[1] جنگ یمامہ مین نہایت نمایان حصہ لیا، مسلمہ کذاب مدعی نبوت نے ان کے بھائی حبیب بن زید کو قتل کرایا تھا، حضرت عبداللہؓ وقت کے منتظر تھے، جنگ یمامہ مین خوش قسمتی سے موقع مل گیا، پہلے وحشی نے مسلمہ کے تیر مارا پھر عبداللہؓ نے بڑھکر تلوار کا وار کیا اور قتل کر دیا،[2]

وفات، | سنہ ۶۳ھ مین تو قتل ہوئے، یزید بن معاویہ کی خلافت سے تمام مدینہ بیزار تھا، اس بنا پر اس کی بیعت توڑ کر عبداللہ بن حنظلہ انصاری سے بیعت کی یزید نے ایک لشکر بھیجا، حضرت ابن حنظلہؓ نے تمام شہر سے جہاد پر بیعت لینا شروع حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو خبر ہوئی تو پوچھا بیعت کی شرط کیا ہی؟ جواب ملا موت بولے کہ مین رسول اللہ صلعم کے بعد کسی سے اس شرط پر بیعت نہین کر سکتا،[3]

لیکن چونکہ یہ حق و باطل کا معرکہ تھا، اپنے دو بیٹون کے ساتھ میدان ہوے

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۹۹ جلد ۲ [2] اسد الغابہ صفحہ ۱۶۸ جلد ۳، [3] بخاری صفحہ ۵۹۹ جلد ۲،

روہین شہادت حاصل کی، یہ ماہ ذی الحجہ کی اخیر تاریخون کا واقعہ ہی،

اس وقت بقول واقدی وہ ہفتاد سالہ تھے، لیکن ہمارے نزدیک یہ صحیح نہین

زوہ اُحد مین ان کی شرکت مسند مین بالتصریح مذکور ہی، اور اسماء الرجال کے تمام مصنفین

متفق ہین، بلکہ بعض نے تو بدر کی شرکت بھی تسلیم کی ہی، غزوہ کی شرکت کے لیئے ۱۵ سال

کی عمر شرط ہی، اس بنا پر وہ اُحد مین کم از کم پانزدہ سالہ تھے، اور اس لیئے وفات

کے وقت ان کی عمر ۵۰ سال ٹھہرتی ہی،

اولاد، | دو لڑکے تھے، خلاد، اور علی، حرہ مین قتل ہوئے،

فضل وکمال، | چند حدیثین روایت کین، راویون کے نام یہ ہین، عباد بن تمیم،

(بھتیجے تھے) سعید بن مسیب، یحیٰی بن عمارۃ، واسع بن حبان، عبادہ بن جلیب، ابو

سفیان مولی ابن ابی احمد،

اخلاق، | حُبِّ رسول کا منظر یہ ہی، آنحضرت صلعم ان کے مکان تشریف لے گئے، وہ

پانی لائے اور وضو کے لیئے رکھا،[۲] آپ نے جس طرح وضو کیا تھا ان کو یاد تھا، چنانچہ

ایک زمانہ کے بعد جب لوگون نے آنحضرت صلعم کے وضو کی کیفیت پوچھی تو خود اسی

طرح وضو کر کے تبلایا،[۳]

---

[۱] مسند صفحہ ۴۱ جلد ۴، [۲] ایضاً صفحہ ۴۰ جلد ۴، [۳] ایضاً صفحہ ۳۹ جلد ۴،

حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رضؓ

نام ونسب، | عبداللہ نام، ابو موسیٰ کنیت، قبیلۂ اوس سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی عبداللہ ابن یزید بن زید بن حصن بن عمرو بن حارث بن خطمہ بن جشم بن مالک بن اوس،

والد جن کا نام یزید تھا صحابیت کے شرف سے ممتاز تھے، احد اور ما بعد کے غزوات مین شریک ہوئے، اور فتح مکہ کے قبل وفات پائی،

اسلام، | عبداللہ اپنے والد کے ساتھ ایمان لائے،

غزوات، | بیعتِ رضوان مین شرکت کی، اس وقت ۱۷ برس کا سن تھا، بعد مین جو غزوے ہوئے اون مین بالالتزام حصّہ لیا،

جسر ابی عبید کے واقعہ مین جو شعبان ۱۳ھ مین تھا شکست کی خبر مدینہ لیکر یہی گئے تھے[1]،

جناب امیر علیہ السلام کے عہدِ خلافت مین جو معرکے ہوئے، سب مین اون کے ساتھ شریک رہے،

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عہد مین کچھ دنون مکہ معظمہ کے امیر تھے لیکن چونکہ مکہ خود حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا مستقر خلافت تھا، نائب کی ضرورت نہ تھی اس بنا پر اس عہدہ سے سبکدوش کئے گئے اور وہین ٹھہر گئے،

یزید کی وفات کے ۳ ماہ بعد ۶۵ھ مین ابن زبیرؓ نے ان کو کوفہ کا امیر بنایا[2]،

---

[1] اصابہ صفحہ ۲۴۲ جلد ۴، [2] ایضاً،

س زمانہ مین شعبی اِن کے کاتب (میر منشی) تھے،

اِس کے بعد کوفہ کی سکونت اختیار کی اور مکان بنوایا،

وفات، | اسی عہد خلافت مین وفات پائی،

اولاد، | ایک لڑکا مسمّیٰ بہ موسیٰ اور ایک لڑکی (عدی بن ثابت کی ماں) یادگار چھوڑی،

فضل وکمال، | فضلائے صحابہ مین تھے، اور امیر معاویہ کے زمانۂ مین خلافت مین فقہ وفتاوی مین مرجع عام بن گئے تھے،

با این ہمہ فضل وکمال ان کے سلسلہ سے صرف ۲۷ روایتین ہین، جن مین بعض جناب رسول اللہ صلعم سے سنی تھین، اور بعض حضرت ابو ایوب انصاری، ابن مسعود، قیس بن سعد، ابن عبادہ، خدیفہ بن الیمان، زید بن ثابت، براء بن عازب اور حضرت عمر کی کتاب سے روایت کی تھین،

راویان حدیث کے سلسلہ مین حسب ذیل حضرات کا نام لیا جاسکتا ہی، موسیٰ (بیٹے تھے) عدی بن ثابت (نواسے تھے) محارب بن دثار، شعبی، ابو اسحاق سبیعی، محمد بن کعب قرظی، ابن سیرین، ابو بردہ بن ابی موسیٰ، ابو جعفر فرا،

اخلاق، | مصنف اصابہ لکھتے ہین،

کان من اکثر الناس صلٰوۃ وکان لا یصوم الایوم عاشورۃ	نماز دن کی کثرت مین اپنے اقران سے عموماً ممتاز تھے البتہ روزہ (رمضان کے علاوہ) صرف عاشورہ کے دن رکھتے تھے،

لہ اسد الغابہ صفحہ ۲۰۴، جلد ۳، ؎۲ یعقوبی صفحہ ۲۸۶، جلد ۲، ؎۳ اصابہ صفحہ ۳۴۴ جلد ۱،

حضرت عبدالرحمٰن رضؓ بن شبل

نام ونسب، | عبدالرحمن نام، قبیلہ اوس سے ہین، عبدالرحمٰن بن شبل بن عمرو بن زید بن نجدہ بن مالک بن لوذان بن عمرو بن عوف بن عبدعوف بن مالک بن اوس،

جاہلیت مین مالک بن لوذان کی اولاد بنو صماء کہلاتی تھی، یہ قبیلہ مزینہ کی ایک عورت کا نام تھا، جو مالک کی بیوی تھی، آنحضرت صلعم نے مکروہ سمجھکر بنو سمیعہ نام رکھا۔[1]

عام حالات، | انصار کے نقیبون مین[2] انکا بھی شمار تھا، دغالبًا بیعت عقبہ کے نقیب مراد نہیں عہد نبوت کے بعد شام کی سکونت اختیار کی اور حمص مین قیام کیا،

وفات، | امیر معاویہ کے عہد حکومت مین فوت ہوئے،

اولاد، | حسب روایت ابن سعد، ۳ بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی، ان کے نام یہ ہین عزیز، مسعود، موسٰی، جمیلہ،

فضل وکمال، | علماء صحابہ مین تھے، امیر معاویہ نے ان کے پاس خط لکھا کہ آپ نے جو حدیثین سنی ہون، لوگون کو ان سے آگاہ کر دیجیے، حضرت عبدالرحمانؓ نے جمع کرکے چند حدیثین بیان کین،[3] بعض روایتون مین ہی

بعث معاویہ الی عبدالرحمن بن شبل	امیر معاویہ نے کہلا بھیجا کہ آپ فقہاء اور قدماء
انک من فقھاء اصحاب رسول اللہ صلعم	صحابہ مین ہین، اسلیئے لازم ہے کہ وعظ
وقدمائھم فقم فی الناس وعظھم،	کہا کرین،

[1] اصابہ صفحہ ۱۹۳ جلد ۴، [2] خلاصہ تہذیب، [3] مسند صفحہ ۴۴۴ جلد ۳،

امیر معاویہ سے ملے تو اونھون نے کہا کہ جب آپ میرے ہان آئین تو کوئی حدیث روایت

کرین،

استقصار سے ۴۲ حدیث دستیاب ہوئین لیکن مشہور صرف تین ہین، یہ حدیثین ادب المفرد

ابو داود، نسائی اور ابن ماجہ مین مذکور ہین،

راویانِ حدیث کے نام یہ ہین، تمیم بن محمود، ابو راشد حرانی، یزید بن خمیر، ابو سلام اسود

لہ مسند صفحہ ۴۴۴ جلد ۳،

حضرت عثمانؓ بن حنیف

نام و نسب، | عثمان نام، ابو عمرو کنیت، قبیلۂ اوس سے ہین، نسب نامہ یہ ہی، عثمان بن حنیف بن واہب بن العکیم بن ثعلبہ بن حارث بن مجدعہ بن عمرو بن حنش بن عوف بن عمرو بن عوف ابن مالک بن اوس،

اسلام، | اپنے برادر اکبر حضرت سہل بن حنیفؓ کے ساتھ مسلمان ہوئے،

غزوات، | احد اور بعد کے غزوات مین شرکت کی، ترمذی کے نزدیک بدر مین بھی شریک لیکن یہ رائے جمہور محدثین کے خلاف ہی،

دیگر حالات، | عراق اور کوفہ فتح ہونے کے بعد ۱۶ھ مین حضرت عمرؓ نے خراج کے نظم نسق کی طرف توجہ کی، انکا یہ عام اصول تھا کہ ہر ملک کا انتظام وہان کے قدیم رسم رواج کے موافق کسی قدر اصلاح کے ساتھ بحال رکھتے، لیکن عراق مین اس وقت جو مالگذا کا طریقہ رائج تھا، اوس مین دستور قدیم کے خلاف مختلف تبدیلیان ہو چکی تھین، اس بنا پر حضرت عمرؓ نے مزید تحقیقات کے لیے عراق کی پیمایش کا فیصلہ کیا،

چونکہ اس کام کے لیے دیانت و امانت کے علاوہ پیمایش اور حساب کا جاننا نہایت ضروری ہی، اور اس زمانہ مین عرب عموماً ان چیزون سے ناآشنا تھے، حضرت عمرؓ کو انتخاب سخت دقت پیش آئی، مجلس شوریٰ قایم کر کے صحابہ کے سامنے انتخاب کا مسئلہ پیش کیا، تما صحابہ نے عثمان بن حنیف کے لیے بالاتفاق رائے دی، اور کہا کہ وہ اس سے زیادہ اہم کا انجام دینے کی قابلیت رکھتے ہین، حضرت عمرؓ نے صحابہ کے اجماع عام سے عثمان بن حنیف

لہ استیعاب صفحہ ۴۹۵ جلد ۲،

بندوبست کی تولیت (کمشنری) کے لئے نامزد فرمایا،

چلتے وقت پیمانہ بنا کر دیا[1]، حضرت عثمانؓ نے اوسی کے بموجب پیمایش کی، اس قدر پر جو احتیاط ان کی جانب سے وقوع مین آئی، اوس کو قاضی ابو یوسف صاحب کتاب الخراج مین اس طرح بیان کرتے ہین[2]،

کان عثمان عالما بالخراج فمسحها مساحة	عثمان کو خراج مین پوری واقفیت تھی، اس بنا پر
الدیباج	زمین کو اس صحت کے ساتھ پیمایش کی جس طرح قیمتی
.. ..	کپڑا ناپا جاتا ہے،

۳۶،۰۰،۰۰۰

یہ کام کئی مہینے تک جاری رہا، پہاڑ، صحرا اور دریا کو چھوڑ کر قابل زراعت زمین تین کرور ۶۰ لاکھ جریب ٹھہری[3]، پہاڑ وغیرہ کی پیمایش کو خود حضرت عمرؓ نے منع کر دیا تھا[4]،

بندوبست ختم ہوا تو کوفہ کے صاحب الخراج (کلکٹر) مقرر ہوئے، مصنف استیعاب لکھتے ہین[5]

ولاه عمر مساحة الارضین وجبایتها	حضرت عمرؓ نے ان کو زمین کی پیمایش، وصول مالگذاری،
وضرب الخراج والجزیة علی اهلها،	اور تشخیص خراج وجزیہ پر مامور کیا تھا،

اس عہدہ پر مامور ہو کر انھون نے مالگذاری کی تشخیص کی اور حسب ذیل شرح پر لگان مقرر کی[6]

انگور	فی جریب یعنے پون بیگہ پختہ	۱۰ درہم سالانہ
نخلستان	"	۸ " "
نیشکر	"	۶ " "

[1] یعقوبی صفحہ ۱۴۷، جلد ۲ [2] کتاب مذکور صفحہ ۲۱ و ۲۲، [3] ایضاً صفحہ ۲۰، [4] یعقوبی صفحہ ۱۴۷، جلد ۲،
[5] استیعاب صفحہ ۴۷۵ و جلد ۲، [6] کتاب الخراج صفحہ ۲۰،

گیہون	فی جریب یعنے پون بیگہ پختہ	۴ درہم
جو	″	″ ۲

جزیہ کی شرح حسب ذیل تھی،

امراء سے	۴۸ درہم سال
متوسطین سے	۲۴ ″ ″
غرباء سے	۱۲ ″ ″

عورتین اور بچے جزیہ سے مستثنی[۱] تھے،

جزیہ کے وصول کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ ذمیون کے روسا جن کو دہقان کہتے
ان کو لیکر عدالت مین حاضر ہوتے تھے، حضرت عثمانؓ ان سے روپے لیتے اور مہر لگاتے
چنانچہ ۵ لاکھ ذمیون کے مہرین لگائین، اس کے بعد ان کو سردارون کے سپرد کیا
انگوٹھیان توڑ ڈالی گئین[۲]،

بندوبست جس خوبی سے ہوا تھا اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے ہی سال خراج
مقدار ۸ کروڑ سے ۱۰ کروڑ بیس ہزار درہم تک پہونچ گئی[۳]، اس کے بعد بھی اضافہ ہوتا
خاص کوفہ جو حضرت عثمانؓ کا دارالامارۃ تھا، اوس کی آمدنی مین حیرت انگیز
ہوئی، چنانچہ حضرت عمرؓ کی وفات کے ایک سال قبل اس کا خراج ایک کرور تک پہونچ[۴]
تشخیص مین جس قدر نرمی اور آسانی کی گئی تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے
کہ حضرت عمرؓ کی وفات سے ۳-۴ سال قبل، عثمان اور حذیفہ مدینہ آئے تو اونھون نے

---

[۱] کتاب الخراج صفحہ ۲۰ و ۲۱، ویعقوبی صفحہ ۱۷۴ جلد ۲، [۲] ایضاً صفحہ ۲۳، [۳] یعقوبی صفحہ ۱۷۴ جلد ۲

[۴] استیعاب صفحہ ۴۹۶ جلد ۲،

شاید تم نے زمین پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لاد دیا ہو" اس موقع پر عثمان نے جو جواب دیا، یہ تھا[1]،

لقد ترکت الضعف ولو شئت لاخذته؛ — مین نے آدھا چھوڑ دیا ہو، آپ چاہین تو وہ بھی ل سکتا ہو،

با این ہمہ جب خراج روانہ ہوتا تو کوفہ اور بصرہ کے ۱۰، ۱۰ آدمی مدینہ جاتے اور حضرت عمرؓ کے سامنے شرعی قسم کھا کر کہتے کہ اس مین کسی مسلمان یا ذمی سے ایک حبہ بھی جبراً وصول نہین کیا گیا[2]،

خراج اور جزیہ کی حضرت عثمانؓ نے جس قابلیت سے تشخیص کی تھی اس کا مقتضا یہ تھا کہ سلطنت کے دوسرے صوبون مین بھی اس کو نافذ کیا جائے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری حاکم بصرہ کو حکم بھیجا کہ تم بصرہ مین، کوفہ کے مطابق خراج مقرر کرو[3]،

کوفہ کی آمدنی وہان کے خزانہ مین جمع رہتی تھی، دار الخلافت کو ۲ کرور سے ۴ کرور تک بھیجا جاتا تھا[4]،

ملک کی اس کثیر آمدنی مین حضرت عثمانؓ کو جو کچھ ملتا تھا، اب اوس کا بیان نہایت ضروری ہو، ابن واضح کاتب عباسی لکھتے ہین[5]

واجری علے عثمان بن حنیف خمسة دراھم فی کل یوم وجرابا من دقیق — عثمان کو ۵ درہم یومیہ اور ایک تھیلی آٹا ملتا تھا،

قاضی ابو یوسف صاحب نے گوشت کے متعلق بھی تصریح کی ہو، یعنی ایک بکری کے

---

[1] کتاب الخراج صفحہ ۲۱، [2] ایضاً صفحہ ۶۵ [3] یعقوبی صفحہ ۱۴۷، و ۱۵۰، جلد ۲، [4] ایضاً صفحہ ۱۷۵ جلد ۲، [5] ایضاً صفحہ ۱۷۴،

نو حصے ہوتے تھے، ایک حصہ والی کو، ایک قاضی کو، اور ایک عثمان کو ملتا تھا، حضرت عمرؓ نے ان لوگون سے فرمایا تھا کہ "مین اور تم اس مال سے اس قدر لے سکتے ہین جتنا ایک یتیم کا کفیل، یتیم کی جائداد سے لیتا ہی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ جو غنی ہو، ایثار کرے اور محتاج مناسب رقم لے، کیونکہ جو زمین ایک بکری روزانہ دیگی، خدا کی قسم بہت جلد تباہ ہوجائیگی[1]"

خلافت فاروقی کے بعد خلافت عثمانی مین مدینہ آئے، اور حضرت علیؓ کے عہد مبارک مین بصرہ کے حاکم مقرر ہوئے، ابھی چند ماہ گذرے تھے، کہ حجاز سے بدامنی کا ایک طوفان اٹھا جس نے بصرہ کے قصر امن کی اینٹ سے اینٹ بجادی، حضرت طلحہؓ زبیر اور حضرت عایشہؓ نے حضرت امیر علیہ السلام کے مقابلہ مین خروج کے لیئے اسی مقام کو تاکا تھا، یہان پہلے سے ان بزرگون کا اثر قائم تھا، اس بنا پر حضرت عثمان بن حنیفؓ کو قیام امن اور رفع شور و شر کے لیئے طرح طرح کی دقتین پیش آئین، یہ سیلاب بصرہ پہونچا تو امن وسکون کی دیوارین ہل گئین، لوگون نے حضرت عثمانؓ کو خبر کی، انھون نے دو آدمیون کو اس لشکر کے سرگروہون کے پاس روانہ کیا، لیکن جواب نہایت مایوس کن ملا، عثمان نے سنکر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون؛ دارت رحی الاسلام ورب الکعبۃ، (افسوس! اسلام مین خانہ جنگی شروع ہوگئی)، لوگون سے مشورہ کرکے مدافعت کے لیئے تیار ہوئے، حجازی گروہ شہر کے قریب پہونچا تو حکومت کی فوج مزاحم ہوئی، جس مین لڑائی تک نوبت پہنچی، اس موقع پر حضرت عائشہؓ کی پُر اثر آواز نے افواجِ حکومت پر سحر وافسون کا کام کیا اور دو فرقے پیدا ہوگئے، جن مین ایک ٹوٹ کر حجازیون سے جا ملا، نتیجہ یہ ہوا کہ افواجِ حکومت نے شکست کھائی، اور ایک صلح نامہ مرتب کیا گیا، چنانچہ بجنسہ درج ذیل ہی[2]،

---

[1] کتاب الخراج صفحہ ۲۰، [2] مسند صفحہ ۱۳۸، جلد ۴،

"بسم الله الرحمن الرحيم، هذا ما اصطلح عليه طلحة والزبير ومن معهما من المؤمنين والمسلمين وعثمان بن حنيف ومن معه من المؤمنين والمسلمين ان عثمان يقيم حيث ادركه الصلح على ما في يده وان طلحة والزبير يقيمان حيث ادركهما الصلح على ما في ايديهما حتى يرجع امين الفريقين كعب بن سور من المدينة ولا يضار واحد من الفريقين الآخر في مسجد ولا سوق ولا طريق ولا فرضة بينهم عيبة مفتوحة حتى يرجع كعب بالخبر فان يرجع بان القوم اكرهوا طلحة والزبير فالامر امرهما وان شاء عثمان خرج حتى يلحق بطيته وان شاء دخل معهما، وان رجع بانهما لم يكرها فالامر امر عثمان فان شاء طلحة والزبير قاما على طاعة علي وان شاء اخرجا حتى يلحقا بطيتهما والمؤمنون اعوان الفالج منهما"

صلحنامہ کے بموجب کعب بن سور ازدی مدینہ گئے اور جمعہ کے دن مسجد نبوی مین مسلمانون کے مجمع عام سے سوال کیا، کہ کیا طلحہ وزبیر نے جبراً بیعت کی؟ تمام مجمع خاموش تھا لیکن اسامہ بن زید بول اُٹھے کہ خدا کی قسم انھون نے جبراً بیعت کی!! اس پر مجمع کے کچھ لوگ اسامہ کے رتبہ کا بھی پاس نہ کرکے اون کی طرف بڑھے، حضرت ابوایوب، محمد بن مسلمہ اور دیگر اکابر صحابہ نے اسامہ کو خطرہ مین دیکھکر بیک زبان کہا ہان انھون نے جبراً بیعت کی، اسامہ کو چھوڑدو، اس آواز پر مجمع منتشر ہوگیا اور اسامہ کی جان بچ گئی، کعب کیلئے اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوسکتا تھا، مدینہ سے روانہ ہوئے، حضرت علیؓ نے عثمان بن حنیف کے پاس ایک خط لکھا کہ طلحہ اور زبیر کو اگر مجبور بھی کیا گیا، تو جماعت عامہ کے اتفاق اور اجماع پر، نہ کہ تفریق واختلاف پر، اسلیئے وہ بیعت توڑتے ہین تو تجھے کیا جواب دینگے، اور اگر اس کے سوا کوئی اور ارادہ ہے تو اون کو ہم کو اس پر غور کرنا چاہیئے"

یہ خط اگرچہ سرتاپا حق وصداقت تھا تاہم مخالف کے مفید مطلب تھا، کعب نے بصرہ پہونچکر

سارا حال بیان کیا تو صلحنامہ کالعدم ہوگیا، اور حضرت طلحہ و زبیرؓ کی طرف سے شہر خالی کرنے کا مطالبہ پیش ہوا، حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ اب بحث دوسری پیدا ہوگئی، چونکہ اُمنگ و جوش کا فیصلہ دلیل و بحث کے بجائے تیغ و خنجر کی زبان کرتی ہی، طلحہ و زبیر نے رات کے وقت اپنی جماعت کے آدمیون کو جامع مسجد بھیجا، عشار کا وقت تھا، اندھیری رات اور پھر سردی کی وجہ سے حضرت عثمانؓ کے بر آمد ہونے مین دیر ہوئی، اِن لوگون نے اپنی جماعت کے ایک شخص عتاب بن اسید کو امام بنا کر آگے بڑھایا، چونکہ امامت اس زمانہ مین لازمۂ حکومت تھی، اور سیاسی اہمیت رکھتی تھی، زط اور سیابجہ نے جو شہر کے انتظام کے لیئے مقرر تھے، عتاب کو امامت سے روکا، جس مین تلوار تک نوبت پہونچی، اِن لوگون نے سپاہیون کو ایک طرف مصروف کرکے، قصر امارت کا رُخ کیا، چونکہ نماز عشا بہت دیر مین پڑھی جاتی تھی، پہرہ دار جو تعداد مین ۴۰ تھے سو گئے تھے، یہ لوگ موقع پاکر اندر گھسے اور حضرت عثمانؓ کو پکڑ کر طلحہ و زبیر کے سامنے لائے، انھون نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا، حکم ہوا اس کو قتل کردو، لیکن اِس سے انصار کے برہم ہونے کا خوف تھا، اس بنا پر قتل کے بجائے قید کرنے کی تجویز ٹھہری، چنانچہ اسی مقام پر پیرون سے روندے گئے، ۴۰ کوڑے پڑے، اور ڈاڑھی، سر، ابرو، اور پلکون کے بال سخت بیرحمی سے نوچ لئے گئے،

اللہ اکبر! یہ کیسا عجیب نظارہ تھا، حاکم عراق، خلافت عظمی کا دست و بازو، عہد فاروقی کا ایک مدبر اور معزز افسر اور سب سے بڑھکر یہ کہ مسند نبوت کا ایک حاشیہ نشین کس بیرحمی سے ذلیل و رسوا کیا جاتا ہی، جو شخص کل تک جاہ و جلال، طبل و علم، خیل و سپاہ، خدم و حشم اور تیغ و سنان کا مالک تھا، آج بیکسی کے اِس المناک درجہ پر ہی

کہ اوس کے لیئے خود اپنا سر بھی وبال جان ہوگیا ہے،

لیکن یہ ابتلاء، یہ صبر، یہ تحمل مصائب بیکار نہ تھا، حکیم بن جبلہ کو خبر ہوئی تو صبح کے وقت عبدالقیس اور بکر بن وائل کے قبائل کو لیکر ابن زبیر کے پاس پہونچا، اور چند شرطین پیش کین، جن مین ایک عثمان کی قید سے سبکدوشی بھی تھی، ابن زبیر نے صاف انکار کیا اور ابن جبلہ کے ساتھیون اور ابن زبیر کی جماعت مین کشت وخون کا بازار گرم ہوگیا، جس مین ابن جبلہ مع کثیر رفقا کے کام آیا، ادھر طلحہ وزبیر کو خبر پہنچی تو اونھون نے حضرت عایشہ کے پاس آدمی بھیجکر حضرت عثمانؓ کا بند قید کاٹ دیا اور وہ ربذہ روانہ ہوگئے حضرت علی علیہ السلام مدینہ سے کوچ کرکے یہین مقیم تھے، عثمان سامنے آئے تو لوگون سے فرمایا، دیکھو مین نے ان کو بوڑھا بھیجا تھا اب جوان واپس آئے ہین" عثمان نے کہا، امیر المومنین! آپ نے ڈاڑھی مونچھون کے ساتھ بھیجا تھا، آج آپ کے سامنے ایک بے ریش وبروت امرد کی صورت مین آیا ہون، فرمایا اصبت اجراً وخیراً، تم کو اس کا اجر ملے گا،[1]

اس کے بعد غزوۂ جمل پیش آیا اور بصرہ فتح ہوکر عبداللہ بن عباس والی مقرر ہوئے حضرت عثمانؓ نے کوفہ مین جس کو دار الخلافت ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا، اقامت اختیار کی،

وفات، امیر معاویہ کے زمانۂ خلافت مین انتقال کیا،

اولاد، عبد الرحمان نام ایک لڑکا یادگار چھوڑا،

فضل وکمال، حضرت عثمانؓ عرب مین غیر معمولی قابلیت کے انسان تھے، حساب دانی اور مساحت کا کام جس خوبی سے انھون نے انجام دیا، اس کو تم اوپر پڑھ چکے ہو، حساب کتاب کے علاوہ حدیث وفقہ کی واقفیت اور مسائل پر عبور حضرت علی علیہ السلام کے والی

---

[1] ان تمام واقعات کیلیئے دیکھو طبری کبیر صفحہ ۳۱۱۷ و ۳۱۲۳ و ۳۱۲۴ و ۳۲۴۴ جلد ۶ و اسد الغابہ صفحہ ۳۷۱ جلد ۳،

بصرہ مقرر کرنے سے ظاہر ہوتا ہی، افسوس ہی کہ اون کی عدالت عالیہ کا کوئی فیصلہ ہمارے پیش نظر نہین، ورنہ اس سے قوت فیصلہ کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہی،

چند احادیث بھی روایت کین، ابو امامہ بن سہل بن حنیف (برادر زادہ) ہانی بن معاویہ صدفی، عمارہ بن خزیمہ بن ثابت، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، نوفل بن مساحق ان کے سلسلۂ روایت مین داخل ہین،

اخلاق، | دیانت، حق پرستی، صبر و شکر، جرءت اظہار حق یہ تمام اوصاف صحیفۂ اخلاق کے نمایان ابواب ہین، حضرت عثمانؓ مین یہ چیزین جس درجہ تک موجود تھین، اوس کا مفصل تذکرہ اوپر گذر چکا ہی، اس بنا پر اب اوس کے اعادہ کی چندان ضرورت نہین،

حضرت عمارہؓ بن حزم

نام ونسب، عمارہ نام، سلسلۂ نسب یہ ہی، عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن نجار، والدہ کا نام خالدہ تھا اور انس بن سنان بن وہب ابن لوذان کی بیٹی تھین،

اسلام، لیلۃ العقبہ مین ۷۰ انصار کے ساتھ بیعت کی،

غزوات اور دیگر حالات، محرز بن نضلہ سے برادری ہوئی،

بدر، احد، خندق اور تمام غزوات مین شریک ہوئے، فتح مکہ مین بنو مالک بن نجار کا علم انھین کے پاس تھا،

وفات، مرتدین کے جہاد مین حضرت خالد کے ہمراہ تھے، مسلمہ کذاب کی جنگ مین جسے یوم یمامہ کہتے ہین شہادت حاصل کی،

اولاد، مالک نام ایک لڑکا چھوڑا، جس پر نسل منقطع ہوگئی،

فضل وکمال، زیاد بن نعیم نے ان سے چند حدیثین روایت کین، جھاڑ پھونک کے منتر جانتے تھے، آنحضرت صلعم نے فرمایا ذرا مجھکو تو سناؤ، چونکہ شرک کے الفاظ سے خالی تھا، آپ نے اجازت دی، چنانچہ ان کے ہان عرصہ تک وہ منتر منتقل ہوتا رہا،

حضرت عمروؓ بن جموح

نام ونسب: عمرو نام، قبیلۂ خزرج کے خاندان سلمہ سے ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہی، عمرو بن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ،

بنو سلمہ کے رئیس تھے، اس کے علاوہ مذہبی عزت بھی حاصل تھی، یعنی بتخانہ کے متولی تھے،

مناف نامی لکڑی کا ایک بت بنایا تھا، جو ان کے گھر مین رہتا تھا، اور وہ اس کی بیحد تعظیم کرتے تھے، اسی زمانہ مین سرزمین مکہ سے اسلام کا غلغلہ بلند ہوا تو مدینہ کے لوگ اس کو لبیک کہنے کے لئے مکہ پہونچے اور عقبۂ ثانیہ مین مسلمان ہو کر آئے، اس جماعت مین عمرو کے ایک لڑکے معاذ بھی شامل تھے،

یہ لوگ مکہ سے واپس آئے تو شہر یثرب کا ہر ہر گوشہ تکبیر کے ترانون سے گونج اٹھا، بنو سلمہ کے چند نوجوانون نے جو مسلمان ہو چکے تھے، باہم مشورہ سے یہ طے کیا کہ کسی صورت سے عمرو کو بھی مسلمان بنایا جائے، اونکے بیٹے نے اس مین خاص کوشش کی، چنانچہ کچھ دنون تک یہ مشغلہ رہا کہ شب کو معاذ بن جبل وغیرہ کو ہمراہ لیکر مکان آتے اور گھر والون کو سوتا پاکر بت کو اٹھاتے اور باہر کسی گڑھے مین لاکر پھینک دیتے تھے، صبح کو اٹھکر عمرو سخت برہم ہوتے اور اپنے خدا کو اندر اٹھا کر لیجاتے، نہلاتے اور خوشبو ملکر رکھدیتے، آخر عاجز آکر ایک روز بت کی گردن مین تلوار لٹکائی اور کہا کہ مجھے تو پتہ نہین، ورنہ ان لوگون کی خود خبر لیتا، اگر تم کچھ کر سکتے ہو تو کرو، یہ تلوار موجود ہی، ان لڑکون کو اب ایک اور

چال سوجھی، رات کو آکر بُت کو اُٹھایا، گردن سے تلوار علحدہ کی، اور اوس مین ایک مرے ہوئے کتے کو باندھ کر کنوے پر لٹکا دیا، عمرو نے یہ کیفیت دیکھی تو بجائے اس کے کہ اپنے معبود کی توہین پر غصہ ہوتے، راہ راست پر آگئے، چشم ہدایت روشن ہوئی، اور اُسیوقت مذہب اسلام قبول کرلیا،

قدیم جہالت، بُت کا قصہ اور دفعتًہ اسلام کی توفیق ان واقعات کو انھون نے خود نظم کردیا ہی، فرماتے ہین ؎

تاللّٰہ لو کنت الھا لم تکن	انت و کلب وسط بئر فی قرن
اف لمصرعک الھا یستدن	الان فلنشناک عن سوء الغبن
فالحمد للّٰہ العلی ذی المنن	الواھب الرزق ودیان الدین
ھو الذی انقذنی من قبل ان	اکون فی ظلمۃ قبر مرتھن،

یہ اشعار بھی اسی تقریب سے ہین،

اتوب الی اللّٰہ سبحانہ	واستغفر اللّٰہ من نارہ
واثنی علیہ بالائہ	باعلان قلبی واسرارہ

غزوات، غزوۂ بدر کی شرکت مین اختلاف ہی، لیکن صحیح یہ ہی کہ شریک نہ تھے، چونکہ پیر مین چوٹ آگئی تھی اور لنگڑا کر چلتے تھے، اس لئے جب غزوہ کے لیئے جانا چاہا تو لڑکون نے آنحضرت صلعم کے حکم سے منع کیا کہ ایسی صورت مین جہاد فرض نہین،

غزوۂ احد مین بھی یہی واقعہ پیش آیا، بولے کہ تم لوگون نے مجھکو بدر جانے سے روکا، اب پھر روک رہے ہو، لیکن مین ضرور جاؤن گا، بیٹون نے رسول اللہ صلعم کو خبر کی، آنحضرت صلعم نے بلاکر سمجھایا، کہ تم معذور ہو، اسلیئے سرے سے مکلف ہی نہین، لیکن

وہان شہادت کا سودا سوار تھا، عرض کی یا رسول اللہ یہ لڑکے مجھکو آپ کے ساتھ چلنے سے روک رہے ہین، لیکن خدا کی قسم مجھے یہ امید ہی کہ مین اسی لنگڑے پیر سے جنت مین گھسیٹتا ہوا پہونچون گا، آنحضرت صلعم نے یہ سنکر زیادہ زور دینا پسند نہین کیا، اور لڑکون سمجھایا کہ اب اصرار نہ کرو، شاید ان کی قسمت مین شہادت لکھی ہو،

شہادت، حضرت عمروؓ نے ہتھیار لیکر پیٹھ پھیری اور کہا "آلہی! مجھے شہادت نصیب اور اب زندہ گھر واپس نہ لا!" دعا نہایت خلوص سے کی تھی، مقبول ہوئی، لڑائی کی تن کے وقت جب مسلمان منتشر ہونے لگے عمروؓ نے اپنے بیٹے خلاد کو لیکر مشرکین پر حملہ کیا اور اس قدر پامردی سے لڑے کہ دونون باپ بیٹون نے شہادت پائی، اور حضرت عمرو لنگڑے پیر کے ساتھ جنت مین لنگڑاتے ہوئے پہونچ گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون

آنحضرت صلعم ان کی طرف سے گذرے تو دیکھا کہ شہید پڑے ہوئے ہین، فرمایا خدا اپنے بعض بندون کی قسم پوری کرتا ہی، عمروؓ بھی انھین مین ہین، اور مین ان کو جنت اسی لنگڑے پاؤن کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھ رہا ہون،

بعض روایتون مین آیا ہی کہ اس کے بدلے ان کو وہان صحیح و سالم پیر دیا گیا ہی

حضرت عمروؓ کی بیوی کو ان کی شہادت کی خبر پہونچی تو ایک اونٹ لیکر آئین اپنے شوہر اور بھائی عبداللہ بن عمرو (حضرت جابرؓ کے والد ماجد) کو اس پر لاد کر گھر لے گئین، لیکن بعد مین احد کا دامن گنج شہیدان قرار پایا اس بنا پر آنحضرت صلعم نے لاش منگوا کر یہین تمام شہدا کے ساتھ دفن کی، چنانچہ عبداللہ بن عمروؓ اور عمرو بن جموحؓ ایک قبر مین دفن کیے گئے،

اولاد، چار لڑکے تھے، اور چارون رسول اللہ صلعم کے ساتھ غزوات مین شریک ہوئے

وکے نام معلوم ہین اور وہ یہ ہین، معاذ، (عقبہ ثانیہ مین شریک تھے) خلاد (احد مین شہید ہوئے)

بیوی کا نام ہند بنت عمرو تھا، بنو سلمہ کے سردار عبداللہؓ بن عمرو بن حرام کی بہن اور حضرت جابرؓ صحابی مشہور کی حقیقی پھوپھی تھین،

حلیہ، گورا رنگ، گھونگھر والے بال، پیر مین لنگ تھا،

اخلاق، جود وسخا عرب کی ایک قدیم میراث ہی، حضرت عمروؓ مین جس درجہ تک یہ صفت موجود تھی اوس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہی کہ آنحضرت صلعم نے محض اسی کی وجہ سے ان کو بنو سلمہ کا سردار بنایا تھا،

چنانچہ خاندان سلمہ کے کچھ لوگ آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور آپ نے دریافت کیا کہ تمہارا سردار کون ہی؟ تو انھون نے کہا جد بن قیس ایک بخیل شخص ہمارا سردار ہی، آنحضرت صلعم نے فرمایا بخل سے بدتر کوئی چیز نہین، اسلیئے تمہارا سردار عمرو بن جموح کو بناتا ہون، اس واقعہ کو انصار کا شاعر ان الفاظ مین بیان کرتا ہی،

وقال رسول الله والحق قوله	لمن قال منا من تسمون سيدا
فقالوا له جد بن قيس على التي	نبخله فيها وان كان أسودا
فتى ما تخطى خطوة لدنياء	ولا مد في يوم الى سوأة يدا
فسود عمرو بن الجموح لجوده	وحق لعمرو بالندى ان يسودا
اذا جاءه السؤال اذهب ماله	وقال خذوه انه عائد غدا

آنحضرت صلعم جب نکاح کرتے تو عمرو ولیمہ کرتے تھے، عمرو رضی اللہ تعالی عنہ بھذہ الاجیۃ الموضیۃ

لہ اصابہ صفحہ ۲۹۱ جلد ۴،

حضرت عمرو بن حزمؓ

نام و نسب، عمرو نام، ابو الضحاک کنیت، خاندان نجار سے ہین، نسب نامہ یہ ہے
عمرو بن حزمؓ بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن نجار، حضرت
عمارہ بن حزمؓ جو بیعت عقبہ مین شریک تھے، ان کے برادر علاتی ہین، ان کی ماں
خاندانِ ساعدہ سے تھین،

اسلام، ابتدائے اسلام اور ہجرت کے زمانہ تک کم سن تھے، اس بنا پر زمانۂ اسلام کی
صحیح تعیین نہین ہو سکتی، غالباً اپنے گھر والون کے ساتھ مسلمان ہوئے ہون گے،

غزوات، کم عمری کی وجہ سے بدر اور احد مین شرکت کے قابل نہ تھے، جب غزوۂ خندق
واقع ہوا تو پانزدہ سالہ تھے، اس لئے غزوہ مین شریک ہوئے، اس کے بعد اور
غزوات مین شرکت کی،

سنہ ۱۰ھ مین آنحضرت صلعم نے خالد بن ولید کو نجران بھیجا تھا وہان کے لوگ
مسلمان ہوئے تو حضرت عمروؓ کو حاکم پرگنہ بنا کر روانہ فرمایا، خود ایک یادداشت لکھ کر
حوالہ کی جس مین فرائض، سنن، صدقات، دیات، اور بہت سے احکام درج تھے
دنیاوی حکومت کے ساتھ ساتھ محکمۂ مذہبی بھی انھین کی زیرنگرانی تھا، یعنے تعلیم اور تبلیغ کا
مذہبی فرض بھی انجام دیتے تھے، صاحب استیعاب لکھتے ہین،

استعملہ رسول اللہ علی نجران لیفقھم فی الدین ولیعلم القرآن ویاخذ صدقاتھم
یعنے رسول اللہ صلعم نے ان کو فقہ، قرآن کی تعلیم اور صدقات کی تحصیل پر مامور فرمایا تھا،

اس وقت اُنکا سن عام روایت کے لحاظ سے ۱۰ سال کا تھا، لیکن ہمارے نزدیک صحیح نہین، کیونکہ غزوۂ خندق ۵ھ مین واقع ہوا اور اس وقت وہ پانزدہ سالہ تھے اس بنا پر ۱۰ھ مین ان کا سن کسی حال مین ۲۰ سال سے کم نہین ہو سکتا، مدینہ سے روانگی کے وقت بیوی کو جن کا نام عمرہ تھا ہمراہ لے گئے تھے[1] چنانچہ نجران ہوکر اسی سال ایک لڑکا پیدا جس کا نام انھون نے محمد[2] اور ابو سلیمان کنیت رکھی، لیکن پھر آنحضرت صلعم کو مطلع کیا، تو آنحضرت صلعم نے لکھا کہ محمد نام اور ابو عبد الملک کنیت رکھو،[3] آنحضرت صلعم کے بعد غالباً مدینہ ہی مین مقیم رہے،

وفات، اور یہین ۵۱ھ مین وفات پائی، مورخین نے سنہ وفات مین سخت اختلاف کیا ہی، لیکن صحیح یہ ہے کہ سنہ پچاس کے بعد انتقال کیا،

اہل وعیال، دو بیویان تھین، پہلی کا نام عمرۃ تھا اور عبد اللہ بن حارث غسانی کی بیٹی تھین، جو قبیلۂ ساعدہ کے حلیف[4] تھے، دوسری کا نام سودہ بنت حارثہ تھا، اور یہ اون کے اخیر وقت تک زندہ تھین،

اولاد کی صحیح تعداد معلوم نہین، محمد البتہ مشہور ہین، عہد نبوت مین پیدا ہوئے حضرت عمرؓ وغیرہ سے حدیث سُنی، ۶۳ھ یوم حرہ مین لشکر شام سے مقابلہ ہوا، اور اسی مین شہادت حاصل کی، اس موقع پر قبیلۂ خزرج کا علم انھین کے ہاتھ مین تھا، قاضی ابو بکر فقیہ جو روایت و اجتہاد دونون کے مالک تھے انھین کے بیٹے ہین،

فضل وکمال، علمی قابلیت، اصابت رائے، قوت فیصلہ، احکام شریعت پر عبور، رسول اللہ صلعم کے حاکم نجران مقرر کرنے سے ظاہر ہوتا ہی، ۲۰ سال کی عمر مین حکومت کے

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۵۰ جلد ۵، [2] ایضاً، [3] تہذیب التہذیب صفحہ ۲۰ جلد ۸،

ایک عہدۂ جلیلہ کی انجام دہی اور پھر قرآن وفقہ کی تعلیم، اون کی غیر معمولی قابلیت کا
بیّن ثبوت ہی،

احادیث نبوی مین بھی ان سے روایت کی گئی ہین، جن مین وہ کتاب بھی ہی
جو آنحضرت صلعم نے اون کو لکھوا کر دی تھی، اِس کو ابو داؤد، نسائی، ابن حبان، دارمی
اور دیگر محدثین نے بھی نقل کیا ہی،

راویانِ حدیث کے زمرہ مین ان کی بیوی اور بیٹے کے علاوہ پوتے ابو بکر، اور نضر
ابن عبد اللہ سلمی اور زیاد بن نعیم حضرمی بھی داخل ہین،

اخلاق، حضرت عمرو کے معدنِ اخلاق مین حق گوئی سب سے نمایان جوہر ہے،
حضرت عمار بن یاسر کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ ان کو باغی گروہ قتل کرے گا
اِس بنا پر جب جنگ صفین مین وہ جناب امیر علیہ السلام کی طرف شہید ہوئے تو انھون نے
امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کو یہ حدیث یاد دلائی،

ایک مرتبہ امیر معاویہ کے پاس گئے تو کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا ہی کہ بادشاہ
سے رعیت کے متعلق قیامت مین سوال ہوگا،

امیر معاویہ نے جب یزید کی خلافت کے لیئے تمام ملک سے بیعت لی تو انھون نے
امیر معاویہ سے نہایت سخت گفتگو کی،

حضرت عمیرؓ بن سعد

نام و نسب، | عمیر نام، نسیج وحدہ لقب، سلسلۂ نسب یہ ہی، عمیر بن سعد بن عبید بن نعمان بن قیس بن عمرو بن عوف،

باپ نے جن کا نام سعد بن عبید تھا، حضرت عمیرؓ کی صغرسنی مین انتقال کیا، مان نے جلاس بن سوید سے نکاح کرلیا، عمیر بھی اپنی مان کے ساتھ جلاس کی زیر تربیت رہے، جلاس نے نہایت ناز ونعمت کے ساتھ حقیقی اولاد کی طرح پرورش کی،

سعد بن عبید کے نام سے مورخین نے دھوکا کھایا، حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ جو انصار کے اون چار قاریون مین جن کا ذکر صحیح بخاری مین آیا ہی، اون کا نام نامی بھی سعد بن عبید تھا، اس بنا پر لوگون نے عمیر کو انکا فرزند تصور کرلیا، لیکن یہ سخت غلطی ہی، زمانہ اور سنین وفات کے فرق کے علاوہ صاف بات یہ ہی کہ عمیر کے والد قبیلۂ اوس سے تھے، اور حضرت ابوزید جیسا کہ حضرت انسؓ نے تصریح کی ہی، ان کے رشتہ کے چچا ہوتے تھے، ظاہر ہے کہ حضرت انسؓ قبیلۂ خزرج سے تھے، اسلیے حضرت ابوزیدؓ قبیلۂ اوس سے کیونکر ہوسکتے ہین،

اسلام، | جلاس مسلمان ہوگئے تھے، یہ بھی غالباً اسی زمانہ مین اسلام لائے،

غزوات، | اگرچہ کم سن تھے تاہم جلاس کے ہمراہ جہاد مین جاتے تھے، غزوۂ تبوک کی ہمراہی کا واضح طور پر ذکر آیا ہی، لیکن بااینہمہ وہ کسی غزوہ مین شرکت کا شرف حاصل نہ کرسکے اور درحقیقت وہ کم عمری کی وجہ سے اس کے قابل بھی نہ تھے،

فتوحات شام مین البتہ حصہ لیا، اور حضرت عمرؓ نے ان کو شام کے ایک لشکر کا افسر بنایا، کچھ دنون کے بعد حمص کے حاکم مقرر ہوئے، اور حضرت عمرؓ کی وفات تک اسی منصب پر سرفراز رہے،

وفات، حمص مین انھون نے مستقل اقامت اختیار کرلی تھی، چنانچہ ابن سعد کے خیال کے مطابق امیر معاویہ کے عہد حکومت مین یہین فوت بھی ہوئے،

اولاد، حسب ذیل اولاد چھوڑی، عبد الرحمن، محمد،

فضل وکمال، صحابہ مین فضل وکمال کے لحاظ سے ممتاز سمجھے جاتے تھے، حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے، کاش! مجھکو عمیر جیسے چند آدمی ملجاتے تو اُمور خلافت مین بڑی مدد ملتی" حضرت عمرؓ ان کی قابلیت پر تعجب کرتے تھے، نسیج وحدہ (یکتا و یگانہ) کا لقب اسی حیرت انگیز لیاقت کی وجہ سے دیا تھا،

عبد اللہ بن عمر کہتے تھے کہ عمیر سے بہتر شام مین ایک شخص بھی نہ تھا،

سلسلۂ روایت مین ان سے چند حدیثین مروی ہین، جن کے راوی حسب ذیل حضرات ہین، ابو طلحہ خولانی، راشد بن سعد، حبیب بن عبید، ابو ادریس خولانی، زبیر بن سالم وغیرہ،

اخلاق، اخلاقی حیثیت سے حضرت عمیرؓ نہایت بلند پایہ تھے، زہد وتقوی مین ان کا مثل بمشکل مل سکتا تھا، جوش ایمان اور حب رسول کی دولت صغر سنی ہی سے ملی تھی، چنانچہ غزوۂ تبوک مین جبکہ نہایت خورد سال تھے، اور جہاد مین محض تماشائی کی حیثیت رکھتے تھے، جلاس نے ایک موقع پر کہا کہ "اگر محمد (صلعم) اپنے دعوی مین سچے ہین تو ہم گدھون سے بھی بدتر ہین" تو عمیر نے بلا کسی خیال کے فوراً جواب دیا کہ "وہ ضرور سچے ہین اور تم

یقیناً گدھون سے بدتر ہو"، جلاس کو سخت ناگوار گذرا اور انھون نے عہد کرلیا کہ اب عمیر کی کفالت سے قطع تعلق کرلین گے،

حضرت عمیرؓ نے جلاس کو جواب دیکر آنحضرت صلعم کو بھی خبر کردی، کہ اِس کے چھپانے مین حبط اعمال اور قرآن نازل ہونے کا خوف تھا، آنحضرت صلعم نے عمیر اور جلاس کو بُلا کر واقعہ پوچھا، جلاس نے قطعی انکار کیا، لیکن وحی والہام کی دسترس سے ایک چیز بھی باہر نہین ہوسکتی، چنانچہ اِس سے حضرت عمیرؓ کی اِس سے تائید ہوئی، آنحضرت صلعم نے سر اُٹھا کر یہ آیت پڑھی،

یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر، — یعنے وہ قسم کھا کر کہتے ہین کہ ہم نے کچھ نہین کہا حالانکہ انھون نے کفر کا کلمہ مُنہ سے نکالا تھا،

اور جب

فان یتوبوا الیک خیرالھم — اگر وہ توبہ کرلین تو بہتر ہے،

پر پہونچے تو جلاس نے بے ساختہ کہا کہ مین توبہ کرتا ہون، اِس کے بعد جلاس حقیقی طور پر مسلمان ہوگئے، اور پھر کوئی ناگوار طرزِ عمل اختیار نہین کیا، توبہ قبول ہونے کی خوشی مین عمیر کی کفالت نکرنے کی جو قسم کھائی تھی توڑدی اور پھر ہمیشہ ان کی کفالت کرتے رہے،

آیت اُترنے پر آنحضرت صلعم نے عمیر کا کان پکڑا اور فرمایا لڑکے! تیرے کان نے ٹھیک سُنا تھا،

حضرت عویم بن ساعدہ رضؓ

نام ونسب، عویم نام، ابو عبد الرحمان کنیت، قبیلۂ اوس سے ہین، نسب نامہ یہ ہے، عویم بن ساعدہ بن عائش بن قیس بن نعمان بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس،

اسلام، عقبۂ ثانیہ مین شریک تھے،

غزوات اور عام حالات، حاطب بن ابی بلتعہ سے مواخاۃ ہوئی، بدر، اُحد، خندق اور تمام غزوات مین آنحضرت صلعم کے ہمرکاب رہے،

حضرت ابو بکرؓ کی بیعت مین نمایان حصہ لیا، چنانچہ صحیح بخاری مین حضرت عمرؓ کی زبانی منقول ہو کہ جب ہم لوگ انصار کے اجتماع عام کی خبر سنکر سقیفہ کی طرف چلے تو انصار کے دو صالح شخصون سے ملاقات ہوئی، انھون نے انصار کے اتفاق رائے کا تذکرہ کیا اور پوچھا کدھر کا ارادہ ہی؟ جواب ملا سقیفہ کا، بولے کہ،

لا علیکم الا تقربو ھم اقضوا امرکم — وہان جاکر کیا کروگے؟ تم اپنا کام کرو،

حضرت عمرؓ نے کہا ہم ضرور جائین گے،

یہ دونون بزرگ جیسا کہ دوسری روایتون مین تصریح ہے، عویم اور معن بن عدی تھے،[۲]

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ ان کو انصار کی خلافت منظور نہ تھی، اسی

---

۱ صحیح بخاری صفحہ ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ جلد ۲، ۲ فتح الباری صفحہ ۱۲۳ جلد ۱۲،

وجہ سے وہ مجمع کو چھوڑ کر کسی طرف جارہے تھے،

وفات، خلافت فاروقی مین ۶۵-۶۶ برس کے سن مین انتقال فرمایا، حضرت عمرؓ جنازہ کے ساتھ تھے، فرمایا "دنیامین اس وقت ایک شخص بھی اِن سے بہتر ہونے کا دعوی نہین کرسکتا، رسول اللہ صلعم نے جب کوئی نشان کھڑا کیا عویم ہمیشہ اس کے سایہ مین رہے"،

اولاد، حسب ذیل اولاد چھوڑی، عتبہ، عبیدۃ،

فضل وکمال، ایک حدیث روایت کی جو شرجیل بن سعد اور سالم بن عتبہ کے ذریعہ سے دہی ہے

اخلاق، صفائی وپاکیزگی، طہارت ونظافت کا سخت اہتمام رکھتے تھے، وہ مسلمانون مین پہلے شخص ہین، جنھون نے استنجا مین پانی استعمال کیا، ان کو دیکھکر اور مسلمان بھی اِس پر عمل کرنے لگے، قرآن مجید نے اِس کو بنظر استحسان دیکھا، چنانچہ مسجد قبا کے متعلق جو آیتین نازل ہوئین، اوس مین ایک آیت یہ بھی ہے،

فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین، — اِس مین چند لوگ طہارت کو سخت دوست رکھتے ہین اور اللہ بھی ایسے پاک رہنے والون کو محبوب رکھتا ہے،

آنحضرت صلعم نے ان لوگون سے دریافت کیا کہ طہارت کی وہ کیا صورت ہے جس کی وجہ سے خدا نے تم لوگون کی مدح فرمائی؟ جواب ملا،

نغتسل من الجنابۃ ونستنجی بالماء — "ہم جنابت سے غسل کرتے ہین، اور پانی سے استنجا کرتے ہین،"

ارشاد ہوا کہ یہ طرزِ عمل نہایت پسندیدہ ہے، تم کو اس پر پابند رہنا چاہیئے،

آنحضرت صلعم سے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالی نے آیت مین جن لوگون کی تعریف کی ہے، وہ کون لوگ ہین؟ فرمایا انہین مین ایک نیک مرد عویم

کھی ہے،[1]

بعض روایتون مین ہے،

نعم العبد من عباد اللہ الرجل الصالح من اہل الجنۃ یعنے عویم، خدا کا نیک بندہ اور جنتی شخص ہی،

---

[1] فتح الباری صفحہ ۳۰۳ جلد ۱۲،

"ف"

حضرت فضالہ بن عبیدؓ

نام ونسب، فضالہ نام، ابو محمد کنیت، سلسلۂ نسب یہ ہے، فضالہ بن عبید بن ناقد بن قیس بن صہیب بن اصرم بن جحجبی بن کلفۃ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس[1] والدہ کا نام عقبہ بنت محمد بن عقبہ بن الجلاح انصاریہ،

عبید بن نافذ (حضرت فضالہؓ کے والد) اپنے قبیلہ کے سربرآوردہ شخص تھے، اوس وخزرج کی لڑائی مین نمایان رہے، نہایت شجاع وبہادر تھے، گھوڑ دوڑ کراتے اور اوس مین سب سے بازی لیجاتے، زور وقوت کا یہ حال تھا کہ ایک پتھر دوسرے پر دے مارتے تو آگ نکلنے لگتی، سپہگری کے ساتھ فن شاعری مین بھی کافی ذوق پایا تھا،

اسلام، حضرت فضالہؓ مدینہ مین اسلام کے قدم آتے ہی مسلمان ہو گئے تھے،

غزوات، لیکن کسی وجہ سے بدر مین شریک نہ ہوئے، غزوۂ احد اور باقی تمام غزوات مین آنحضرت صلعم کے ہمرکاب رہے، اور بیعت الرضوان کے واقعہ[2] مین شرکت کا شرف حاصل کیا، عہد نبوت کے بعد شام گئے، اور وہان کی فتوحات مین حصہ لیا، اس کے بعد فتح مصر مین شامل ہوئے، پھر شام آکر مستقل سکونت اختیار کی، اور دمشق مین اپنے رہنے کے لیے مکان بنایا، بعض روایتون مین ہے کہ امیر معاویہ نے بنوا دیا تھا[3]،

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت مین قاضی دمشق حضرت ابو درداؓ نے انتقال فرمایا، تو امیر معاویہ نے وفات سے قبل رائے پوچھی کہ آپ کے بعد قاضی کس کو بنایا جائے؟ فرمایا

[1] اصابہ صفحہ ۲۱۰ جلد ۵، [2] ایضاً، [3] مسند صفحہ ۱۹ جلد ۶،

فضالہ بن عبید کو، حضرت ابو درداؓ فوت ہوئے تو امیر معاویہ نے فضالہ کو بلا کر دارالامار محکمۂ قضا سپرد کیا،

صفین ۳۷ھ مین، امیر معاویہ جناب امیر علیہ السلام کے مقابلہ کو نکلے تو دمشق مین ان ہی کو جانشین بنایا، اِس موقع پر اونھون نے جو الفاظ کہے وہ خاص طور قابل ذکر ہین،

لم احبک بھا ولکن استترت بک من النار، — مین نے آپ کو اپنا جانشین نہین بلکہ جہنم کے مقا مین سپر بنایا ہی،

۴۹ھ مین سلطنتِ روم پر لشکر کشی کی، تو تمام لشکر انھین کی ماتحتی مین دیا، ا بہت سے قیدی پکڑے، اِسی ضمن مین جزیرہ قبرس پر بھی حملہ کیا،

امیر معاویہؓ کی طرف سے درب طرسوس اور بلادِ روم کے درمیانی علاقہ کا نام کے بھی عامل مقرر ہوئے،

وفات، ۵۳ھ مین وفات پائی، امیر معاویہؓ مسند حکومت پر تھے، خود جنازہ اُٹھایا او اون کے بیٹے عبد اللہ سے کہا، میان میری مدد کرو، کیونکہ اب ایسے شخص کے اُٹھانے کا موقع نہ ملے گا، حضرت فضالہؓ دمشق مین دفن ہوئے، مزار مبارک موجود ہے، اور ابتک زیارت گاہِ خلائق ہی،

اولاد، بیٹے کا نام عبد اللہ تھا،

فضل وکمال، ایوانِ حکومت کے ساتھ، مجلس علم مین بھی مرجع انام تھے، لوگ دور دراز سے حدیث سننے آتے تھے، ایک شخص اِسی غرض سے اون کے پاس مصر پہونچا تھا،

---

[۱] استیعاب صفحہ ۵۳۱ جلد ۲، [۲] مسند صفحہ ۱۰ جلد ۶، [۳] مسند صفحہ ۱۰ جلد ۶، [۴] مسند صفحہ ۲۰ جلد ۶، [۵] مسند صفحہ ۱۸ جلد ۶، [۶] مسند صفحہ ۲۲ جلد

جو شخص رسول اللہ صلعم کے شرف صحبت سے مشرف اور حضرت عمرؓ اور ابو درداؓ جیسے اساطین امت سے مستفیض ہوا ہو، اس کے فضل و کمال کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے، دار السلطنت دمشق کی قضا کے لیئے منتخب ہونا، اور حضرت ابو درداؓ جیسے بزرگ کی رائے سے منتخب ہونا، ان کی قابلیت کی سب سے بڑی سند ہی، لیکن باانیہمہ فضل و کمال، صرف ۵۰ حدیثین ان کے سلسلہ سے ثابت ہین، راویون کے نام حسب ذیل ہین،

حنش صنعانی، عمرو بن مالک الجنبی، عبد الرحمن بن جبیر، عبد الرحمن بن محیریز، ابو علی ثمامہ بن شفی، علی بن رباح، محمد بن کعب القرظی، عبد اللہ بن عامر یحصبی، سلمان بن سنجر، عبد اللہ بن محیریز، میسرۃ، ابو یزید خولانی،

اخلاق، احکام رسول کی تعمیل اور پابندی سنت، ہر کام مین خیال رکھتے تھے، غزوۂ روم مین ایک مسلمان کا انتقال ہوا تو فضالہ نے حکم دیا کہ ان کی قبر زمین کے برابر بنائی جائے کیونکہ آنحضرت صلعم یہی فرمایا کرتے تھے[۱]، ان کے علاوہ جو مسلمان روم مین شہید ہوئے تھے، سب کی قبرین اسی طرح بنوائین[۲]،

ایک شخص مصر آیا اور حدیث سننے کے لیئے ملاقات کی تو دیکھا کہ پراگندہ سر اور برہنہ پا ہین، بڑا تعجب ہوا، اور بولا کہ امیر شہر ہو کر یہ حالت؟ فرمایا ہم کو آنحضرت صلعم نے زیادہ تن آسانی اور بناؤ سنگھار کی ممانعت کی ہی، اور کبھی کبھی ننگے پیر رہنے کو بھی فرمایا ہی[۳]،

---

[۱] مسند صفحہ ۱۸ جلد ۶، [۲] مسند صفحہ ۲۱ جلد ۶، [۳] مسند صفحہ ۲۲ جلد ۶،

"ق"

حضرت قتادہ بن نعمانؓ

نام و نسب، قتادہ نام، ابو عمر کنیت، قبیلۂ اوس کے خاندان ظفر سے ہین، نسب نامہ یہ ہے:
قتادہ بن نعمان بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر (کعب) بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس، ماں کا نام انیسہ بنت قیس تھا، جو قبیلۂ نجار سے تھین اور حضرت ابو سعید خدری کی والدہ ہوتی تھین، اس بنا پر قتادہ اور ابو سعید اخیافی بھائی تھے،

اسلام، عقبۂ ثانیہ مین بیعت کی[1]،

غزوات، بدر مین شریک تھے[2]، غزوۂ احد مین حیرت انگیز صبر و استقلال کا اظہار کیا، میدان مین داد شجاعت دے رہے تھے، کہ کسی مشرک نے آنکھ پر حملہ کیا، آنکھ باہر نکلکر رخسار تک لٹک آئی، لوگون نے کہا اس کا کاٹ دینا بہتر ہی، بولے رسول اللہ صلعم سے مشورہ کر لو، آپ نے فرمایا نہین، اور خود دست مبارک سے آنکھ کو اوس کی جگہ پر لگا دیا، اور دعا کی اللھم اکسھا جمالا! خدا کی شان! کہ یہ آنکھ نہایت خوبصورت اور تیز تھی، ان کی اولاد مین کسی شخص نے اس واقعہ کو دو شعرون مین نظم کر دیا ہی[3]،

انا ابن الذی سالت علی الخد عینه   فردت بکف المصطفیٰ احسن الرد

فعادت کما کانت لاول امرھا   فیا حسن ما عین ویا حسن مارد

بعض لوگون نے اس کو جنگ بدر کا واقعہ قرار دیا ہی، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ اُحد کا واقعہ تھا، امام مالک، دارقطنی، بیہقی، اور حافظ ابن عبد البر نے اسی رائے کو ترجیح دی ہی،

[1] اسد الغابہ صفحہ ۱۹۵ جلد ۴، [2] صحیح بخاری صفحہ ۵۷۴ جلد ۲، [3] اسد الغابہ صفحہ ۱۹۶ جلد ۴،

فتح مکہ مین بنو ظفر کا علم ان کے پاس تھا[1]،

غزوۂ حنین مین ثابت قدم رہے تھے

سنہ ۱۱ھ مین آنحضرت صلعم نے اسامہ بن زید کی ماتحتی مین ایک لشکر روانہ کیا تھا، تمام اکابر مہاجرین اور انصار اس مین شریک تھے، حضرت قتادہؓ بھی اس مین شامل تھے[2]،

وفات۔ سنہ ۲۳ھ مین انتقال کیا، حضرت عمرؓ اس وقت مسند خلافت پر متمکن تھے، انھون نے نماز جنازہ پڑھائی، حضرت عمرؓ، ابوسعید خدری اور محمدؓ بن مسلمہ قبر مین اُترے، وفات کے وقت ۶۵ سال کا سن تھا،

اہل وعیال۔ اولاد کے نام یہ ہین، عمر، عبید،

بیوی کا نام معلوم نہین، اتنا معلوم ہے کہ ان سے نہایت محبت کرتے تھے[3]، غزوۂ احد سے قبل شادی کی تھی[4]،

فضل وکمال۔ فضلائے صحابہ مین تھے[5]، ان سے خود صحابہ استفسار کرتے تھے، حضرت ابو قتادہ[6] اور ابو سعید[7] خدری کے استفتے کتب حدیث مین منقول ہین،

مرویات کی تعداد ۷ ہے، ان مین سے ایک مین بخاری منفرد ہین،

راویون مین حضرت ابو سعید خدری، حضرت حذیفہ اور حضرت محمود بن لبید جیسے اکابر صحابہ کا نام داخل ہے،

اخلاق۔ بیاض اخلاق مین زہد کا عنوان نہایت جلی ہے،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۱۹۶ جلد ۴، [2] طبقات ابن سعد صفحہ ۱۳۶، [3] استیعاب صفحہ ۵۲۵ جلد ۲، [4] ایضاً، [5] اسد الغابہ ۱۹۶ جلد ۴، [6] مسند صفحہ ۱۵ جلد ۲، [7] صحیح بخاری صفحہ ۱۰۵ جلد ۲

ایک مرتبہ قل ہو اللہ پڑھنے مین تمام رات بسر کردی[1]،

ایک روز افق پر ابر محیط تھا، اور رات نہایت تیرۂ و تاریک تھی، آنحضرت صلـ
مسجد مین نماز عشا کے لئے تشریف لائے، حضرت قتادہؓ بھی آئے، بجلی چمکی تو فرمایا "قتادہ
کیا ہے"؟ عرض کی کہ آج لوگ کم آئین گے، اسلئے قصد کرکے حاضر ہوا ہون[2]، اِس وا
امام احمد نے بھی درج کیا ہے،

---

[1] مسند ابوسعید خدری صفحہ ۱۵ جلد ۳، [2] اصابہ صفحہ ۲۳۰ جلد ۵،

حضرت قیس رض بن سعد بن عبادہ

نام و نسب، قیس نام، ابو الفضل کنیت، خاندانِ ساعدہ (قبیلۂ خزرج) کے معزز رکن اور حضرت سعد بن عبادہ رض سردار خزرج کے فرزند ارجمند ہین، سلسلۂ نسب، پدر گرامی کے حالات مین بیان ہو چکا، والدۂ ماجدہ کا نام فکیہہ بنت عبید بن دلیم تھا، اور ان کے والد بزرگوار کی بنت عم تھین،

اجداد گرامی، مدینہ کے مشہور مخیر اور رؤسائے اعظم گذرے ہین، والد ماجد قبیلۂ خزرج کے سردار اور صحابیت کے شرف سے ممتاز تھے، آل ساعدہ کا یہ نامور اسی سپہر برین کا آفتاب عالمتاب تھا،

اسلام، ہجرت نبوی سے قبل مذہب اسلام سے مشرف ہوئے،

غزوات، تمام غزوات مین شرکت کی، جیش الخبط مین کہ رجب ۸ھ مین ہوا شریک تھے، یہ غزوہ مسلمانون کے لیئے سرتاپا امتحان و آزمائش تھا، ۳۰۰ آدمیون کو لیکر جن مین حضرت ابو بکر رض اور عمر بھی تھے، حضرت ابو عبیدہ رض ساحل کی طرف گئے، وہان ۱۵ روز قیام رہا، زاد راہ ختم ہو چکا تھا، اور تمام لشکر بے آب و دانہ تھا، لوگ پتے جھاڑ جھاڑ کر کھاتے تھے، قیس نے یہ دیکھکر ۳ اونٹ قرض لیئے اور اون کو ذبح کرایا، اسی طرح ۳ مرتبہ مین ۹ اونٹ قرض لیکر ذبح کیئے اور تمام لشکر کے قوت کا سامان مہیا کیا، حضرت ابو عبیدہ رض نے یہ دیکھکر کہ زیادہ زیر بار ہو رہے ہین منع کیا،[1]

---

[1] بخاری صفحہ ۶۲۵ و ۶۲۶ جلد ۲،

حضرت ابوبکر و عمرو نے کہا کہ ان کو روکا جائے، ورنہ اپنے باپ کا مال اسی طرح اُڑا ڈالین گے، غزوہ سے واپس ہوکر لوگون نے آنحضرت صلعم سے ذکر کیا، فرمایا کہ سخاوت اور فیاضی اِس گھرانے کا خاصہ ہی[1]،

غزوہ فتح مین رسول اللہ صلعم کے ہمرکاب تھے، سعد بن عبادہ سے جب آنحضرت صلعم نے جھنڈا لیا تو انھین کو عطا کیا[2] تھا،

غزوات کی علمبرداری کے علاوہ، وہ خلافت آلہی کے ایک ضروری رُکن تھے، خلافت کا نظام جن ارکان سے قائم تھا، حضرت قیسؓ انھین مین کے ایک تھے،

حضرت انس بن مالک فرماتے ہین،

ان قیس بن سعد کان یکون بین یدی النبی صلعم بمنزلۃ صاحب الشرطۃ من الامیر[3]	یعنے قیس کا دربار رسالت مین وہ درجہ تھا جو کسی بادشاہ کے یہان پولیس کے افسر اعلی کا ہوتا ہی،

جناب امیر علیہ السلام کی بارگاہ مین ان کو خاص خصوصیت حاصل تھی، مسند خلافت پر جلوس فرما ہوئے تو ان کو مصر کا والی مقرر کیا، امیر معاویہ نے ہرچند کوشش کی لیکن ناکامیاب رہے، اور مصر مین کسی قسم کی شورش نہ ہوسکی، آخر کو فیون کو اُٹھا کر حضرت علی سے قیس کی معزولی کا فرمان بھجوایا، اور محمد بن ابی بکر والی ہوکر مصر گئے، لیکن مصر کی حکومت ان کے بس کی نہ تھی، امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کی حکمت عملی نے بدامنی کا ایک طوفان کھڑا کردیا، جس سے سد خلافت ٹکرا کر پاش پاش ہوگئی[4]،

حضرت قیس، مصر سے مدینہ چلے آئے، یہان مروان موجود تھا، اس نے دھمکی دی

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۱۵ جلد ۴، [2] استیعاب صفحہ ۵۳۹ جلد ۲، [3] ایضاً، [4] صحیح بخاری صفحہ ۱۰۵۹ جلد ۲، [5] اصابہ صفحہ ۲۵۵ جلد ۵،

مجبور ہو کر کوفہ گئے، اور جناب امیرؑ کے ساتھ بود و باش اختیار کی،

اسی زمانہ مین صفین کا واقعہ پیش آیا، حضرت قیس اس مین شریک ہوئے، اور یہ اشعار پڑھے،

هذا اللواء الذی کنا نحف به — مع النبی وجبریل لنا مدد

ما ضر من کانت الانصار عیبته — ان لا یکون له من غیرهم احد

قوم اذا حاربوا طالت اکفهم — بالمشرفیة حتی یفتح البلد

اس سے قبل جنگ جمل مین بھی حصہ لے چکے تھے،

جنگ نہروان مین اپنی تمام قوم کے ساتھ شامل تھے، ابتداءً اتمام حجت کے لیے جناب امیر علیہ السلام نے حضرت ابو ایوبؓ انصاری اور قیسؓ کو خوارج کے لشکر مین بھیجا، عبداللہ بن سنجر خارجی سے گفتگو ہوئی، اوس نے کہا کہ آپ کی اتباع منظور نہین، ہان عمر بن خطاب جیسا کوئی شخص ہو تو اوس کو خلیفہ بنا سکتے ہین، قیس نے جواب دیا کہ ہم مین علی بن ابی طالب ہین، تم مین کوئی اس مرتبہ کا ہو تو پیش کرو، بولا ہم مین کوئی نہین، فرمایا تو پھر اپنی جلد خبر لو، مین دیکھتا ہون کہ فتنہ تمہارے دلون مین آشیانہ بنا رہا ہے،

لڑائی کے بعد بھی جناب امیرؑ کے وفادار دوست رہے، ۴۰؁ھ مین جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے اور عنان خلافت امام حسن علیہ السلام کو تفویض ہوئی، قیس ان کے بھی دست و بازو رہے، امیر معاویہ نے جناب امیر کی خبر شہادت سنکر ایک لشکر بھیجا تھا، قیس ۵ ہزار آدمیون کو لیکر جن کے سر منڈے ہوئے تھے اور موت پر بیعت کر چکے تھے، شامی لشکر کا آگا روکنے کے لئے انبار پہونچے، امیر معاویہ نے انبار کا محاصرہ کیا،

لہ اسد الغابہ صفحہ ۲۱۶ جلد ۴،

اسی اثنا، بین فریقین بین صلح ہو گئی، اور امام حسن نے قیس کو خط لکھا کہ "شہر معاویہ کے سپرد کر کے میرے پاس مدائن چلے آؤ،" خط پہنچا تو نہایت برہم ہوئے اور امام حسن کو سخت و سست کہا، پھر سب کو جمع کر کے ایک خطبہ دیا، اور کہا کہ "دو باتون بین سے ایک اختیار کرو، قتال بلا امام یا اطاعت معاویہ" سب نے باتفاق کہا کہ جنگ کے بجائے امن اچھا ہے ہم سب امیر معاویہ کی بیعت بین داخل ہوتے ہین، قیس نے اِن لوگون کے لیئے امیر سے امان طلب کی اور سب کو لیکر مدائن چلے آئے،

یہان سے مدینہ کا رخ کیا، ساتھیون کے لیئے خود اپنے اونٹ ذبح کراتے تھے، مدینہ پہونچنے تک ایک اونٹ روزانہ ذبح کرایا،

مدینہ آکر گوشہ تنہائی اختیار کیا، اور عبادت الٰہی مین مصروف ہوئے، یہانتک کہ انکا مقررہ وقت آگیا،

وفات، ۶۰ھ مین انتقال کیا، یہ امیر معاویہ کی حکومت کا اخیر زمانہ تھا، کچھ دنون بیمار رہے، اہل مدینہ کثرت سے اِن کے قرضدار تھے اسلیئے عیادت کو آتے ہوئے شرماتے تھے، انھون نے اعلان کرادیا کہ جس پر جتنا قرض ہی، مین معاف کرتا ہون، اِس خبر کے مشہور ہوتے ہی تمام شہر اُمنڈ آیا، حضرت قیسؓ بالاخانہ پر تھے، لوگون کی کثرت ہوئی کہ آمد و رفت مین کوٹھے کا زینہ ٹوٹ گیا،

اہل وعیال، لڑکے کا نام عامر تھا[۱]، اپنے والد سے حدیث روایت کی ہی،

حلیہ، حلیہ یہ تھا، قد لمبا، بدن دوہرا، خوبصورت اور شکیل تھے، چہرہ پر ایک بال نہ تھا، اسلیئے انصار ظرافت مین کہا کرتے تھے، کہ کاش اِن کے لیئے ایک ڈاڑھی خرید لیجاتی

---

[۱] مسند صفحہ ۴۲۲ جلد ۳،

قد اتنا لمبا تھا کہ گدھے پر سوار ہوتے تو پیر زمین پر لٹکتے تھے،

فضل وکمال، فضلائے صحابہ مین تھے، اشاعتِ حدیث، خاص نصب العین تھا، مصر مین جب امیر ہو کر گئے، تو بعض حدیثین منبر پر بیان کین[1]،

مسائل مین غور و فکر اور تحری سے کام لیتے تھے،

ایک شخص نے صدقۂ فطر کی بابت سوال کیا، فرمایا زکوٰۃ سے پیشتر آنحضرت صلعم نے اس کا حکم دیا تھا، جب زکوٰۃ مقرر ہوگئی تو نہ حکم دیا اور نہ منع فرمایا، اسی بنا پر ہم لوگ ابتک ادا کرتے ہین[2]، -

راویانِ حدیث اور تلامذۂ خاص مین اصحاب ذیل کا نام لیا جاسکتا ہی،

حضرت انس بن مالک رضؓ، ثعلبہ بن ابی مالک، ابومیسرۃ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، ابوعمار غریب بن حمید ہمدانی، شعبی، عمرو بن شرحبیل وغیرہ،

اخلاق وعادات، گلستان سیرت، نسیم اخلاق سے شگفتہ ہی، خدمتِ رسول، زہد واتقاء، ادب نبوت، جود وسخا، رائے وتدبیر، شجاعت وبسالت، ہر دلعزیزی اور بے تعصبی، اس نوبادۂ ساعدہ کے گلہائے شگفتہ ہین،

رسول اللہ صلعم کی خدمت دین ودنیا کی سعادت ہی، تمام صحابہ اس شرف عظیم کے لیے جد وجہد کرتے تھے، لیکن۔ ع

این سعادت بزور بازو نیست

حضرت قیس رضؓ کو یہ شرف بھی حاصل تھا، مسند ابن حنبل مین ہی،

ان اباہ دفعہ الی النبی صلعم یخدمہ[3] یعنے ان کے باپ حضرت سعدؓ نے ان کو آنحضرت صلعم کے

[1] مسند صفحہ ۴۲۲ جلد ۳، [2] ایضاً صفحہ ۶ جلد ۶، [3] ایضاً صفحہ ۴۲۲ جلد ۳،

حوالہ کیا کہ ان سے کام لیا کریں،

زہد کا یہ حال تھا کہ امام حسن علیہ السلام کے زمانۂ خلافت کے بعد بالکل عزلت نشین ہو گئے تھے، اکثر عبادت کیا کرتے تھے،

فرائض سے گذر کر نوافل تک نہایت پابندی سے ادا ہوتی تھیں، یوم عاشورہ کا روزہ نفل ہی، رمضان کے روزوں سے قبل تمام صحابہ رکھتے تھے، روزۂ رمضان فرض ہونے کے بعد اس کی ضرورت باقی نہ رہی، تاہم حضرت قیسؓ ہمیشہ عاشورے کے دن روزہ رکھا کرتے تھے[1]،

حامل رسالت کے ادب واحترام کا یہ حال تھا کہ ایک بار آنحضرت صلعم سعد بن عبادہ کے مکان تشریف لے گئے، واپسی کے وقت سعد نے اپنا گدھا منگایا اور اس پر چادر بچھوائی، اور قیسؓ سے کہا کہ تم آپ کے ساتھ ساتھ جاؤ، قیس چلے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ، انھوں نے انکار کیا، ارشاد ہوا کہ سوار ہو یا واپس جاؤ، حضرت قیس آنحضرت صلعم برابر بیٹھنا خلاف ادب سمجھتے تھے، اسلیئے واپس آئے[2]،

جود وسخا، فیاضی وکرم اِن کی زندگی کا روشن ترو صف ہی، اسماء الرجال کے مصنفین لکھتے ہیں،

کان من کرام اصحاب النبی صلعم واسخیائھم — یعنی وہ صحابہ میں نہایت کریم اور سخی تھے،

سخاوت ایک حد تک تو فطری تھی، یعنے طبعًا فیاض پیدا ہوئے تھے، لیکن اس میں ملک کی آب وہوا، والدین کے طرز بود وماند، اور خاندان کی قدیم خصوصیات کو بڑی حد تک دخل تھا،

---

[1] مسند صفحہ ۴۲۲ جلد ۳، [2] ایضًا صفحہ ۴۲۱ جلد ۳،

جیش الخبط کے معرکہ مین جب مدینہ آکر اپنے والد سے لوگون کی فاقہ مستی کا حال بیان کیا تو انھون نے فرمایا کہ اونٹ ذبح کراتے، جواب دیا کہ مین نے ایسا ہی کیا، دوسرے فاقہ کا حال کہا تو بولے کہ پھر ذبح کراتے، عرض کیا کہ یہی کیا تھا، اسی طرح چوتھی مرتبہ کی بھوک اور شدت سُنکر فرمایا کہ پھر ذبح کراتے، بولے کہ پھر مجھے روک دیا گیا،[1]

اسی غزوہ مین حضرت ابوبکر و عمرؓ نے جو جملہ ان کے متعلق استعمال کیا تھا، اسکی خبر سعد بن عبادہ کو ہو بچ گئی، وہ رسول اللہ صلعم کے پیچھے آکر کھڑے ہوئے، اور کہا کہ ابن ابو قحافہ اور ابن خطاب کی طرف سے کوئی جواب دے، وہ میرے بیٹے کو بخیل کیون بنانا چاہتے ہین،[1]

جس شخص کا باپ اتنا دریا دل ہو، اس کی فیاضی کی کیا انتہا ہو سکتی ہے مصنف اسد الغابہ لکھتے ہین،

واما جودہ فلہ فیہ اخبار کثیرۃ لا نطول بذکرہا[2]،

یعنے اِن کی سخاوت کے قصے کثرت سے مشہور ہین، ہم انکا ذکر طوالت کے خوف سے قلم انداز کرتے ہین،

کثیر بن صلت، امیر معاویہ کے قرضدار تھے، انھون نے مروان کو لکھا کہ کثیر کا مکان تم خرید لو، اگر نہ دین تو روپیون کا مطالبہ کرنا، روپیہ تو خیر، ورنہ مکان فروخت ڈالنا، مروان نے کثیر کو بُلا کر اس واقعہ سے آگاہ کیا اور ۳ روز کی مہلت دی، کثیر کو مکان بیچنا منظور نہ تھا، روپیون کی فکر کی، لیکن ۳۰ ہزار کی کمی باقی تھی، سخت پریشان تھے کہ کہان سے پوری ہو، اتنے مین قیس کا خیال آیا، ان کے مکان پہنچے، اور ۳۰ ہزار قرض مانگا، انھون نے فوراً دیدیا، چنانچہ مروان کے پاس روپئے لیکر آئے، اوس کو رحم آگیا،

[1] صحیح بخاری صفحہ ۶۲۶ جلد ۲ [2] اسد الغابہ صفحہ ۲۱۵ جلد ۴ [3] ایضاً صفحہ ۲۱۶

اور مکان اور روپئے دونون ان کے حوالے کیے، وہان سے اُٹھکر قیس کے پاس پہنچے اور ۳۰ ہزار کی رقم پیش کی، انھون نے قبول کرنے سے انکار کیا، اور کہا کہ جو چیز ہم دیدیتے ہین اوس کو پھر واپس نہین لیتے،[1]

ایک ضعیفہ اپنی مفلوک الحالی اور فقر کی شکایت لیکر آئی، اور کہا کہ میرے گھر مین چوہے نہین ہین (یعنے اناج نہین، جس سے چوہے آئین) فرمایا سوال نہایت عمدہ ہے اچھا جاؤ اب تمھارے گھر مین چوہے ہی چوہے نظر آئین گے، چنانچہ اس کا گھر غلہ اور روغن اور دوسری کھانے کی چیزون سے بھروادیا،[2]

آبائی جائداد مین نہایت استغنا اور سیر چشمی ظاہر کی، حضرت سعد رضی اللہ عنہ شام روانہ ہوتے وقت اپنی تمام جائداد، اولاد پر تقسیم کر گئے تھے، ایک لڑکا ان کی وفات کے بعد پیدا ہوا، اس کا حصہ انھون نے نہین لگایا تھا، حضرت ابو بکر و عمر نے قیس کو مشورہ دیا کہ اس تقسیم کو فسخ کر کے، از سر نو حصے لگائین، اُنھون نے کہا کہ میرے باپ جس طرح حصے لگا گئے ہین، بدستور باقی رہین گے، باقی میرا حصہ موجود ہے وہ مین اوس کو دیئے دیتا ہون[3]

رائے و تدبیر مین تمام عرب مین انتخاب تھے، مصنف اسد الغابہ لکھتے ہین،

کانوا یعدون دھاۃ العرب حین ثارت الفتنۃ	یعنے ایام فتنہ مین عرب مین چال اور حکمت عملی
خمسۃ رھط، یقال لھم ذوو رای العرب ومکیدتھم	پانچ شخص تھے، معاویہ، عمرو، قیس، مغیرہ
معاویۃ وعمرو بن العاص وقیس بن سعد والمغیرۃ	عبد اللہ، ان مین عبد اللہ بن بدیل اور قیس
بن شعبۃ وعبد اللہ بن بدیل بن ورقاء[4]	جناب امیر کے ساتھ، اور عمرو، معاویہ کے ساتھ
" " " "	اور مغیرہ طائف مین عزلت نشین ہو گئے تھے،

[1] استیعاب صفحہ ۵۳۹ جلد ۲، [2] ایضاً [3] ایضاً [4] اسد الغابہ صفحہ ۲۱۵ جلد ۴،

ہوشیاری اور چالاکی کا یہ عالم تھا کہ جب تک وہ مصر کے والی رہے، امیر معاویہ ور عمرو کی کوئی حکمت کارگر نہ ہوئی، وہ کہتے ہین،

الا الاسلام لمکرت مکرا لا تطیقہ العرب! یعنے اگر اسلام نہ ہوتا تو مین ایسا مکر کرتا جس سے تمام عرب عاجز آجاتا،

اپنی قوم مین نہایت ہر دلعزیز اور تمام انصار پر حاوی تھے،

حبیب بن مسلمہ، فتنۂ اولی (قتل حضرت عثمانؓ) کے زمانہ مین گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آئے، اور کہا کہ اسی گھوڑے پر سوار ہو جائیے، خود زین سے ہٹ گئے، قیس نے اس بنا پر آگے بیٹھنے سے انکار کیا، کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ آگے خود جانور کے مالک کو بیٹھنا چاہیئے، حبیب نے کہا یہ مین بھی جانتا ہون، لیکن آپ کے پیچھے بیٹھنے مین مجھکو اطمینان نہین[1]،

نہایت درجہ بے تعصب تھے، قادسیہ مین سہل بن حنیف کے ساتھ بیٹھے تھے، ایک جنازہ گذرا تو جیسا کہ مسلمانون کا عام قاعدہ تھا، کھڑے ہو گئے، لوگون نے کہا آپ ناحق کھڑے ہوئے، وہ ایک ذمی کا جنازہ تھا، حضرت قیسؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم بھی ایک یہودی کے جنازہ کے لئے اُٹھے تھے، جب واقعہ معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا کیا مضائقہ؟ آخر وہ بھی تو ایک جان ہے[2]،

شجاعت و بسالت کا تذکرہ غزوات مین آچکا ہے، اس بنا پر اس کا اعادہ چندان ضرور نہین،

---

[1] مسند صفحہ ۴۲۲ جلد ۳، [2] ایضاً صفحہ ۶ جلد ۶،

حضرت قرظہؓ بن کعب

نام ونسب، قرظہ نام، ابو عمرو کنیت، قبیلۂ حارث بن خزرج سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی۔ قرظہ بن کعب بن کعب بن ثعلبہ بن عمرو بن کعب بن الاطنابۃ، بعض لوگون اس طرح لکھا ہے، قرظہ بن عمرو بن کعب بن عمرو بن عائذ بن زید مناۃ بن مالک بن ثعلبہ کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج،

مان کا نام خلیدہ بنت ثابت بن سنان تھا،

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات اور عام حالات، غزوۂ اُحد، غزوۂ خندق اور تمام غزوات مین شرکت کی، عہد صدیقی مدینہ مین گذرا، حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت مین عمار بن یاسر کے ساتھ کوفہ آئے اور یہین مقیم ہوئے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ایام حکومت مین مسلمۂ کذاب کے نبوت کے ایک دوست کو جو ابن النواحہ کے نام سے مشہور تھا کوفہ مین قتل کیا،

۲۳ھ (خلافت فاروقی) مین رے کی مہم سر کی، جناب امیر علیہ السلام جنگ جمل کے لیے روانہ ہوئے، تو ان کو کوفہ پر جانشین بنایا، اور جب صفین کے لیے نکلے تو ان کو ہمراہ لیگئے اور ابو مسعود بدری کو کوفہ پر چھوڑا،

اِس زمانہ مین ان کے علاقہ کا ایک واقعہ تاریخون مین مذکور ہے، ذمیون کی ایک نہر خشک ہو کر مٹ رہی تھی، اور ذمی پانی نہ ہونے کی وجہ سے اِس مقام کو چھوڑنا چاہتے تھے، جناب امیر علیہ السلام کے پاس ایک وفد بھیجا، اور حالات گوش گذار کئے،

آپ نے قرظہ کو ایک خط لکھا جو بجنسہ تاریخ یعقوبی مین درج ہی، ہم اُس کے بعض فقرے اس مقام پر نقل کرتے ہین،

انظر انت وھم ثم اعمروا واصلحوا النھر فلعمری لان یعمروا احب الینا من ان یخرجوا وان یعجزوا او یقصروا فی واجب من صلاح البلاد، (۲۴۰ ج ۲)

تم اور وہ (ذمی) ملکر اس معاملہ پر غور کرو، ان کے آباد رہنے کی فکر رکھو، اور نہر درست کرادو خدا کی قسم مین انکا آباد رہنا زیادہ پسند کرتا ہون، اونکا عاجز آکر بھاگ جانا یا زمین اور آبادی کی سعی فلاح مین ناکام رہنا مجھے منظور نہین،

وفات، حضرت علی علیہ السلام کے عہد خلافت مین انتقال فرمایا، جناب امیر نے نماز جنازہ پڑھی، اہل کوفہ کو ان کی وفات کا سخت صدمہ ہوا، چنانچہ بزم ماتم قائم ہوئی، اور ہر طرف کہرام مچ گیا، کوفہ مین یہ بالکل نئی بات تھی، ابوحاتم رازی، ابن سعد، ابن حبان، اور قاضی ابن عبدالبر کا یہی خیال ہی،

لیکن صحیح مسلم مین اس کے خلاف روایت آئی ہی، اس بنا پر بعض لوگون نے انکا سنہ وفات خلافت علویہ کے بجائے عہد معاویہ قرار دیا ہی، صحیح مسلم مین ہی کہ قرظہ بن کعب پر کوفہ مین نوحہ کیا گیا، تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا، آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ جس پر نوحہ کیا جائے اوس کو قیامت کے دن عذاب دیا جائیگا، اس روایت مین چند امور قابل لحاظ ہین،

۱۔ مغیرہ بن شعبہ کے کوفہ مین موجود ہونے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ امیر معاویہ کا عہد خلافت تھا، اور مغیرہ کوفہ کے والی تھے، کیونکہ جناب امیر اور امیر معاویہ کے ایام جنگ مین مغیرہ طائف مین عزلت نشین تھے، حضرت علی کے انتقال کے بعد کوفہ آئے

اور امام حسن سے صلح کے بعد امیر معاویہ نے اِن کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا،

۲- صحیح مسلم کی ایک روایت مین تصریح ہے کہ مغیرہ اِس زمانہ مین امیر کوفہ

۳- ترمذی مین ہی کہ مغیرہ نے منبر پر چڑھکر خطبہ دیا اور رونے کی ممانعت

حدیث پڑھی،

۴- صحیح بخاری کتاب العلم مین ہی کہ مغیرہ نے بحالتِ امارت، خلافت معاویہ

مین انتقال کیا،

۵- مغیرہ کی امارت کوفہ ۵۰ھ مین تھی،

اِن تمام روایتون کے ملانے سے معلوم ہوتا ہی کہ امیر معاویہ کے عہد مین انکا انتقال

ہوا، یہی وجہ ہی کہ ابن سعد نے طبقات الکوفیین مین پہلی روایت کو لیا ہی، دوسری

اِس سے ہٹکر لکھتے ہین، مات بالکوفۃ والمغیرۃ وال علیہا،

حافظ ابن حجر نے تہذیب مین ایک احتمال پیدا کیا ہی، یعنے یہ کہ صحیح مسلم کی

روایت مین جو واقعہ ہی ضرور نہین کہ امارت مغیرہ کا ہو، ممکن ہے کہ مغیرہ امیر نہو

اور یہ جملہ عہد امیر مین کہا ہو، لیکن یہ کسی طرح صحیح نہین، مسلم کی دوسری روایت مین اس

تصریح موجود ہی، اِس کے علاوہ جیسا کہ ہم نے اوپر لکھدیا ہی، امیر علیہ السلام کے عہد

مغیرہ سرے سے کوفہ مین موجود ہی نہ تھے،

فضل وکمال، فضلائے صحابہ مین تھے، حضرت عمرؓ نے عمار بن یاسر والی کوفہ کے ہمراہ

انصار کے دس بزرگون کو تعلیم فقہ کے لیے بھیجا تھا، قرظہ بھی انہین مین تھے،

آنحضرت صلعم اور حضرت عمرؓ سے چند روایتین کین، عامر بن سعد بجلی اور امام

شعبی ان کے مسندِ فیض کے حاشیہ نشین ہین،

اخلاق، | مقدس اور عالی مرتبہ ہونے کے باوجود زندہ دل تھے، ان کے ہان شادی تھی، لڑکیان گارہی تھین، اور یہ، ابومسعود اور ثابت بن یزید کے ساتھ بیٹھے گانا سُن رہے تھے، عامر بن سعد نے کہا آپ لوگ صحابی ہوکر گانا سنتے ہین، فرمایا آنحضرت صلعم نے ہم کو شادی مین گانے، اور موت مین نوحہ کے بغیر رونے کی اجازت دیدی ہی،[1]

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۰۲ جلد ۴،

حضرت قطبہ رضؓ بن عامر

نام ونسب، قطبہ نام، ابوزید کنیت، قبیلۂ خزرج سے ہین، نسب نامہ یہ ہی، قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ،

اسلام، عقبہ اولی مین مسلمان اور عقبۂ ثانیہ مین شریک ہوئے،

غزوات، بدر، اُحد اور تمام غزوات مین آنحضرت صلعم کے ہمرکاب تھے، غزوۂ بدر مین نہایت پامردی اور جانبازی سے لڑے مسلمانون اور کفار کی صفون کے درمیان ایک پتھر پھینکا اور کہا کہ جب تک یہ نہ بھاگے گا مین بھی نہ بھاگون گا،، غزوۂ اُحد مین ۹ زخم کھائے اور فتح مکہ مین بنو سلمہ کی علمبرداری کا فخر حاصل کیا،

وفات، حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت مین وفات پائی،

اخلاق، سنت نبوی پر چلنے کی سخت کوشش کرتے تھے، زمانۂ جاہلیت مین انصار احرام باندھکر دروازون سے گھر کے اندر نہ آتے تھے، قریش مین بھی یہی دستور تھا لیکن چند قبائل مستثنیٰ تھے، ایک روز احرام کی حالت مین آنحضرت صلعم کسی باغ مین داخل ہوئے، اور صحابہ بھی ساتھ تھے، قطبہ بھی دروازہ سے اندر چلے گئے، لوگون نے کہا یارسول اللہ یہ فاجر آدمی ہی، آنحضرت صلعم نے فرمایا تم کو یہ لوگ فاجر کہتے ہین، جب احرام باندھے تھے تو پھر اندر کیون آئے؟ جواب دیا آپ کے ساتھ چلا آیا، فرمایا مین احمسی ہون، عرض کی دینی دینک جو آپ کا دین ہی وہی میرا بھی ہی، کلام مجید نے اس خیال کی تائید کی، اور یہ آیت اُتری،

لیس البر بان تاتو االبیوت من ظهورها — یہ کوئی نیکی نہین کہ تم گھرون مین پیچھے سے آتے ہو،

اِس آیت کے بموجب انصار کی ایک قدیم رسم جو بالکل حماقت پر مبنی تھی، منسوخ ہو گئی، لیکن جس شخص نے سب سے پہلے اِس کو ترک کیا وہ حضرت قطبہ رضؓ تھے، اور اسلیئے

من سن بسنہ حسنۃ الخ کے وہی مصداق کہے جا سکتے ہین،

* * *

"ک"

حضرت کعبؓ بن مالک

نام و نسب، کعب نام، ابو عبد اللہ کنیت، بنو سلمہ سے ہین، نسب نامہ یہ ہی، کعب بن مالک بن ابی کعب عمرو بن قین بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد ابن سارده بن یزید بن جشم بن خزرج، والدہ کا نام لیلیٰ بنت زید بن ثعلبہ تھا، اور بنو سلمہ سے تھین،

جاہلیت مین ابو بشیر کنیت کرتے تھے، آنحضرت صلعم نے بدلکر ابو عبد اللہ رکھدی، مالک کے یہی ایک چشم و چراغ تھے،

اسلام، عقبہ ثانیہ مین ۷۰ آدمیون کے ساتھ مکہ جاکر بیعت کی،

غزوات، آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے اور انصار و مہاجرین مین برادری قائم کی تو حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کو عشرہ مبشرہ مین تھے انکا بھائی بنایا،

غزوۂ بدر مین جلدی کی وجہ سے نہ جاسکے، اور بھی بہت سے لوگ رہ گئے تھے، لیکن آنحضرتؐ نے کسی کو کچھ نہ کہا،

اس غزوہ کی غیر حاضری کا ان کو کچھ افسوس ہی نہ تھا، خود فرماتے تھے کہ لیلۃ العقبہ کے مقابلہ مین جو اسلام کی آیندہ کامیابیون کا دیباچہ تھی، مین بدر کو ترجیح نہین دیتا گو لوگون مین بدر کا زیادہ چرچا ہی[1]،

غزوۂ احد مین اپنے مہاجر بھائی کی طرح داد شجاعت دی، آنحضرت صلعم کی

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۵۰ جلد ۱، [2] صحیح بخاری صفحہ ۶۳۴ جلد ۲،

زرہ و زرہ پہنکر میدان مین آئے، آنحضرت صلعم اون کی زرہ زیب تن کئے تھے، اِس لڑائی مین ۱۱ زخم کھائے،

آنحضرت صلعم کے متعلق خبر اُڑ رہی تھی کہ شہید ہوگئے، صحابہ کو سخت انتشار تھا، سب سے پہلے انھون نے پہچانا، اور بآواز بلند پکار اُٹھے کہ یہ رسول اللہ ہین، آنحضرت صلعم نے اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو،[1]

احد کے بعد جو غزوات پیش آئے، انھون نے نہایت مستعدی سے شرکت کی، یہ عجیب بات ہی کہ عہد نبوت کے پہلے غزوہ کی طرح پچھلے غزوہ مین بھی شرف شرکت سے محروم رہے، غزوۂ تبوک آنحضرت صلعم کا اخیر غزوہ ہی، اور غزوۂ عسرت کہلاتا ہے،[2] آنحضرت صلعم کی عادت یہ تھی کہ کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو صاف صاف نہ بتاتے، لیکن اِس دفعہ خلافِ معمول ظاہر کر دیا تھا تا کہ مسلمان اِس دراز اور مشکل سفر کے لیے تیار ہورہین، خود حضرت کعب نے اِس کے لیے دو اونٹ مہیا کیئے تھے، اِنکا بیان ہی کہ مین کسی غزوہ مین اتنا قوی اور خوشحال نہ تھا، جتنا اس دفعہ تھا،

اہتمام کی وجہ یہ تھی کہ رومیون سے مقابلہ تھا جو ساز و سامان، تعداد، جمعیت وکثرت کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی قوت شمار ہوتے تھے، آنحضرت صلعم نے مسلمانون کی بہت بڑی جمعیت فراہم کی، اور شدید گرمی کے زمانہ مین تیاری کا حکم دے دیا،

حضرت کعبؓ روزمرہ تہیہ کرتے، لیکن کچھ فیصلہ نہوتا، اسی حیص وبیص مین وقت گذر گیا، اور آنحضرت صلعم صحابہ کو لیکر تبوک روانہ ہوگئے،

---

[1] طبقات ابن سعد جلد مغازی صفحہ ۳۳، [2] یہ مفصل واقعہ صحیح بخاری صفحہ ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ جلد ۲ مین مذکور ہے،

یہان ابھی تک سامان بھی درست نہ ہوا تھا، دل مین کہتے تھے کہ مین جا سکتا ہون
پھر نیت بدل جاتی، اِسی طرح روزانہ سفر کا قصد کرتے، یہانتک کہ رسول اللہ صلعم
کے تبوک پہونچنے کی خبر آگئی،

شہر مین نکلتے تو منافقین اور ضعفا کے علاوہ کوئی نظر نہ آتا، سخت شرمندگی
ہوتی کہ تنو مند اور صحیح سالم ہو کے کیون پیچھے رہ گیا،

آنحضرت صلعم کو ان کے رہ جانے کا خیال بھی نہ تھا، فوج کا کوئی رجسٹر نہ بنا تھا
جس سے غیر حاضر رہنے والون کا پتہ چلتا، اِس بنا پر آنحضرت صلعم کو معلوم ہوجانے کا
ذریعہ صرف وحی آلہی تھی،

تبوک پہنچکر ان کو دریافت کیا، بنو سلمہ کے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ!
ان کو اپنے کپڑے دیکھنے سے فرصت نہین، یہان کیسے آتے، معاذ بن جبل رض نے کہا یہ
غلط ہے، ہم نے اُن مین کوئی بُری بات نہین پائی، آنحضرت صلعم یہ سُنکر خاموش ہوگئے

غزوہ ختم ہوا اور رسول اللہ صلعم کی واپسی کی خبر پہنچی، تو اُن کے دل مین مختلف
خیالات موجزن ہوئے، گھر کے لوگون سے مشورہ کیا، کہ رسول اللہ صلعم کی ناراضی سے
بچنے کی کیا تدبیر ہے، کبھی کبھی یہ سمجھ مین آتا کہ باتین بنا کر آنحضرت صلعم کے غصہ سے
نجات حاصل کرین، جب رسول اللہ صلعم مدینہ سے قریب پہنچے تو یہ تمام وسوسے
دور ہوگئے، اور تہیّہ کر لیا کہ چاہے جو کچھ ہو سچ سچ تمام ماجرا کہہ دینا چاہیئے،

آنحضرت صلعم مدینہ آئے تو ۸۰ سے اوپر آدمیون کی ایک جماعت معذرت
کی غرض سے حاضر ہوئی اور قسم کھا کر سب نے عذر بیان کیئے، آپ نے سب کا عذر
قبول کیا، بیعت لی اور استغفار فرمایا، اِس کے بعد حضرت کعب رض سامنے آئے، آنحضرت نے

ان کو دیکھکر طنزاً مسکرایے، اور فرمایا، آؤ، وہ سامنے آکر بیٹھ گئے، پوچھا بتاؤ غزوہ مین کیون نہ گئے؟ عرض کی حضور سے کیا چھپانا! اگر کوئی دنیاوی حاکم پوچھتا تو سو طرح کی باتین بنا کر راضی کر لیتا، کیونکہ مین مقرر اور مباحث واقع ہوا ہون، لیکن آپ کے سامنے سچ بولون گا، شاید خدا معاف کردے، جھوٹ بولنے سے اس وقت آپ خوش ہوجائین گے، لیکن پھر خدا آپ کو میری طرف سے ناراض کردے گا، واقعہ یہ ہی کہ مجھے کوئی عذر نہ تھا، مین نہایت قوی اور مالدار تھا، اور باانیہمہ نہ گیا، آنحضرت صلعم نے فرمایا انھون نے سچی بات کہی، اچھا جاؤ، تمھارے لیے خدا جو فیصلہ کرے،

یہ وہان سے اُٹھے تو بنو سلمہ کے کچھ لوگون نے کہا، کہ اس سے پہلے تم نے کسی گناہ کا ارتکاب نہ کیا تھا، اور تعجب ہی کہ اس کے لیے کوئی عذر بھی نہ پیش کرسکے، اور لوگون کی طرح تم نے بھی کوئی عذر کردیا ہوتا، رسول اللہ صلعم نے استغفار کیا تھا، معاف ہوجاتا، یہ بات سُنکر وسوسہ پیدا ہوا کہ رسول اللہ صلعم کے سامنے جاکر اگلے بیان کی تردید کردین پھر کچھ سوچ کر پوچھا کہ میرے جیسے کچھ اور لوگ بھی ہین؟ معلوم ہوا ہان دو آدمی اور ہین مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہ، دونون بزرگ نہایت صالح اور غزوہ بدر مین رسول اللہ صلعم کے ہمرکاب تھے، ان کے نام سنکر تسکین ہوئی، اور جھوٹ کے ارادے سے باز آئے،

آنحضرت صلعم نے ان تینون سے مسلمانون کو بات چیت کرنے کی ممانعت کردی تھی۔ ۵۰ دن تک یہی اذیت رہی، لوگ ان کو گھور گھور کر دیکھتے تھے، مرارہ اور ہلال تو گھر مین بیٹھ گئے تھے اور رات دن رویا کرتے تھے، کعب جوان آدمی تھے گھر مین کہان بیٹھ سکتے تھے، پانچون وقت مسجد مین نماز کو آتے اور بازار دن مین پھرتے

لیکن کوئی مسلمان بات تک نہ کرتا،

مسجد مین آتے اور رسول اللہ صلعم کو نماز کے بعد سلام کرتے، آنحضرت صلعم مصلے پر بیٹھے رہتے، یہ دیکھتے کہ جواب مین ہونٹ ہلے یا نہین، پھر قریب ہی نماز پڑھتے رگوشۂ چشم سے آنحضرت صلعم کی طرف تاکتے، آنحضرت صلعم اِن کو دیکھتے رہتے، جب نماز سے فارغ ہوکر متوجہ ہوتے، تو آپ مُنھ پھیر لیتے تھے،

یہی برتاؤ گھر والون کا بھی تھا، ابو قتادہ عم زاد تھے، ان کے مکان کی دیوار پر چڑھے، اور سلام کیا، انھون نے جواب تک نہ دیا، انھون نے تین مرتبہ قسم دیکر پوچھا کہ تم یہ جانتے ہو کہ مین اللہ اور رسول کو محبوب رکھتا ہون" انھون نے اخیر مرتبہ جواب دیا کہ خدا اور رسول کو خبر ہوگی، اِس جواب سے سخت مایوسی ہوئی کہ اب میرے ایمان کی بھی کوئی گواہی دینے والا نہین، بے اختیار آنکھون سے آنسو نکل آئے اور بازار کی طرف نکل گئے، وہان ایک نبطی جو شام کا باشندہ تھا، اِن کو ڈھونڈ رہا تھا، مسلمانون نے اِن کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھو وہ آرہے ہین، وہ بادشاہ غسان کا اِن کے پاس خط لایا تھا، کھولکر پڑھا تو یہ تحریر تھا کہ تمھارے صاحب (آنحضرت صلعم) نے تم پر زیادتی کی، لیکن خدا نے تم کو کسی ذلیل گھر مین نہین پیدا کیا، تم میرے پاس آجاؤ، مضمون پڑھکر کہا یہ بھی ایک آزمایش ہے، اور اوس کو ایک تنور مین ڈالدیا،

چالیس دن گذرنے پر آنحضرت صلعم کا آدمی پہنچا کہ رسول اللہ صلعم کا حکم ہے کہ اپنی بیوی سے علٰحدہ ہوجاؤ، پوچھا طلاق دیدون؟ بولا نہین صرف الگ رہو، اپنی بیوی سے جاکر کہا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ، اور جب تک میری نسبت خدا کوئی فیصلہ نہ کردے وہین رہو، ہلال اور مرارہ کو بھی یہی حکم ہوا تھا، لیکن ہلال بہت بوڑھے تھے،

اون کی بیوی خدمت کرنے کے لیئے اجازت لے آئین، اگے گھر والون نے کہا تم بھی
رسول اللہ صلعم سے اجازت لے آؤ، بولے مین نہین جاتا، معلوم نہین آپ کیا فرمائین،
پچاس دن پورے ہوئے، فجر کی نماز پڑھ کر ایک چھت پر بیٹھے ہوئے تھے، اور
دل مین کہہ رہے تھے کہ اب تو زندگی سے بیزار ہون، زمین و آسمان مجھپر تنگ ہین، کہ
پہاڑ پر سے آواز آئی اے کعب! بشارت ہو، سمجھ گئے کہ اللہ نے توبہ قبول کی، سجدہ مین
گرے، دو آدمیون نے جس مین ایک گھوڑے پر سوار تھا، آکر خوشخبری سنائی، انھون نے
اپنے کپڑے اتار کر دونون کو دیدیئے، اور کپڑے موجود نہ تھے، مانگ کر پہنے اور رسول اللہ
صلعم کی خدمت مین حاضر ہونے کے لیے چلے،

راستہ مین لوگ جوق جوق چلے آرہے تھے، سب نے مبارکباد دی، مسجد مین
پہنچے تو رسول اللہ صلعم لوگون مین بیٹھے تھے، حضرت طلحہ رض نے دوڑ کر مصافحہ کیا، اور لوگ
بیٹھے رہے، آنحضرت صلعم کو سلام کیا، چہرۂ مبارک مسرت سے چاند کی طرح چمک رہا تھا،
فرمایا تم کو بشارت، جب سے تم پیدا ہوئے، آج سے بہتر کوئی دن نہ گذرا ہوگا، پوچھا
یارسول اللہ! آپ نے معاف کیا؟ فرمایا خدا نے، جوش مسرت مین عرض کیا کہ اپنا
مال صدقہ کرتا ہون، فرمایا کہ کچھ صدقہ کرو، انھون نے خیبر کا حصہ صدقہ کیا، اس کے بعد
کہا کہ خدا نے مجھکو صرف سچ کی وجہ سے نجات دی اب یہ عہد کرتا ہون کہ ہمیشہ سچ بولونگا،

سچ بولنے مین حضرت کعب رض کو جس ابتلاء کا سامنا ہوا، اس کی نظیر سے اسلام
کی تاریخ خالی ہو، ایسے ایسے عظیم الشان مصائب پر بھی ان کا قدم صدق، جادۂ
استقلال سے نہ ہٹا،

قرآن مجید کی یہ آیتین ان کے متعلق نازل ہوئین،

وعلی الثلثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت	یعنے خدانے اِن تین آدمیون کی توبہ قبول کی جو
علیھم الارض بما رحبت وضاقت علیھم	پیچھے چھوڑے گئے تھے، یہانتک کہ جب اُنپر
انفسھم وظنوا ان لا ملجا من اللہ الا الیہ	زمین اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہوگئی، اور
ثم تاب علیھم لیتوبوا ان اللہ ھو التواب	خود اپنی زندگی سے بھی تنگ آگئے، اور انھون نے
الرحیم (توبہ رکوع ۱۳ پ ۱۱)	سمجھ لیا کہ صرف خدا ہی سے پناہ لینا چاہیئے، تو
	خدا اون کی طرف رجوع ہوا، تاکہ وہ اس کی
	طرف رجوع ہون، بیشک خدا توبہ قبول
	کرنے والا اور مہربان ہی،

اِس آیت مین خلفوا کا لفظ ہی جس کے معنے غزوہ سے پیچھے رہنا نہین، بلکہ رسول اللہ صلعم کا اون کے معاملہ مین امر الٰہی کا منتظر رہنا اور اون کو چھوڑ رکھنا ہی[۱]،

عہد نبوی کے بعد حضرت عثمانؓ کی شہادت کے روح فرسا واقعہ مین انھون نے مرثیہ لکھا تھا،

حضرت علی علیہ السلام اور امیر معاویہ کی لڑائیون مین وہ دونون سے الگ رہے،

وفات، امیر معاویہ کے عہد مین وفات پائی، سنہ مین اختلاف ہی، بعض کا خیال ہی کہ ۵۰ھ تھا، عمر ۷۷ سال تھی،

اولاد، عبد اللہ، عبید اللہ، عبد الرحمٰن، معبد، محمد، قصر کعب کے ارکان خمسہ تھے، ان مین سے اول الذکر کو یہ شرف حاصل تھا کہ جب ان کے والد نابینا ہوگئے تو یہ اون کے قائد اور راہ نما بنتے تھے[۲]،

---

[۱] صحیح بخاری صفحہ ۶۳۶ جلد ۲، [۲] ایضاً صفحہ ۶۳۴ جلد ۲،

فضل وکمال، حدیث کی کتابون مین ۸۰ روایتین ہین، خود آنحضرت صلعم اور اسید بن حضیر سے روایت کی، راویون مین عبداللہ بن عباسؓ، جابرؓ، ابوامامہ باہلی، امام باقر علیہ السلام، عمر بن حکم بن ثوبان، علی بن ابی طلحہ، عمر بن کثیر بن افلح، عمر بن حکم ابن رافع، جیسے اساطینِ امت اور اکابرِ ملت شامل ہین،

مشہور شاعر تھے، طبیعت اچھی پائی تھی، اور اشعار مین جدّت تھی، جاہلیت مین شاعری کی انتساب سے مشہور ہوچکے تھے، آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ شعر کہنا کیسا ہے؟ فرمایا کچھ مضائقہ نہین، مسلمان اس کی وجہ سے تلوار اور زبان دونون سے جہاد کرتا ہے، یہ شعر کہا،

زعمت سخینة ان ستغلب ربها	فلیغلبن مغالب الغلاب
سخینہ کا گمان ہے کہ اس کا معبود اسکو غالب کریگا	بہتر ہو وہ تمام غالب آنے والون کے غالب (خدا) پر غلبہ حاصل کرین

تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اس سے تم نے خدا کو شکور بنایا،

ان کی شاعری کا موضوع کفار کو لڑائی سے ڈرانا اور مسلمانون کا اون کے قلوب مین سکہ جمانا تھا، دربارِ رسالت مین تین شاعر تھے، اور تینون کے موضوع جداگانہ تھے، حضرت کعبؓ انھین مین کے ایک تھے، کلام کے اثر کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ صرف دو بیت کہے اور تمام قبیلۂ دوس مسلمان ہوگیا، وہ شعر یہ تھے،

قضینا من تہامة کل وتر	وخیبر ثم اغمدنا السیوفا
تہامہ اور خیبر سے ہم نے کینہ کو دور کرکے	تلوارین نیام مین کرلین
نخیرها ولو نطقت لقالت	قواطعهن دوسا او ثقیفا
اب ہم پھر اون کو آنکھاتے ہین اور اگر بول سکین	تو کہین کہ اب دوس یا ثقیف کا نمبر ہے

دوسیون نے سنا تو کہا کہ مسلمان ہو جانا بہتر ہے ورنہ ثقیقت کی طرح ہمارا بھی حشر ہوگا،

اخلاق، صدق وراستی، سلکِ اخلاق کا گوہر شاہوار ہے، حضرت کعبؓ بن جبلؓ جہ یہ وصف موجود تھا، اس سے زیادہ ہونا ناممکن ہے، وعا قبول ہونے کے بعد کبھی جھوٹ نہ بولنے خود فرماتے ہیں واللہ ما تعمدت کذبۃ منذ قلت ذلك لرسول اللہ صلعم الٰی یومی ھذا وانی لارجوان یحفظنی اللہ فیما بقی[1]،

غزوۂ تبوک سے پیشتر کی زندگی نہایت پاک اور روشن گذری، چنانچہ جب یہ واقعہ پیش آیا تو بنو سلمہ نے کہا،

واللہ ما علمناك کنت اذنبت ذنبا قبل ھذا[2]!	یعنے خدا کی قسم تمنے اس سے پہلے تو کوئی گناہ نہ کیا تھا،

[1] صحیح مسلم صفحہ ۴۷۴ جلد ۲، [2] صحیح بخاری صفحہ ۶۳۵ جلد ۲،

حضرت کلثوم رضؓ بن الہدم

نام ونسب، کلثوم نام، صاحب رحل رسول اللہ لقب، سلسلۂ نسب یہ ہی، کلثوم بن الہدم بن امرء القیس بن حارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس،

ضعیفی کا عالم تھا کہ اسلام کی صدا کانون مین پہونچی اور انھون نے اوس کو لبیک کہا،

ہجرت نبوی، تھوڑے دنون کے بعد آنحضرت صلعم نے ہجرت فرمائی، ابتداءً قبیلۂ عمرو بن عوف مین نزول اجلال ہوا، اور حضرت کلثومؓ کے مکان مین ٹھہرے، گھر پہونچے تو کلثوم نے اپنے نوکر کو آواز دی، یا نجیح، عرب شگون اور فال کے عادی ہوتے تھے، ارشاد ہوا انجحت یا ابا بکر! آنحضرت صلعم یہان ۴ روز مقیم رہے، اوس کے بعد حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مسکن کو اپنی اقامت کی عزت بخشی،

وفات، مسجد نبوی اور آنحضرت صلعم کے مکانات کی تعمیر شروع تھی، اور بدر کو بہت کم عرصہ باقی تھا، کہ پیغام اجل آپہونچا اس بناپر حضرت کلثوم کسی غزوہ مین شریک نہ ہوسکے، ہجرت کے بعد صحابہ مین یہ پہلی موت تھی، جس کے چند ہی روز بعد اسلام کے پرجوش داعی حضرت ابو امامہؓ نے بھی اس دار فانی سے رخت سفر باندھا،

"۳"

حضرت معاذ بن جبلؓ

نام ونسب اور ابتدائی حالات، معاذ نام، ابو عبد الرحمن کنیت، امام الفقہاء، کنز العلماء اور عالم ربانی القاب، قبیلۂ خزرج کے خاندان اُدیّ بن سعد سے تھے، نسب نامہ یہ ہے: معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن اُدیّ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن یزید بن جشم بن خزرج اکبر،

سعد بن علی کے دو بیٹے تھے، سلمہ اور اُدیّ، سلمہ کی نسل سے بنو سلمہ ہیں جنمین حضرت ابو قتادہؓ، جابر بن عبد اللہؓ، کعب بن مالکؓ، عبد اللہ بن عمرو بن حرام مشہور صحابہ گذرے ہیں، ان لوگون کے ماسوا اور بھی بہت سے بزرگون کو اس خاندان سے انتساب تھا، لیکن سلمہ کے دوسرے بھائی اُدیّ کے گھر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت صرف ایک فرزند تھا، جس کی وفات پر خاندان ادی کا چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا،

امام سمعانی نے کتاب الانساب مین حسین بن محمد بن طاہر کو اسی ادی کی طرف منسوب کیا ہے، لیکن یہ خیال غلطی سے خالی نہین، تمام موثق روایتون سے ثابت ہے کہ اسلام کے زمانہ مین اس خاندان مین صرف دو شخص باقی تھے، حضرت معاذ اور انکا لڑکا عبد الرحمن،

بنو ادی کے مکانات اپنے بنو اعمام (بنو سلمہ) کے پڑوس مین واقع تھے،

لہ کتاب الانساب ورق ۲۳،

مسجد قبلتین جہان تحویل قبلہ ہوا تھا یہین واقع تھی، حضرت معاذؓ کا گھر بھی یہین تھا،

اسلام، طبیعت فطرۃً اثر پذیر واقع ہوئی تھی، چنانچہ نبوت کے بارھوین سال

جب مدینہ مین اسلام کی دعوت شروع ہوئی، توحضرت معاذؓ نے اس کے قبول

کرنے مین کچھ بھی پس وپیش نہ کیا، حضرت مصعب بن عمیرؓ داعی اسلام کی خدمت مین

حاضر ہوئے، اور صدق دل سے توحید کا اقرار کیا، اوس وقت حضرت معاذؓ کا سن

۱۸ سال کا تھا،

حج کا موسم قریب آیا تو حضرت مصعبؓ مکہ روانہ ہوئے، اہل مدینہ کی ایک

جماعت جس مین مسلم اور مشرک دونون شامل تھے، ان کے ہمراہ ہوئی، حضرت معاذؓ

بھی ساتھ تھے، مکہ پہنچکر عقبہ مین وہ نورانی منظر سامنے آیا جو حضرت معاذ کی آنکھون نے

کبھی نہ دیکھا تھا، یعنے رسول اللہ صلعم رات کے وقت تشریف لائے، اور اس جماعت سے

بیعت لی،

یہ جماعت مکہ سے مدینہ واپس ہوئی تو ملت اسلام کی روشنی گھر گھر پھیل گئی ع

یثرب تمام مطلع انوار ہوگیا

حضرت معاذؓ کمسن تھے مگر جوشش ایمان کا یہ اثر تھا.

کہ بنو سلمہ کے بت توڑے گئے، تو بت شکنون کی جماعت مین وہ سب کے پیش پیش تھے،

بت کا کسی کے گھر مین موجود ہونا اب ان کے لئے سخت تکلیف دہ تھا، بنو سلمہ کے اکثر

گھر ایمان کی صدا سے معمور ہو چکے تھے، لیکن بعض لوگ اب بھی باقی تھے جن کا نفس آبائی

مذہب چھوڑنے سے اِبا کرتا تھا، عمرو بن جموح بھی انھین لوگون مین تھے، اور اپنے

قبیلہ کے سردار اور نہایت معزز شخص تھے، انھون نے لکڑی کا ایک بت بنا رکھا تھا

جس کا نام مناۃ تھا، حضرت معاذؓ اور کچھ دوسرے نوجوان رات کو اون کے گھر پہونچے وہ بستر استراحت پر آرام کر رہے تھے، ان لوگون نے بت کو لیکر محلے کے ایک گڑھے مین پھینکدیا، کہ آنے جانے والے اس کو دیکھکر عبرت حاصل کرین، صبح کو بُت کی تلاش ہوئی تو اپنے معبود کو اوندھا پڑا دیکھکر عمرو کا غیظ و غضب اختیار سے باہر تھا، ہزار وقت اس کو اُٹھا کر لائے، اوس کو نہلایا، خوشبو لگائی، اور نہایت طیش مین کہا کہ جس شخص نے یہ حرکت کی ہو اگر مجھے اُس کا نام معلوم ہو جائے تو بُری طرح خبر لون، لیکن جب پھر یہی واقعہ متعدد مرتبہ پیش آیا تو کفر سے بیزار ہو کر اسلام کے حلقہ مین داخل ہو گئے،

تعلیم و تربیت، حضرت معاذؓ ابتدا ہی سے ہونہار تھے، آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے تو وہ آپ کے دامن سے وابستہ ہوئے، اور چند ہی دنون مین فیض نبوت نے یہ اثر دکھایا کہ اسلام کی تعلیم کا اعلیٰ نمونہ بنگئے، اور اون کا شمار صحابہ کے برگزیدہ افراد مین ہونے لگا،

رسول اللہ صلعم کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ اکثر اوقات ان کو اپنے ساتھ اونٹ پر بٹھاتے تھے، اور اسرار حکم کی تلقین کرتے تھے، ایک مرتبہ وہ آنحضرت صلعم کے ردیف تھے، آنحضرت صلعم نے فرمایا یا معاذ بن جبل! انھون نے کہا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک آپنے پھر اُنکا نام پکارا، انھون نے پھر اسی ادب اور محبت بھرے الفاظ سے جواب دیا، اسی طرح تین مرتبہ آپ نے انکا نام لیا، اور انھون نے برابر جواب دیا، پھر ارشاد فرمایا کہ "جو شخص صدق دل سے کلمۂ توحید پڑھلے اوس پر دوزخ حرام ہو جاتی ہے" حضرت معاذؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا مین لوگون کو یہ بشارت سنا دون؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا "نہین ورنہ لوگ عمل

چھوڑ بیٹھین گے[1]"،

حضرت معاذؓ پر عنایات نبوی کا یہ حال تھا کہ وہ خود کوئی سوال نہ کرتے تو آنحضرت صلعم فرماتے کہ تم نے مجھے تنہائی مین پاکر کچھ پوچھا کیون نہین"،

حضرت معاذ ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کے ساتھ خچر پر سوار تھے، آنحضرت صلعم نے کوڑے یا عصا سے اون کی پشت پر آہستہ سے ٹھوکر دی، اور فرمایا "جانتے ہو بندون پر خدا کا کیا حق ہی؟" عرض کی "اللہ اور رسول کو زیادہ معلوم ہی" فرمایا "یہ کہ بندے اوس کی عبادت کرین اور شرک سے اجتناب کرین" تھوڑی دور چلکر پھر پوچھا کہ "خدا پر بندون کا کیا حق ہی؟" پھر عرض کی کہ "خدا اور رسول کو معلوم" آپ نے فرمایا "یہ کہ وہ اِن کو جنت مین داخل کرے[2]"،

حضرت معاذ ہمیشہ عنایات نبوی سے سرفراز رہتے تھے، اِن کو اُٹھتے بیٹھتے حامل نبوت سے تعلیم ملتی تھی، ایک مرتبہ آنحضرت صلعم نے اِن کو دروازہ پر کھڑا دیکھا تو ایک چیز کی تعلیم دی، ایک اور مرتبہ عنایت لطف و کرم سے فرمایا کہ "مین تمھین جنت کا ایک دروازہ نہ بتاؤن"؟ گذارش کی ارشاد ہو فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھ لیا کرو[3]،

تعلیم زندگی کے ہر شعبہ پر مشتمل تھی، مذہبی، اخلاقی، علمی، عملی، غرض مختلف عنوانات اس کے احاطہ مین داخل تھے، چنانچہ اوس کے متعدد مناظر اس مقام پر پیش کیے جاتے ہین،

حضرت معاذ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ ایک سفر مین تھے، ایک روز صبح کے وقت

[1] بخاری صفحہ ۹۴۰ جلد ۱ باب من خص بالعلم قوما دون قوم کراہیۃ ان لا یفہموا۔ [2] مسند احمد صفحہ ۲۲۳ جلد ۵، [3] مسند صفحہ ۲۲۸ جلد ۵،

جب لشکرِ اسلام منزل مقصود کی طرف روانہ ہو رہا تھا، حضرت معاذؓ رسول اللہ صلعم کے قریب تھے، پوچھا "ایسا عمل بتائیے جو مجکو جنت مین داخل کرے اور دوزخ سے بچائے،" فرمایا "تم نے بہت بڑی بات پوچھی، لیکن جس کو خدا توفیق دے اس پر آسان بھی ہی، شرک نہ کرو، عبادت کرو، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، رمضان مین روزے رکھو، حج کرو،" پھر فرمایا خیر کے کچھ دروازے ہین، مین تم کو بتاتا ہون، روزہ جو سپر کا حکم رکھتا ہے صدقہ جو آتش خطا کو پانی کی طرح بجھا دیتا ہی، اور رات کے حصون مین نماز، اور یہ آیت تلاوت فرمائی تتجافی جنوبھم عن المضاجع، (یعلمون تک آیت پڑھی) پھر فرمایا کہ "اِسلام سر اور عمود اور چوٹی کی خبر دیتا ہون، سر اور پاؤن تو نماز ہے اور کوہان کی چوٹی جہاد،"

پھر ارشاد ہوا کہ اِن تمام باتون کی بیخ و بُن صرف ایک چیز ہی، زبان، اِس کو رُوکو (آنحضرت صلعم نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا) حضرت معاذؓ نے سوال کیا کہ کیا جو کچھ ہم بولتے ہین اوس پر مواخذہ ہوگا، آنحضرت صلعم نے فرمایا ثکلتک امک یا معاذ بہت سے لوگ صرف اِسی کی وجہ سے جہنم مین[1] جائین گے،

حضرت معاذؓ کو آنحضرت صلعم نے دس باتون کی وصیت کی تھی، شرک نہ کر خواہ تم کو کوئی اِس کے عوض قتل کردے یا جلادے، والدین کو گزند نہ پہنچانا خواہ تم کو وہ تمھارے بال بچون اور مال سے علٰحدہ کردین، فرض نماز قصداً کبھی نہ ترک کرنا کیونکہ جو شخص قصداً نماز چھوڑتا ہی خدا اوس کی ذمہ داری سے بری ہوجاتا ہی، شراب نہ پینا کیونکہ یہ تمام فواحش کی بنیاد ہی معصیت مین مبتلا نہ ہونا، کیونکہ مبتلائے معصیت

---

[1] مسند احمد صفحہ ۲۳۱ جلد ۵،

خدا کا غصہ حلال ہو جاتا ہی، لڑائی سے نہ بھاگنا اگرچہ تمام لشکر خاک و خون مین لوٹ چکا ہو، موت عام ہو (بیماری آئے) تو ثابت قدم رہنا، اپنی اولاد کے ساتھ سلوک کرنا، اون کو ہمیشہ ادب دینا، اور خدا سے خوف دلانا،

رسول اللہ صلعم نے پانچ چیزون کی حضرت معاذ کو تاکید کی تھی، اور فرمایا تھا کہ جو ان کو عمل مین لائے خدا اوس کا ضامن ہوتا ہی، مریض کی عیادت، جنازہ کے ساتھ جانا، غزوہ کے لیے نکلنا، حاکم کی تعزیر یا توقیر کے لیئے جانا، گھر مین بیٹھ رہنا جس مین وہ تمام لوگون سے محفوظ ہو جائے، اور دنیا اس سے سلامت رہے،

اخلاقی تعلیم اِن الفاظ مین دی، معاذ! ہر برائی کے پیچھے نیکی کر لیا کرو، نیکی اسکو مٹا دیگی، اور لوگون کے سامنے اچھے اخلاق ظاہر کرو،

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اتق دعوۃ المظلوم فان لیس بینہا و بین اللہ حجاب؛ یعنے مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا، کیونکہ اس مین اور خدا مین کوئی پردہ نہین، (بخاری)

یمن کا حاکم مقرر کرکے بھیجا تو فرمایا "معاذ! خبردار عیش و تنعم سے علٰحدہ رہنا، کیونکہ خدا کے بندے عیش پرست اور متنعم نہین ہوتے،

اجتماعی تعلیم کی اِس طرح فہمایش کی "اِنسان کا بھیڑیا شیطان ہی، جس طرح بکریون کا بھیڑیا اوس بکری کو پکڑتا ہی جو گلہ سے دور ہوتی ہی، اسی طرح شیطان اوس اِنسان پر قابو پاتا ہے جو جماعت سے کنارہ کش ہوتا ہی، خبردار! خبردار! متفرق نہ ہونا، بلکہ جماعت عامہ کے ساتھ رہنا،

اشاعت اِسلام کے متعلق فرمایا، معاذ! اگر تم ایک مشرک کو بھی مسلمان کر لو تو

ل مسند صفحہ ۲۳۲ جلد ۵، ۲ ایضاً صفحہ ۲۴۱ جلد ۵، ۳ ایضاً صفحہ ۲۲۸ جلد ۵، ۴ ایضاً صفحہ ۲۴۳ جلد ۵، ۵ ایضاً صفحہ ۲۴۲ جلد ۵

تمھارے لیئے دنیا کی تمام نعمتون سے بڑھکر ہے[1]،

غرض یہ پاکیزہ خیالات اور اعلیٰ تعلیمات جس بزرگ کے رگ و پئے مین سرایت کرگئی تھین وہ جماعتِ انصار کا وہ "نوجوان" تھا جس کو حضرت ابن مسعودؓ فرد نہین بلکہ ایک ایک امت کہا کرتے تھے،

غزوات اور عام حالات، آنحضرت صلعم نے مدینہ تشریف لاکر مواخاہ کی تو حضرت معاذ کا مہاجری بھائی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو تجویز فرمایا،

سنہ ۲ھ مین غزوۂ بدر پیش آیا، حضرت معاذؓ اس مین شریک تھے، اور اسوقت انکا سِن ۲۱ سال کا تھا، بدر کے علاوہ تمام غزوات مین حضرت معاذ نے شرفِ شرکت حاصل کیا،

اِن فضائل کے ماسوا حضرت معاذؓ نے آنحضرت صلعم کے عہد مبارک مین قرآن حفظ کیا تھا،

امامت مسجد، بنو سلمہ نے اپنے محلہ مین ایک مسجد بنائی تھی، حضرت معاذؓ اس مسجد کے امام تھے، ایک روز عشا کی نماز مین سورۂ بقر پڑھی، پیچھے ایک شخص نماز مین شریک تھا جو دن بھر کھیت مین کام کرنے سے تھکا ہوا تھا، حضرت معاذؓ کی نماز ختم نہ ہوئی تو وہ چلا گیا، حضرت معاذؓ کو اطلاع ہوئی تو انھون نے کہا کہ وہ منافق ہی، اوس کو نہایت ناگوار گذرا، رسول اللہ صلعم سے شکایت کی، آنحضرت صلعم نے معاذ سے فرمایا افتان انت ؟ کیا لوگون کو فتنہ مین مبتلا کروگے؟ اس کے بعد فرمایا کہ "چھوٹی سورتین پڑھا کرو، کیونکہ تمھارے پیچھے بوڑھے ضعیف، اور اربابِ حاجت نماز پڑھتے ہین، تم کو ان سب کا خیال کرنا چاہیئے،، (بخاری جلد ا صفحہ ۹۸)

[1] مسند جلد ۵ ص ۲۳۵

ارت یمن اور اشاعت اسلام | ۹ھ میں آنحضرت صلعم غزوۂ تبوک سے تشریف لائے تھے،

ر رمضان مین ملوک حمیر (یمن) کا قاصد اہل یمن کے قبول اسلام کی خبر لیکر مدینہ پہنچا،

ب آنحضرت صلعم نے یمن کی امارت کے لیئے حضرت معاذؓ کو تجویز فرمایا،

اس سے پیشتر حضرت معاذؓ کی جائداد قرض مین بیچ ہو چکی تھی، حضرت معاذ بہت

فیاض تھے، اور خوب خرچ کرتے تھے، قرض کا بار جائداد پر پڑ رہا تھا، قرض خواہون نے

زیادہ تقاضا کیا تو کچھ دنون گھر مین چھپ رہے، وہ لوگ آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوئے

اور کہا کہ معاذ کو بلوائیے، آنحضرت صلعم نے آدمی بھیجا، حضرت معاذؓ حاضر ہوئے، قرض

خواہون نے شور مچایا کہ ہمارا ابھی فیصلہ ہونا چاہیئے، جائداد سے قرض بہت زیادہ تھا،

آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص اپنا حصہ نہ لے اوس پر خدا رحم کرے گا، چنانچہ کچھ لوگون نے

اپنا حصہ چھوڑ دیا، لیکن کچھ لوگ بضد رہے، آنحضرت صلعم نے حضرت معاذؓ کی کل جائداد

اُن لوگون پر تقسیم کر دی، لیکن قرض اب بھی ادا نہ ہوا، تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اس سے

زیادہ نہین مل سکتا، اسی کو لیجاؤ، حضرت معاذؓ اب بالکل مفلس تھے، آنحضرت صلعم کو

اِن کا بہت خیال تھا، فرمایا کہ گھبرانا نہین خدا اِس کی جلد تلافی کر دے گا،

فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلعم نے اِن کو امارت یمن کے لیئے منتخب فرمایا، اگرچہ اُنکی

قابلیت پر ہر طرح کا اطمینان تھا، تاہم امتحان لے لینا مناسب خیال کیا، پوچھا "فیصلہ

کس طرح کروگے؟" حضرت معاذؓ نے کہا کہ "قرآن مجید سے فیصلہ کرون گا" فرمایا "اگر اوس مین

نہ ملے" کہا "سنت رسول اللہ کے مطابق" فرمایا "اور اوس مین بھی نہ ہو" کہا "مین خود اجتہاد

کرونگا" آنحضرت صلعم نہایت مسرور ہوئے، اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اوس نے

رسول اللہ کے رسول کو اس چیز کی توفیق دی جس کو اوس کا رسول پسند کرتا ہے،

امتحان ہوچکا تو اہل یمن کو ایک فرمان لکھوایا، جس مین حضرت معاذؓ کے رتبہ
کی طرف اِن الفاظ مین اشارہ تھا،

انی لعبثت لکم خیر اھلی: "مین اپنے لوگون مین سے بہترین کو تمھارے لیے
بھیجتا ہون،"

اس مین یہ بھی تحریر تھا کہ معاذ بن جبل اور دوسرے آدمیون کے ساتھ حسن سلوک کرنا
اور صدقہ اور جزیہ کی رقمین وصول کرکے ان کے پاس جمع کرنا، اور معاذ بن جبل کو سب
امیر بناتا ہون، اِن کو راضی رکھنا، ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے ناخوش رہین،

یہ تمام مراتب طے ہوئے تو حضرت معاذ نے یمن کی تیاری کی، سوار ہو کر آنحضرت
صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے، اور لوگ بھی ساتھ ساتھ تھے، روانگی کا وقت آیا تو
خود سردار دوعالم نے مشایعت کی، حضرت معاذ اونٹ پر سوار تھے، اور شہنشاہ مدینہ
اونٹ کے ساتھ پیادہ پا چل رہے تھے شفقت اور محبت کا اظہار ہر فقرہ سے ہوتا تھا
فرمایا "معاذ! تم پر قرض بہت ہی، اگر کوئی ہدیہ لائے تو قبول کرلینا، مین تم کو اس کی اجازت
دیتا ہون" تھوڑی دور چلکر وداع کا وقت آیا، اس وقت عجیب سمان تھا، سرور کائنات
اپنے محبوب سے ہمیشہ کے لیے رخصت ہو رہے تھے، معاذ سے کہا شاید اب تم سے ملاقات
نہو، اب مدینہ آؤگے تو میرے بجائے میری قبر ملیگی، حضرت معاذ اس جملہ پر زار و قطار
تھے کہ اب آخری ملاقات ہی، آنحضرت صلعم نے فرمایا بس اب نہ رو، رونا شیطانی حرکت
رخصت کرتے وقت آنحضرت صلعم نے فرمایا حفظك الله من بین یدیك ومن خلفك
وعن یمینك وعن شمالك ومن فوقك ومن تحتك ودرأ عنك شرور
الانس والجن، یعنی جاؤ، خدا تم کو تمام آفات سے محفوظ رکھے، حضرت معاذؓ

چلتے وقت مدینہ کی طرف نہایت حسرت سے دیکھا اور کہا کہ مین متقیون کو اچھا سمجھتا ہون خواہ کوئی ہون، اور کہین ہون (یہ غالباً خلفاء کی طرف اشارہ تھا)

رسول اللہ صلعم سے رخصت ہو کر یمن کا راستہ لیا، جب یمن پہنچے تو سپیدہ صبح نمودار تھا، خورشید امارت جند کے افق سے طلوع ہوا، اسلامی جاہ جلال بشرہ سے نمایان تھا، رسول اللہ صلعم کا رسول کسی دنیاوی فرمانروا کا نائب سلطنت نہ تھا، ظاہری شان و شوکت سے اس کا جلوس بالکل خالی تھا، خدم و حشم، نقیب و چاوش خیل و سپاہ ان مین سے ایک چیز بھی اوس کے ساتھ نہ تھی، تاہم اسلام و ایمان کا نور چہرہ مبارک پر رعب و ہیبت بنکر جھک رہا تھا، زبان و لب نعرہ تکبیر بلند کر رہے تھے، اور ہوا کی موجین اوس کو اڑا اڑا کر اہل یمن کے کانون تک پہنچا رہی تھین، دہان مبارک سے تکبیر کی جو کانپتی ہوئی آواز نکلتی تھی، ہیبت حق کا کفر و شرک کے اندام پر لرزہ طاری کرتی تھی، غرض اس شان و شوکت سے رسول اللہ صلعم کا رسول پہنچا تو قصر کفر کی بنیادین ہل گئین، اور کفرستان یمن نعرہ توحید سے گونج اٹھا،

حضرت معاذ ملک یمن کے صرف امیر ہی نہ تھے، بلکہ محکمہ مذہبی بھی انھین کے ماتحتی مین قائم تھا، وہ ایک طرف سلطنت عرب کے گورنر تھے تو دوسری طرف دین اسلام کی تبلیغ کا عہدہ تفویض تھا، اسلیے حضرت معاذ عدالت کے اوقات کے علاوہ جو مذہبی خدمات انجام دیتے تھے اُس کی تفصیل یہ ہے، لوگون کو قرآن مجید پڑھاتے تھے، اور اسلام کے احکام کی تعلیم کر دیتے تھے،

قبیلہ حولان کی ایک عورت ان کے پاس آئی، اوس کے ۱۲ بیٹے تھے جن مین سب سے

---

[۱] مسند جلد ۵ صفحہ ۲۳۵، [۲] ایضاً صفحہ ۲۳۱ جلد ۵،

چھوٹا بھی ڈاڑھی مونچھ والا تھا، شوہر کو گھر مین چھوڑا اور بیٹون کو ساتھ لائی، ضعف کا یہ حال تھا کہ دو بیٹے اس کے بازو پکڑے ہوئے تھے، آکر پوچھا تم کو یہان کس نے بھیجا حضرت معاذ رضؓ نے کہا مجھکو رسول اللہ (صلعم) نے بھیجا، اوس نے کہا تو آپ رسول اللہ (صلعم) کے فرستادہ ہین؟ مین آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہون آپ بتائین گے؟ حضرت معاذ رضؓ نے کہا جو جی چاہے پوچھو، اوس نے کہا یہ بتائیے کہ شوہر کا زوجہ پر کیا حق ہے؟ حضرت معاذ رضؓ نے کہا کہ "حتی الامکان خدا سے ڈرے اور اوس کی اطاعت و فرمانبرداری کرے" اوس نے کہا آپ کو خدا کی قسم ٹھیک بتائیے، حضرت معاذ رضؓ نے کہا کیا اتنے پر تم راضی نہین وہ بولی کہ لڑکون کا باپ بہت بوڑھا ہے، مین اوس کا حق کس طرح ادا کرون؟ حضرت معاذ رضؓ نے کہا "جب یہ بات ہے تو تم اُن کے حق سے کبھی سبکدوش نہین ہو سکتین، اگر جذام نے اونکا گوشت پھاڑ دیا ہو، اور اوس مین سے خون اور پیپ بہ رہا ہو اور تم اپنا منھ بھی وہین لگا دو تب بھی حق نہ ادا ہوگا[1]"

یمن کا ملک آنحضرت صلعم نے پانچ حصّون پر تقسیم کر دیا تھا، صنعاء، کندہ، حضرموت جند، زبید، (رمعہ، عدن اور ساحل تک اس مین شامل تھا) یمن کا صدر مقام جند تھا، اور حضرت معاذ یہین رہتے تھے، باقی چار حصون مین حسب ذیل حضرات حاکم تھے

خالد بن سعید	صنعاء
مہاجر بن ابی امیہ	کندہ
زیاد بن لبید	حضرموت
ابو موسیٰ اشعری	زبید اور ساحل

[1] مسند صفحہ ۲۳۹ جلد ۵،

یہ چارون بزرگ اپنے اپنے علاقون سے صدقہ اور جزیہ وغیرہ کی رقمین وصول کرکے حضرت معاذؓ کے پاس بھیجدیتے تھے، خزانہ حضرت معاذؓ کے پاس رہتا تھا،

حضرت معاذؓ اپنے ماتحت عمال کے علاقہ مین دورہ کرتے تھے، عمال کے فیصلون کی دیکھ بھال رکھتے تھے، اور ضرورت کے وقت خود مقدمہ کی سماعت کرتے تھے، چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے علاقہ مین گئے تھے، اور وہان ایک مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا، دورہ مین خیمون مین قیام ہوتا تھا، چنانچہ یہان بھی ایک خیمہ لگایا گیا، حضرت ابو موسیٰ بھی قریب ہی ایک خیمہ مین رہے[۱]،

حضرت معاذؓ صدقات کی تحصیل اس فرمان کے مطابق کرتے تھے، جو رسول اللہ صلعم نے اِن کو لکھوا کر عطا فرمایا تھا، یہ فرمان تاریخ کی کتابون مین تمامہا مذکور ہے[۲] اِس مین غنیمت، خمس، صدقات، جزیہ، اور بہت سے مذہبی احکام کی تفصیل تھی، حضرت معاذؓ نے ہمیشہ اس پر عمل کیا،

ایک مرتبہ گائے کا گلہ ایک شخص لیکر آیا، گائے تعداد مین ۳۰ سے کم تھین، رسول اللہ صلعم نے اِن کو یہ حکم دیا تھا کہ ۳۰ پر ایک بچہ[۳] لینا، حضرت معاذؓ نے کہا کہ مین تا وقتیکہ رسول اللہ صلعم سے پوچھ نہ لون، اِس پر کچھ نہ لون گا، کیونکہ آنحضرت صلعم نے اِس کے متعلق مجھ سے کچھ نہین فرمایا[۴]، اِس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ عہد نبوت کے عمال، دیگر دنیاوی حکومتون کے امراء کی طرح جبار اور ظالم نہین ہوتے تھے، راعی اور رعایا کے جو تعلقات اِسلام نے بیان کیے ہین اون کی ہمیشہ نگہداشت کیجاتی تھی، اور راعی پر جو ذمہ واریان شریعت کی طرف سے عاید کی گئی ہین وہ اون پر نہایت شدت سے

---

[۱] بخاری صفحہ ۶۲۳ جلد ۲، [۲] طبری صفحہ ۱۷۱۰ جلد ۳، [۳] مسند صفحہ ۲۴۰ جلد ۵، [۴] ایضاً صفحہ ۲۳۱ جلد ۵،

عمل در آمد کرتا تھا،

فیصلون مین بھی اِس کی رعایت رکھی جاتی تھی کہ رعایا کی حق تلفی نہو، اِسلامی عمال کے اجلاس مین حق وصداقت کو غلبہ ہوتا تھا، ایک یہودی مرگیا، ورثہ مین صرف ایک بھائی تھا جو مسلمان ہوچکا تھا، حضرت معاذ کی عدالت مین مرافعہ (اپیل) ہوا، انھون نے بھائی کو ترکہ دلوایا[1]،

حضرت معاذؓ کی حکومت یمن مین ۲ برس رہی، ۹ھ مین وہ عامل بنکر یمن گئے تھے اور ۱۱ھ مین خود ہی اپنی مرضی سے واپس آگئے،

حضرت معاذؓ نے یمن مین بیت المال کے روپیون سے تجارت کی تھی، اِس کا جو منافع تھا اس سے اپنا قرض پورا کیا[2]، اِس کے ماسوا ہدیہ کی رقم بھی رسول اللہ صلعم کے فرمانے کے مطابق قبول کی تھی، چنانچہ جب یمن سے واپس ہوئے تو ۳۰ راس ان کے ساتھ تھین، یہ سب گو ایک طرح سے خود امیرِ وقت کے اجمالی اشارہ کے مطابق ہوا تھا، لیکن پھر بھی کوئی تصریحی حکم نہ تھا، اسلیے بیت المال کے سرمایہ سے اتنا فائدہ اُٹھانا بھی کھٹک سکتا تھا، یمن سے واپسی، حکومت کی میعاد ختم کرکے مدینۂ منورہ وارد ہوئے، تو رسول اللہ صلعم کا وصال ہوچکا تھا،

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اوس وقت رسول اللہ صلعم کے جانشین تھے، حضرت معاذؓ آئے اور مال ومتاع ساتھ لائے، تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو مشورہ دیا کہ اونکے گذر اوقات کے موافق علحدہ کرکے باقی تمام چیزین اِن سے وصول کرلی جائین" حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ اِن کو رسول اللہ صلعم نے حاکم بناکر بھیجا تھا، اگر اون کی مرضی ہوگی اور

[1] مسند صفحہ ۲۳۰ جلد ۵، [2] استیعاب ابن عبد البر،

میرے پاس لائینگے تو لے لونگا ورنہ ایک حبہ نہ لونگا" حضرت ابوبکرؓ سے صاف جواب ملا تو تو حضرت عمرؓ خود حضرت معاذؓ کے پاس پہنچے اور اون سے اپنا خیال ظاہر کیا، انھون نے کہا کہ مجھکو رسول اللہ صلعم نے صرف اسلیئے بھیجا تھا کہ اپنے نقصان کو پورا کر لون، مین تو کچھ بھی نہ دونگا، حضرت عمرؓ خاموش ہو کر واپس چلے آئے، تاہم وہ اپنے خیال پر قائم تھے،

حضرت معاذؓ نے اوس وقت حضرت عمرؓ سے انکار کر دیا تھا، لیکن آخر تائید غیبی نے حضرت عمرؓ کی موافقت کی، حضرت معاذؓ نے خواب مین دیکھا کہ وہ پانی مین غرق ہونا چاہتے ہین مگر حضرت عمرؓ نے آکر نکالا، سو کے اُٹھے تو سیدھے حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے اور خواب بیان کر کے کہا کہ جو تم نے کہا تھا مجھے منظور ہی، وہان سے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت مین آئے اور تمام کیفیت سُنا کر قسم کھائی کہ جو کچھ ہی سب لاکر دونگا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا مین تم سے کچھ نہ لون گا، مینے تم کو ہبہ کر دیا، حضرت عمرؓ نے حضرت معاذ سے کہا اب اپنے پاس رکھو، اب تمھین اجازت مِل گئی،

شام کی روانگی، یہ مراحل طے ہوگئے تو حضرت معاذؓ نے شام کا قصد کیا، اور اپنے اہل وعیال کو لیکر وہین سکونت پذیر ہوئے، حضرت ابوبکرؓ نے انتقال کیا تو حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے فتوحات اسلامی کا سیلاب بلادِ شام سے گذر رہا تھا، حضرت معاذؓ بھی فوج مین شامل تھے اور میدانون مین دادِ شجاعت دیتے تھے،

سفارت، رسول اللہ صلعم کی تعلیم کی خوبی دیکھو کہ صحابہ مین مختلف کام انجام دینے کی قابلیت پیدا ہوگئی تھی، یہی حضرت معاذؓ مفتی شرع بھی تھے، مجلس ملکی کے ممبر بھی، جامع حمص مین قرآن وحدیث کے معلم بھی تھے، اور صوبۂ یمن کے کہ رسول اللہ صلعم کے عہد مین سلطنت کا سب سے بڑا صوبہ تھا حاکم حکومت بھی، پیچیدہ معاملاتِ اسلام کے سفیر بھی تھے اور میدان

جنگ مین غازی وشجاع ومجاہد بھی،

سفارت کا منصب تفویض ہوا تو نہایت خوش اسلوبی سے اپنے فرائض انجام دیے، شام کے ایک شہر فحل مین ۱۴ھ مین معرکہ کی تیاریان ہوئین تو رومی صلح پر آمادہ ہوئے اور حضرت ابو عبیدہؓ سپہ سالار لشکر اسلام کی خدمت مین پیغام بھیجا کہ کسی شخص کو سفیر بنا کر ہمارے پاس بھیجیے، حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت معاذؓ کو تجویز کیا، حضرت معاذؓ رومی لشکر مین پہنچے تو وہان نہایت ساز و سامان سے دربار آراستہ کیا گیا تھا، ایک خیمہ نصب تھا، جسمین دیبائے زرین کا فرش بچھا ہوا تھا، معاذؓ نے یہ تکلفات دیکھے تو باہر کھڑے ہو گئے، ایک عیسائی نے کہا کہ گھوڑا مین تھام لیتا ہون، آپ اندر تشریف لیجائین، حضرت معاذؓ نے کہ جن کی بزرگی اور تقدس کا عیسائیون تک مین چرچا تھا جواب مین فرمایا کہ مین اس فرش پر جو غربا کا حق چھین کر تیار کیا گیا ہے بیٹھنا پسند نہین کرتا، یہ کہکر زمین پر بیٹھ گئے، عیسائیون نے افسوس کیا کہ ہم آپ کی عزت کرنا چاہتے تھے لیکن آپ کو خود اس کا خیال نہین، حضرت معاذؓ کو غصہ آیا گھٹنون کے بل کھڑے ہو گئے، اور فرمایا کہ "جس کو تم عزت سمجھتے ہو اوس کی مجھے حاجت نہین، اگر زمین پر بیٹھنا غلامون کا شیوہ ہے تو مجھ سے بڑھکر خدا کا کون غلام ہو سکتا ہے؟" رومی حضرت معاذؓ کی اس آزادی اور بے پروائی پر سخت متحیر تھے، یہانتک کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ مسلمانون مین تم سے بھی بڑھکر کوئی ہے؟ انھون نے کہا "معاذ اللہ یہی بہت ہے کہ مین سب سے بدتر ہون" رومی خاموش ہو گئے، حضرت معاذؓ نے کچھ دیر انتظار کر کے ترجمان سے فرمایا کہ "رومیون سے کہو کہ اگر وہ کوئی معاملہ کی گفتگو کرنا چاہتے ہین تو ٹھہرا ہون ورنہ جاتا ہون، رومیون نے کہا ہمارا آپ سے یہ سوال ہے کہ ہمارے ملک پر حملہ کیون کیا گیا؟ حبشہ کا ملک عرب سے قریب ہے، فارس کا بادشاہ فوت ہو چکا ہے اور سلطنت کی باگ ایک عورت کے ہاتھ مین ہے، ان ملکون کو چھوڑ کر

تم نے ہماری طرف کیون رُخ کیا، حالانکہ ہمارا بادشاہ تاجداران روئے زمین کا شاہنشاہ ہی،
اور تعداد مین ہم آسمان کے ستارون اور زمین کے ذرّون کے برابر ہین" حضرت معاذؓ نے کہا
"ہم تم سے جو درخواست کرتے ہین اس کا ماحصل یہ ہی کہ مسلمان ہو جاؤ، ہمارے قبلہ کی طرف
نماز پڑھو، شراب چھوڑ دو، سور کا گوشت نہ کھاؤ، اگر تم ایسا کروگے تو ہم تمہارے بھائی ہین
اور اگر اسلام منظور نہین تو جزیہ دو، اور اِس سے بھی اگر انکار ہی تو اعلانِ جنگ کرتا ہون،
اگر تم آسمان کے ستارون کے برابر ہو تو ہم کو قلت وکثرت کی پروا نہین،

اور ہان تم کو اِس پر ناز ہی کہ تمھارا شاہنشاہ تمھاری جان اور مال کا مالک ہی، لیکن
ہم نے جس کو بادشاہ بنایا ہی وہ اپنے آپ کو ہم پر ترجیح نہین دے سکتا، اگر وہ زنا کا مرتکب ہو
تو دُرّے لگائے جائین، اور چوری کرے تو ہاتھ کاٹے جائین، وہ پردے مین نہین بیٹھتا، اپنے کو
ہم سے بڑا نہین سمجھتا، مال و دولت مین بھی اوس کو ہم پر کوئی ترجیح نہین" رومیون نے اِن باتونکو
بڑے غور سے سُنا اور اسلام کی تعلیم اور پیروانِ دینِ حنیف کے طور وطریق پر نہایت حیرت زدہ
ہوئے، حضرت معاذؓ سے کہا "ہم آپ کو بلقار کا ضلع اور اردن کا وہ حصہ جو آپ کے علاقہ سے
متصل ہی دیتے ہین، اب آپ لوگ اِس ملک کو چھوڑ کر فارس جائیے"، چونکہ یہ کوئی خرید وفروخت کا
معاملہ نہ تھا، حضرت معاذؓ نے اِس کا جواب نفی مین دیا، اور اُٹھکر وہان سے چلے آئے،

فوجی خدمات حضرت معاذؓ اگرچہ خلفائے راشدین کے عہد کے تمام غزوات مین امرائے اعشار
مین شامل تھے، تاہم دو موقعون پر ان کو نہایت ممتاز فوجی عہدے تفویض ہوئے، سفارت سے
واپس آئے تو لڑائی کی تیاریان شروع ہوئین، اِس موقعہ پر ان کو جو امتیاز حاصل ہوا یہ تھا
کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے ان کو میمنہ کا افسر بنایا،

جنگ یرموک مین بھی جو ۱۵ھ مین ہوئی تھی اور نہایت معرکہ کی تھی، حضرت

معاذ میمنہ کے ایک حصہ کے افسر تھے، عیسائیون کا حملہ اس زور شور کا تھا کہ مسلمانون کا میمنہ ٹوٹ کر فوج سے علیحدہ ہوگیا تھا، حضرت معاذؓ نے یہ حالت دیکھی تو نہایت استقلال اور ثابت قدمی کا ثبوت دیا، گھوڑے سے کود پڑے اور کہا مین پیدل لڑون گا، لیکن کوئی بہادر اس گھوڑے کا حق ادا کر سکے تو گھوڑا حاضر ہے، ان کے بیٹے بھی میدان مین موجود تھے، بولے یہ حق مین ادا کرونگا، کیونکہ مین سوار ہو کر اچھا لڑ سکتا ہون، غرض دونون باپ بیٹے رومی فوج کو چیر کر گھس گئے، اس دلیری سے جنگ کی کہ مسلمانون کے اُکھڑے ہوئے پاؤن پھر سنبھل گئے،

مجلس شوریٰ کی رکنیت | مجلس شوریٰ کی باضابطہ تشکیل اگرچہ عہد فاروقی مین عالم وجود مین آئی لیکن اس کا خاکہ عہد صدیقی مین تیار ہو چکا تھا، چنانچہ ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت ابوبکرؓ جن لوگون سے سلطنت کے مہات اُمور مین مشورہ لیتے تھے، ان مین حضرت معاذ کا نام نامی بھی داخل تھا حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت مین مجلس شوریٰ کا باقاعدہ انعقاد کیا، تو حضرت معاذ اس زمانہ مین بھی اس کے رکن تھے[1]

افواج شام کی سپہ سالاری، | عہد فاروقی مین ملک شام کی تمام فوج حضرت ابوعبیدہؓ کے ماتحت تھی، ۱۸ھ مین نہایت زور شور سے شام مین طاعون نمودار ہوا، جو طاعون عمواس کے نام سے مشہور ہے، حضرت ابوعبیدہؓ نے اسی مین وفات پائی، انتقال کے قریب حضرت معاذؓ کو اپنا جانشین بنایا اور چونکہ نماز کا وقت آچکا تھا حکم دیا کہ وہی نماز پڑھائین، ادھر نماز ختم ہوئی اُدھر انھون نے داعیِ اجل کو لبیک کہا، اور حضرت معاذؓ کچھ دنون سپہ سالاری کے منصب پر فائز رہے،

وفات، | بیماری اسی طرح زورون پر تھی، اور لوگ سخت پریشان تھے، عمرو بن عاص نے کہا کہ

---

[1] کنز العمال صفحہ ۱۳۴ بحوالہ ابن سعد جلد ۳،

یہان سے ہٹ چلو، یہ بیماری نہین بلکہ آگ ہی" حضرت معاذؓ نے سُنا تو نہایت برہم ہوئے، کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا، جس مین عمرو کو سخت و سست کہا، اس کے بعد فرمایا کہ "یہ وبا، بلا نہین، خدا کی رحمت ہی، نبی کی دعوت ہی، اور صالحین کے اُٹھنے کی ساعت ہی، مین نے آنحضرت صلعم سے سنا تھا کہ مسلمان شام مین ہجرت اختیار کرین گے شام اسلام کے علم کے نیچے آجائیگا، پھر ایک بیماری پیدا ہوگی، پھوڑے کی طرح جسم کو زخمی کرےگی جو اس مین مرے گا شہید ہوگا اور اوس کے اعمال پاک ہوجائینگے، الٰہی! اگر مین نے یہ حدیث رسول اللہ صلعم سے سُنی ہے تو یہ رحمت میرے گھر مین بھیج! اور مجھکو اِس مین کافی حصہ دے[1]!

تقریر ختم کر کے اپنے بیٹے کے پاس آئے جن کا نام عبد الرحمن تھا، دعا قبول ہوچکی تھی دیکھا تو بیٹا اسی بیماری مین مبتلا تھا، باپ کو دیکھکر کہا الحق من ربك فلا تكونن من الممترين، یہ موت جو حق ہی، خدا کی طرف سے ہی، شک کرنے والون مین نہ ہوجیئے، حضرت معاذؓ نے جواب دیا ستجدنی ان شاء الله من الصابرين، تو انشاء اللہ مجھے صابرون مین پائے گا، حضرت عبد الرحمنؓ نے انتقال کیا، بیٹے کے فوت ہونے سے پہلے دو بیویان اسی بیماری مین مرچکی تھین، اب حضرت معاذؓ تنہا رہ گئے تھے، ساعت مقررہ آگئی تو خدا کا بندۂ خاص بھی دائرۂ رحمت مین شامل ہوا، داہنے ہاتھ کی کلمہ والی اُنگلی مین پھوڑا نکلا، حضرت معاذؓ نہایت خوش تھے، فرماتے تھے کہ تمام دنیا کی دولت اِس کے سامنے ہیچ ہی، با این ہمہ تکلیف اس قدر تھی کہ بیہوش تھے، ہوش آتا تو کہتے "خدایا! مجکو اپنے غم مین غمگین کر کیونکہ مین تجھ سے نہایت محبت رکھتا ہون، اور اِس کو تو خوب جانتا ہی" پھر بیہوش ہوجاتے جب افاقہ ہوتا تو پھر یہی فرماتے، وفات کی رات بھی عجیب رات تھی، حضرت معاذؓ نہایت بیچین تھے، بار بار پوچھتے تھے "دیکھو صبح ہوئی؟"

[1] مسند صفحہ ۲۴۰ و ۲۴۴ جلد ۵ [2] مسند صفحہ ۱۴۱

لوگ کہتے تھے کہ ابھی نہین، جب صبح ہوئی اور خبر کی گئی تو فرمایا، اُس رات سے خدا کی پناہ جس کی صبح جہنم مین داخل کرتی ہو، مرحبا اے موت! مرحبا! تو اوس دوست کے پاس آئی جو فاقہ کی حالت مین ہی، الٰہی مین تجھ سے جس قدر خوف کرتا تھا، تجھکو خوب معلوم ہی، آج مین تجھ سے بڑی اُمیدین رکھتا ہون، مین نے کبھی دنیا اور درازی عمر کو اسلیئے پسند نہین کیا، کہ درخت بونے اور نہر کھودنے مین وقت صرف کرتا، بلکہ اسلیئے چاہتا تھا کہ فضائح دفواحش سے دور رہون، کرم وجود کو فروغ دون، اور ذکر کے حلقون مین علمار کے پاس بیٹھون" وفات کا وقت قریب پہنچا تو حضرت معاذ گریۂ وبکا مین مشغول تھے، لوگون نے تسلی دی کہ آپ رسول اللہ صلعم کے صحابی ہین اِس کے ماسوا فضائل ومحامد سے ممتاز ہین، آپ کو رونے کی کیا ضرورت ہے؟ حضرت معاذ نے فرمایا مجھے نہ موت کی گھبراہٹ ہی، اور نہ دنیا چھوڑنے کا غم، مجھے عذاب وثواب کا خیال ہی، اِسی حالت مین روح مطہر جسم سے پرواز کرگئی، اور خالق کون ومکان کا پیارا اپنے محبوب آقا کے جوارِ رحمت مین داخل ہوگیا،

وفات کے وقت حضرت معاذؓ کی عمر شریف ۳۳ سال کی تھی، اور اسلامی سنہ ۱۸ ہجری تھا، وفات بھی نہایت مبارک خطہ مین واقع ہوئی، بیت المقدس اور دمشق کے درمیان غور نامی ایک صوبہ تھا، جس مین منجملہ اور شہرون کے بیسان بھی ایک مشہور ومعروف شہر تھا، جو نہر اردن کے قریب واقع تھا، اِسی بیسان مین حضرت معاذؓ نے وفات پائی، شہر کے مشرقی طرف وہ مقدس مقام واقع تھا جہان سے حضرت عیسیٰؑ اُٹھائے گئے تھے، حضرت معاذؓ کا مدفن اُسی کو تجویز کیا گیا، چنانچہ شبیہ ابراہیمؑ نے اِس بابرکت مقام مین جگہ پائی جہان ابراہیمؑ کا ایک فرزند جلیل (مسیحؑ)، مراحل حیات فانی طے کرکے مدارجِ زندگی ابدی کی معراج کمال پر پہنچا تھا،

حلیہ، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا حلیہ یہ تھا، رنگ سپید، چہرہ روشن، قد دراز، آنکھین سرگین اور بڑی بڑی، ابرو پیوستہ، بال سخت گھونگھر والے، آگے کے دانت صاف اور چمکتے ہوئے، بات کرنے مین دانت کی چمک ظاہر ہوتی تھی، جس کو انکا ایک عقیدت کیش "نور" اور "موتی" سے تعبیر کرتا ہی، آواز بہت پیاری اور گفتگو نہایت شیرین تھی، اور حسنِ صورت مین وہ عموماً صحابہ سے ممتاز تھے،

اولاد، حضرت معاذؓ کا سن ہی کیا تھا، وفات کے وقت وہ شباب کی دوسری منزل پر تھے تاہم صاحب اولاد تھے، بعض بزرگون نے تو صاف کہدیا ہے کہ لم یولد له قط، یعنے معاذ کی سرے سے اولاد ہی نہین ہوئی لیکن ہم کو مستند ذرائع سے ان کے ایک بیٹے کا وجود معلوم ہوا ہی جن کا نام عبد الرحمن تھا، صاحب استیعاب کا خیال ہی کہ یہ حضرت معاذؓ کے ساتھ یرموک مین شریک تھے، ۱۸ھ مین طاعون عمواس مین حضرت معاذؓ سے پیشتر وفات پائی، ازواج کی تفصیل بھی نامعلوم ہی، اِس قدر معلوم ہے کہ طاعون عمواس مین ان کی دو بیبیون نے وفات پائی،

علم وفضل، حضرت معاذؓ کو جن علوم مین کمال تھا وہ قرآن، حدیث اور فقہ ہین، قرآن دانی کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہی کہ خود حامل قرآن نے ان کی مدح فرمائی تھی، چنانچہ ایک حدیث جو حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ کے ذریعہ سے روایت کی گئی ہی، ہمارے اس قول کی تصدیق کرتی ہی، اس حدیث مین آنحضرت صلعم نے صحابہ چار بزرگون سے قرآن پڑھنے کی تاکید فرمائی تھی، ان عناصر اربعہ کے ایک رکن حضرت معاذؓ بھی تھے، اس کی وجہ یہ تھی آنحضرت صلعم کے عہد مبارک مین جو اصحاب پورے قرآن کے حافظ ہوچکے تھے ان مین ایک یہ بھی تھے،

حدیث، رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین اگرچہ صحابہ کو روایت کی نوبت بہت کم آتی تھی، کہ خود

خود حامل نبوت سامنے تھا، تاہم اوس زمانہ مین بھی متعدد صحابہ ان سے احادیث نبوی دریافت کرتے تھے، چنانچہ حضرت انسؓ کا واقعہ اسد الغابہ مین مذکور ہی لیکن چونکہ وہ احادیث کے بیان مین سخت محتاط تھے اور نیز اسلیے بھی کہ آنحضرت صلعم کے اخیر زمانہ سے لیکر اپنی وفات تک بڑے بڑے کامون کے انجام دینے کے لیۓ برابر مدینہ سے باہر رہتے، یمن سے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین ان کو تعلیم وروایات کے لیۓ شام بھیجدیا اور وہین انکا ۱۸ھ مین عین عالم شباب مین انتقال ہوگیا، اسلیۓ جیساکہ شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہی "حدیث او چندان باقی نماند"

تاہم روایات کا سلسلہ زندگی کی اخیر سانس کے ساتھ وابستہ تھا، عمواس کے طاعون مین جب انگلی کی سوزش بستر مرگ پر تڑپا رہی تھی، زبانِ مبارک اس فرض کی ادائگی مین مصروف[1] تھی،

وفات کے وقت بھی یہی حال تھا، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور کچھ اور لوگ پاس بیٹھے تھے، وقت وفات قریب آیا تو فرمایا "پردہ اٹھاو، مین ایک حدیث بیان کرون جس کو ابتک مین نے اسلیۓ مخفی رکھا تھا کہ لوگ تکیہ کر بیٹھین گے" اس کے بعد ایک حدیث بیان کی[2]،

حضرت معاذؓ کی روایتین اگرچہ دیگر صحابہ سے کم ہین، تاہم ان کا شمار راویانِ حدیث کے تیسرے طبقہ مین تھا، ان کی احادیث کی مجموعی تعداد (۱۵۷) ہے، جس مین دو حدیثون پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہی،

تلامذہ حدیث کی تعداد کثیر تھی، اکابر صحابہ کا ایک بڑا طبقہ ان سے احادیث کی روایت

[1] مسند صفحہ ۲۳۳ جلد ۵ [2] مسند صفحہ ۲۳۶ جلد ۵،

کرتا ہی، حضرت عمرؓ، ابوقتادہ انصاریؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عمرو بن عاص، انس بن مالکؓ، ابوامامہ باہلی، ابولیلیٰ انصاریؓ، ابوالطفیلؓ،

تلامذہ خاص مین حسب ذیل حضرات شامل ہین، ابن عدیؓ، ابن ابی اوفی اشعریؓ، عبدالرحمن بن سمرۃ العبشیؓ جابر بن انسؓ، ابوثعلبہ خشنی، جابر بن سمرۃ السوائی، مالک بن نیخامر، عبدالرحمن بن غنم، ابومسلم خولانی، ابوعبداللہ صنابحی، ابووائل، مسروق، جنادہ بن ابی امیہ، ابوادریس خولانی، جبیر بن نفیر، اسلم مولیٰ حضرت عمرؓ، اسود بن ہلال، اسود بن یزید، وغیرہم،

فقہ، | خود عہد نبوی مین حضرت معاذؓ کا شمار اکابر فقہا مین تھا، اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہی، کہ خود رسول اللہ صلعم نے ان کے فقیہ ہونے کی شہادت دی، چنانچہ فرمایا

اعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل — ہمارے صحابہ مین حلال وحرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبلؓ ہین،

حضرت عمرؓ نے ایک موقع پر ان کے متعلق کہا لولا معاذ لھلک عمر یعنے اگر معاذ نہوں تو عمر ہلاک ہوجائے، اس سے حضرت معاذؓ کے رتبۂ اجتہاد و درجۂ استنباط پر کافی روشنی پڑتی ہی، حضرت عمرؓ اس کے علاوہ اور بھی متعدد مرتبہ حضرت معاذؓ کے فقیہ ہونے کا اعلان کیا، چنانچہ جب جابیہ مین خطبہ دیا تو فرمایا،

من اراد الفقہ فلیات معاذا — یعنے جسے فقہ سیکھنا ہو وہ معاذ کے پاس جائے،

طلب علم اور شوق تحصیل، | ان اوراق کو پڑھکر تم کو تعجب ہوگا کہ اونکو یہ فضل وکمال کا منصب کیونکر ہاتھ آیا؟ اس کا جواب یہ ہی کہ ایک تو اون کا فطری شوق، اور طبعی ذکاوت ذہانت جس کا

ہر موقع پر اظہار ہوتا ہی، دوسرے یہ کہ خود معلم نبوت صلعم ایسے جوہر قابل اور مستعد طالب
کو دیکھکر اون کی طرف خاص عنایت مبذول فرماتے تھے، حضرت معاذ رضہ رسول اللہ صلعم
کی خدمت مین اکثر حاضر رہتے تھے، آنحضرت صلعم کی ہر مجلس تعلیم و تربیت کی ایک درسگاہ
ہوتی تھی، اِن کو اکثر اوقات اس سے اِستفادہ کا موقع حاصل ہوتا تھا،

حضرت معاذ رضہ بسا اوقات آنحضرت صلعم کے ساتھ تنہا ہوتے تھے، آنحضرت صلعم
ایسے اوقات خاص مین ان کو مختلف مسائل تعلیم کیا کرتے تھے، کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ
حضرت معاذ کو کوئی مسئلہ پوچھنے کی ضرورت ہوتی تو آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوتے
آنحضرت صلعم اپنے سعادت کدہ مین تشریف نہ رکھتے تو
آپ کی تلاش مین دور تک نکل جاتے، چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین
آئے، معلوم ہوا کہ آپ کہین تشریف لے گئے ہین، راستہ مین لوگون سے پوچھتے جاتے تھے
کہ رسول اللہ صلعم کدھر تشریف لے گئے، آخر ایک جگہ آپ کو پالیا، آنحضرت صلعم کھڑے
ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، وہ بھی پیچھے کھڑے ہو گئے، اور نماز کی نیت کرلی، آپ نے دیر
تک نماز ادا فرمائی، فارغ ہوئے تو اونھون نے پوچھا کہ "حضور نے بڑی لمبی نماز پڑھی"
فرمایا "یہ ترغیب و ترہیب کی نماز تھی، مین نے خدا سے تین باتون کی درخواست کی تھی
جس مین دو کے متعلق رضامندی ظاہر ہوئی اور ایک کی نسبت مین روکدیا گیا، مین نے یہ چاہا
کہ میری اُمت غرق سے محفوظ رہے، یہ مجھکو دیا گیا، ایک یہ خواہش کی تھی کہ غیر مسلم دشمن
اِسلام پر غالب نہ آسکے، یہ بھی عطا کیا گیا، ایک یہ تمنا تھی کہ اِسلام مین اختلاف و تفریق نہ ہو
اِس کو مسترد کر دیا گیا،[1]

---

[1] مسند صفحہ ۲۴۰ جلد ۵،

غزوۂ تبوک سے مراجعت کے وقت رسول اللہ صلعم کو خالی پاکر حضرت معاذؓ نے پوچھا کہ مجھکو وہ عمل بتائیے جو میرے دخولِ جنت کا سبب بنے، آنحضرت صلعم اِس سوال سے نہایت مسرور ہوئے اور فرمایا بخٍ! لقد سألت عن عظیم" یعنے تم نے بہت بڑی بات پوچھی، اِس کے ساتھ ہی یہ بھی خوف لگا رہتا تھا کہ کہین اور لوگ خلل انداز نہ ہون، کیونکہ شمعِ نبوت کے گرد ہر وقت پروانون کا ہجوم رہتا تھا، چنانچہ اسی روایت مین حضرت معاذؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم ابھی بیان فرما ہی رہے تھے، کہ کچھ لوگ آتے دکھائی دئیے مجھکو ڈر لگا کہ رسول اللہ صلعم کی توجہ میری طرف منعطف نہ ہوجائے، مین نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ فلان بات جو آپ نے فرمائی تھی اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ چنانچہ آنحضرت صلعم نے اوس کو بیان فرمایا،

حضرت معاذؓ کو ایسے موقعہ کی ہمیشہ تلاش رہتی تھی، موقعہ ملنے پر آنحضرت صلعم سے فوراً سوال کرتے تھے، لیکن نبوت کا ادب ضروری تھا، رسول اللہ صلعم کا مزاج پہچانکر سوال کی جرأت کرتے تھے، غزوۂ تبوک سے قبل لوگ طلوعِ آفتاب کے وقت سواریون پر سو رہے تھے، حضرت معاذؓ کو اب موقعہ تھا، اونٹ اودھر اودھر راستہ مین چرتے پھرتے تھے، جن کی پشت پر عالم خواب بپا تھا، حضرت معاذؓ آنحضرت صلعم کی خدمت مین پہنچے، آنحضرت صلعم بھی مصروفِ خواب تھے اور ناقہ مبارک چرتی اور کھاتی چلی جارہی تھی، حضرت معاذؓ کا اونٹ گرا، انھون نے مہار کھینچی، جس سے اوس کی وحشت مین اور اضافہ ہوا، اس کے بدکنے سے رسول اللہ صلعم کا اونٹ بھی بدکا، آنحضرت صلعم خواب سے بیدار ہوئے پیچھے دیکھا تو معاذ سے زیادہ کوئی قریب نہ تھا، آپ نے پکارا معاذ! انھون نے کہا "حضور" آپ نے فرمایا میرے قریب

---

[1] مسند صفحہ ۲۳۰ جلد ۵، [2] ایضاً،

آجاؤ، حضرت معاذؓ اس قدر قریب آگئے کہ آنحضرت صلعم اور معاذؓ کے اونٹ بالکل برابر کھڑے تھے، آنحضرت صلعم نے فرمایا دیکھو لوگ کس قدر دور ہین، حضرت معاذؓ نے کہا سب سو رہے ہین اور جانور چر رہے ہین، آپ نے فرمایا مین بھی سو رہا تھا، اس قدر باتین کرنے پر رسول اللہ صلعم کا رُخ دیکھا تو درخواست کی کہ مین کچھ پوچھنا چاہتا ہون، آپ اجازت دین تو ایسے امر کی نسبت سوال کرون گا جس نے مجھکو غمگین، مریض اور سقیم بنا دیا ہی، آنحضرت صلعم نے فرمایا جو چاہو پوچھ سکتے ہو،[1]

ایک اور سفر مین تم کہین اوپر پڑھ چکے ہو کہ آنحضرت صلعم نے اون کو تین دفعہ پکارا اور ہر دفعہ اونھون نے ادب سے جواب دیا، آنحضرت صلعم نے تیسری دفعہ اون کو یہ تعلیم کی کہ "کلمۂ لا الہ الا اللہ کا قائل جنت مین داخل ہوگا، اگرچہ وہ گنہگار ہو، حضرت معاذؓ نے اس کا اعلان کرنا چاہا تو فرمایا ایسا نہ کرو کہ لوگ عمل چھوڑ بیٹھین گے، غرضکہ یہ شریعت کا راز تھا، تاہم اوس کے لیے معلم شریعت نے حضرت معاذؓ کا سینہ منتخب فرمایا،

طبیعت مین تلاش اور کرید بھی تھی، ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے ایک خاص مسئلہ دریافت کیا تھا، آپ نے اوس کا جواب مرحمت فرمایا، ایک ظاہر بین کے لیے وہ جواب بالکل کافی تھا، لیکن حضرت معاذؓ نے بس نہ کی، پوچھا یا رسول اللہ! یہ حکم اس شخص کے لیے خاص یا تمام مسلمانون کے لیے ہی، آپ نے فرمایا نہین عام ہی،[2]

منصب تعلیم، تحصیل علم مین جد وجہد اور مسائل مین غور وخوض کا مرحلۂ دشوار گذار طے ہوا تو منزل مقصود سامنے تھی یعنی یہ کہ فیض تربیت سے وہ فقیہ تھے، امام تھے، مجتہد تھے، اور معلم تھے، رسول اللہ صلعم کے ایام مبارک ہی مین حضرت معاذؓ مسند ارشاد پر متمکن ہو چکے تھے، ہشتم

[1] مسند صفحہ ۲۴۵ جلد ۵، [2] مسند صفحہ ۲۴۴ جلد ۵،

فتح ہوا تو آنحضرت صلعم نے اِن کو مکہ مین چھوڑا کہ یہین رہ کر لوگون کو سنن اور فقہ سکھائین[1]

سنہ ۹ ھ مین والیِ یمن بنا کر بھیجا، تو فصلِ قضایا کے علاوہ اہل یمن کی تعلیم بھی انھین کے ذمہ کی، حضرت ابوبکرؓ کے عہد مین بھی منصب افتا پر سرفراز رہے، حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت مین اہل شام کو تعلیم کی ضرورت تھی، یزید بن ابی سفیان والی شام نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ کچھ لوگون کو اس غرض کے لیئے یہان بھیجیئے، حضرت عمرؓ نے حضرت معاذؓ وغیرہ کو بلایا، اور شام جانے کی ہدایت کی، حضرت معاذؓ نے فلسطین مین سکونت اختیار کی اور تعلیم مین مشغول ہوئے[2]، تمام ملک شام مین صرف دو صحابی تھے، جن کی ذات علوم و فنون کا مرکز بنی ہوئی تھی، حضرت معاذؓ ان مین سے ایک تھے،

حضرت معاذؓ کی سکونت اگرچہ علاقہ فلسطین مین محدود تھی، لیکن اشاعتِ علوم کا دائرہ غیر محدود تھا، فلسطین سے متجاوز ہو کر دمشق اور حمص تک مین اِن کے حلقۂ درس قائم تھے، اور خود حضرت معاذؓ نے اِن مقامات مین جا کر درس دیا تھا، قاعدہ تھا کہ مجلس مین چند صحابہ کسی مسئلہ پر مباحثہ کرتے، حضرت معاذؓ خاموش بیٹھے رہتے، جب معاملہ طے نہ ہوتا، تو حضرت معاذؓ اس کا فیصلہ کرتے تھے،

ابو ادریس خولانی جامعِ دمشق مین گئے دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان تشریف فرما ہی، اور لوگ اس کے گرد جمع ہین، جب کسی چیز مین اختلاف ہوتا ہی تو اوس کی طرف رجوع کرتے ہین، اور وہ تسلی بخش جواب سے مطمئن کرتا ہی، پوچھا کون صاحب ہین؟ لوگون نے کہا معاذ بن جبل ہین[3]،

ابو مسلم خولانی جامع حمص مین آئے، وہان ایک حلقہ تھا، جس مین ۳۲ صحابہ بیٹھے تھے،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۹۹ قسم اول مغازی، [2] صفحہ ۱۰۸ ۲ جلد کنز العمال بحوالہ، [3] مسند صفحہ ۲۳۳ جلد ۵،

اور سب سن کہولت تک پہونچ چکے تھے، ایک نوجوان بھی بیٹھا تھا، جب کسی مسئلہ مین اختلاف رائے ہوتا، نوجوان سے فیصلہ کراتے تھے، یہ نوجوان معاذ بن جبل تھے[1]،

غرض حضرت معاذؓ کی مجلس علمی کا سلسلہ حمص تک تھا، شہرون کی جامع مسجدین اونکی درسگاہ کا کام دیتی تھین، وہ مختلف شہرون مین دورہ کرتے تھے، اور جہان جاتے تھے علم کا مرکز وہان منتقل ہوجاتا تھا،

حضرت ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے کہ "دنیا مین صرف تین عالم ہین، جن مین ایک شام مین اقامت پذیر ہی" یہ حضرت معاذؓ کی طرف اشارہ تھا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ لوگون سے پوچھتے تھے کہ جانتے ہو عقلا کون ہین؟ لوگ کہتے کون ہین؟ فرماتے معاذ بن جبل اور ابو درداؓ عقلا سے مقصود ظاہر ہے کہ عقلائے شریعت ہین،

مجتہد کے لیئے سب سے زیادہ ضروری اصابت رائے ہی، حضرت معاذؓ اس درجہ صائب الرائے تھے کہ خود رسول اللہ صلعم نے بعض موقعون پر ان کی رائے کو پسند فرمایا،

پڑھ چکے ہو کہ یمن روانہ کرتے وقت آنحضرت صلعم نے معاذ سے پوچھا تھا کہ "مقدمہ آئیگا توکیونکر فیصل کروگے؟" حضرت معاذؓ نے جواب دیا "کتاب اللہ سے" آپ نے فرمایا "اگر اوس مین نہ پاؤ" تو عرض کی "سنت رسول اللہ صلعم سے" پھر فرمایا "اگر اوس مین بھی نہ پاؤ" تو عرض کی کہ "اجتہاد کرونگا" یہ سنکر آنحضرت صلعم اس قدر خوش ہوئے کہ اون کے سینہ پر اپنا دست مقدس پھیرا اور فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے تم کو اس بات کی توفیق دی جس کو مین پسند کرتا ہون،، حضرت معاذؓ کے جواب سے گویا اصول فقہ کا یہ پہلا اصول مرتب ہوا کہ احکام اسلامی کے یہ تین بہ ترتیب ماخذ ہین، اول کتاب الٰہی، پھر حدیث نبوی، اور اس کے بعد قیاس،

---

[1] مسند صفحہ ۲۳۷، جلد ۵،

ابتدا اگر جن لوگون کی نماز چھوٹ جاتی، وہ نمازیون سے اشارہ سے پوچھتے تھے کہ کے رکعتین ہو چکین، وہ اشارے سے جواب دیدیتے، اور اس طرح لوگ اور فوت شدہ رکعتین پوری کر کے نماز مین ملجاتے تھے، ایک دن جماعت ہو رہی تھی، اور سب قعدہ مین تھے، حضرت معاذ آئے اور رکعتین پوری کرنے سے قبل جماعت کے ساتھ قعدہ مین شریک ہو گئے، آنحضرت صلعم نے سلام پھیرا تو حضرت معاذؓ نے اُٹھکر بقیہ رکعتین پوری کین، آنحضرت صلعم نے دیکھا تو فرمایا قد سن لکم فهکذا فاصنعوا یعنے معاذ نے تمہارے لیئے ایک طریقہ نکالا ہی، تم بھی ایسا ہی کیا کرو،

آج دنیا مین جس قدر مسلمان ہین اسی طریقہ سے فوت شدہ نماز ادا کرتے ہین، اور یہ فخر حضرت معاذؓ کے لیئے کیا کم ہے کہ ان کی سنت تمام مسلمانون کے لیئے واجب العمل قرار دی گئی، نماز اور روزہ کے تین دور انھون نے جس طرح قایم کیئے تھے وہ بھی اون کے تفقہ پر شاہد عدل ہی، اسی بنا پر ان کے اجتہادات جہان دوسرے صحابہ سے مختلف ہوئے صحت اور یقین کا دامن اکثر ان کے ہاتھ مین رہا،

جماع کی ایک صورت خاص مین صحابہ کرام مین اختلاف تھا، حضرت عمرؓ بھی نہایت متردد تھے، مگر عام صحابہ کی تردید نہ کر سکتے تھے، لیکن حضرت معاذ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو سب سے اختلاف تھا، آخر حضرت عائشہؓ نے حضرت معاذ کی رائے سے اتفاق کیا، اور حضرت عمرؓ نے تمام صحابہ کو اون کے خیال پر متفق کیا،

اسی طرح ایک مرتبہ، ایک اور پیچیدہ صورت پیدا ہوئی، ایک حاملہ عورت کا شوہر دو برس سے غائب تھا، لوگون کو شبہہ ہوا، حضرت عمرؓ سے ذکر کیا، حضرت عمرؓ نے اوس کو سنگسا

[1] مسند صفحہ ۲۳۳ و ۲۴۶ جلد ۵، [2] مسند صفحہ ۲۴۶ جلد ۵، [3] مسند ابی ۱۱۵ جلد ۵،

کرنے کا حکم دیا، حضرت معاذؓ موجود تھے، بولے کہ عورت کے رجم کا آپ کو بے شک حق ہی، لیکن بچہ کا رجم کیا معنی رکھتا ہی؟ حضرت عمرؓ نے اوس کو چھوڑ دیا کہ وضع حمل کے بعد سنگسار کیجائے، لڑکا پیدا ہوا تو اپنے باپ سے بالکل مشابہ تھا، باپ نے دیکھا تو قسم کھاکر کہا کہ یہ تو میرا بیٹا ہی، حضرت عمرؓ کو خبر ملی تو فرمایا کہ معاذ کا مثل عورتین نہ پیدا کرین گی، اگر معاذ نہوتے تو عمرؓ ہلاک ہو جاتا،،

قدرت نے جس فیاضی سے حضرت معاذؓ کو کمالات کے خزانے عطا فرمائے تھے اسکا اعتراف طبقۂ صحابہ مین ہرکہ ومہ کو تھا، حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے عجزت النساء ان یلدن مثل معاذ یعنی معاذ جیسا شخص پیدا کرنے سے عورتین عاجز ہین "

وہ خلافت کے مستحق تھے، | حضرت عمرؓ کے انتقال کا وقت قریب آیا، لوگون نے عرض کیا کہ کسی کو خلیفہ بنایا جائے، حضرت عمرؓ نے ایک مختصر تقریر فرمائی جس کا ایک فقرہ یہ تھا کہ اگر معاذ بن جبل زندہ ہوتے تو اون کو خلیفہ مقرر کرسکتا تھا، خدا پوچھتا تو کہتا کہ اسلام کا اوس شخص کو خلیفہ بنا کر آیا ہون جس کے متعلق رسول اللہ صلعم فرما چکے تھے "یاتی معاذ بین العلماء برتوۃ"

اخلاق وعادات، | حضرت معاذؓ کے مناقب ومحامد کا ایک ایک باب پڑھ چکے اوس سے اون کے اخلاقی خصوصیات کا پورا نقشہ تمھارے ذہن مین کھنچ گیا ہوگا، ایک مسلمان کے ذاتی اخلاق و عادات کا سب سے بڑا مظہر اوس کے اور خدا کے راز ونیاز کے تعلقات ہین، چنانچہ حضرت معاذؓ دوسرے تربیت یافتگان نبوت کی طرح پچھلی پہر رات سے اُٹھ کر اس کاروبار مین مصروف ہوجاتے تھے، اور عبد ومعبود کے درمیان وہ مکالمۂ اخلاص شروع ہوجاتا تھا جو عباد الرحمٰن کے لئے مخصوص ہے، یہ اُسی عشق آلہی کا اثر تھا کہ جب عمواص مین طاعون کی وبا پھیلی اور حضرت عمرو بن العاص نے آبادی چھوڑ کر میدان مین نکل جانے کی صلاح دی تو اونکو اس تجویز سے

لہ کنز العمال صفحہ ۸۶ جلد ۷ بحوالہ صحیح بخاری ومسلم،

سخت تکلیف ہوئی، اور فرمایا کہ "یہ رحمت الٰہی ہے اسے خدا اپنی اس رحمت کو تو میرے گھر بھیج"

حبِ رسول، حبِ الٰہی کے بعد حبِ رسول کا درجہ ہے، سن چکے ہو کہ وہ جب کبھی آپ کو نہ پاتے تھے، تو کس طرح آپکی تلاش میں نکل جاتے تھے، ایک بار رسول اللہ صلعم کسی سفر میں تشریف لے گئے، صحابہ بھی ہمراہ تھے، آنحضرت صلعم کا قاعدہ تھا کہ مہاجرین کو اپنے قریب اتارتے تھے، آنحضرت صلعم صحابہ کے مجمع سے جن مین معاذ بن جبلؓ بھی تھے اٹھکر چلے گئے، معاذ کو بڑا غم ہوا، شام تک انتظار کیا، اس کے بعد ابو موسیٰ اشعری کو لیکر آنحضرت صلعم کی تلاش میں نکلے، راستہ میں آواز معلوم ہوئی دیکھا تو آنحضرت صلعم تھے، معاذ کو دیکھکر پوچھا کیون؟ ان لوگون نے کہا کہ آپ آج تشریف نہ رکھتے تھے، ہم کو خوف ہوا کہ خدانخواستہ کوئی ضرر نہ پہنچا ہو، اس وقت آپ کو ڈھونڈھنے کے لیئے نکلے تھے، [۱]

ادبِ رسول، آنحضرت صلعم کا بیحد ادب و احترام کرتے تھے، ایک بار یمن سے آئے تو آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ یمن مین کچھ لوگ دیکھے جو ایک دوسرے کو سجدہ کرتے تھے، کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کرین؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر مین کسی انسان کے لئے سجدہ جائز کرتا تو وہ صورت ہوتی کہ عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے، [۲]

خود جناب رسالت پناہ بھی اس محبت و جان نثاری کی بنا پر ان سے نہایت محبت کرتے تھے، ایک بار حضرت معاذؓ رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھے، آنحضرت صلعم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ مجھکو تم سے بہت محبت ہے، حضرت معاذؓ نے کہا میرے مان باپ آپ پر فدا! مین بھی آپ کو نہایت محبوب رکھتا ہون، آنحضرت صلعم نے فرمایا مین ایک وصیت کرتا ہون، اس کو کبھی ترک نہ کرنا، یہ کہکر ایک دعا بتائی، جو حضرت معاذؓ نے ہر نماز کے بعد ہمیشہ پڑھی، [۳]

۱؎ مسند صفحہ ۲۳۲ جلد ۵ ۲؎ مسند صفحہ ۲۲۷ جلد ۵ ۳؎ مسند صفحہ ۲۴۵ جلد ۵ و ادب المفرد صفحہ ۱۳۶،

رسول اللہ صلعم کی وصیت کا اس قدر خیال تھا کہ اپنے تلمیذ خاص صنابحی کو حضرت معاذ رض نے وصیت کی، صنابحی پر یہ اثر تھا کہ انھون نے اپنے شاگرد ابو عبد الرحمن حبلی کو اور حبلی نے عقبہ بن مسلم تجیبی کو اس کے پڑھنے کی وصیت کی تھی[1]،

مذکورۂ بالا واقعات تمام تر عہدِ نبوت سے تعلق رکھتے تھے، عہدِ نبوت مین حضرت معاذ رض کی محبت کا جو نقشہ تھا، اوپر گذر چکا، لیکن رسول اللہ صلعم کے انتقال کے بعد اون کی کیا کیفیت تھی اِس کا بیان اب سننا چاہیئے،

رسول اللہ صلعم کی رحلت کے بعد حضرت معاذ رض کا اضطرار و اضطراب حد درجہ یاس انگیز تھا، یمن سے واپس ہو کر آئے تو مدینہ منورہ رسول اللہ صلعم کے جمال مبارک سے خالی ہو چکا تھا، حضرت معاذ رض نے مدینۂ منورہ کو چھوڑ کر شام مین سکونت اختیار کی،

شام مین بھی محبوب کا فراق چین نہ لینے دیتا تھا، ۱۶ھ مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف لے گئے، حضرت بلال رض بھی موجود تھے، حضرت عمر رض نے ان سے درخواست کی کہ آج اذان دیجیئے، بلال نے کہا کہ مین ارادہ کر چکا تھا کہ رسول اللہ صلعم کے بعد کسی کے لیئے اذان نہ دونگا، لیکن آج آپ کا ارشاد بجا لاتا ہون، اذان دینی شروع کی تو صحابہ کو رسول اللہ صلعم کا عہد مبارک یاد آگیا، تمام صحابہ پر رقت طاری تھی، حضرت معاذ بن جبل رض روتے روتے بیتاب ہو گئے تھے،

امر بالمعروف، حضرت معاذ رض نے امر بالمعروف مین کبھی لومۃ لائم کی پروانہ کی، شام گئے تو دیکھا کہ شامی وتر نہین پڑھتے، امیر معاویہ حاکم شام تھے، اِن سے پوچھا کہ وتر نہ پڑھنے کا کیا سبب؟ امیر کو معلوم نہ تھا پوچھا کیا وتر واجب ہے؟ حضرت معاذ رض نے کہا ہان[2]،

---

[1] مسند صفحہ ۲۴۵ جلد ۵، [2] مسند صفحہ ۲۴۲ جلد ۵،

جود، | نہایت فیاض تھے، چنانچہ اسی سخاوت کی بدولت ان کی تمام جائداد بیع ہوگئی، اسکے ماسوا اسلام کو بھی ان کی سخاوت سے فائدہ پہنچا تھا،

صدق، | راست گفتاری مین وہ عموماً تسلیم کیئے جاتے تھے، اس سے زیادہ ان کے صدق کی کیا دلیل ہوگی کہ خود رسول اللہ صلعم نے ان کی صداقت کی تصدیق فرمائی تھی حضرت انسؓ سے حضرت معاذؓ نے ایک حدیث بیان کی، حضرت انسؓ نے رسول اللہ صلعم سے جاکر پوچھا کہ آپ نے معاذ سے یہ فرمایا تھا؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا صدق معاذ! صدق معاذ! صدق معاذ!

کینہ وحسد سے مبرا تھے، اقران اور ہمعصر اکثر حسد کرنے پر مجبور ہوتے ہین، چند باکمال ایک زمانہ مین موجود ہون تو کبھی ایک دوسرے کو اچھا نہ کہے گا، لیکن رسول اللہ صلعم کی تعلیم نے صحابہ کو ان تمام خیالات باطلہ سے پاک کردیا تھا، وہ ہمعصرون کی قابلیت کا اعتراف کرتے تھے، اور وقت پر اوس کو ظاہر بھی کردیتے تھے،

حضرت معاذؓ کی وفات کا وقت آیا تو تمام لوگ رو رہے تھے کہ علم اُٹھا جارہا ہے، حضرت معاذؓ سے کہا فرمایئے آپ کے بعد کس سے پڑھین؟ انھون نے کہا ذرا مجھے اُٹھا کے بٹھاؤ، بیٹھکر فرمایا سُنو! علم وایمان اُٹھ نہین سکتے، وہ بدستور رہین گے، جو جستجو کرے گا پائیگا، (تین مرتبہ فرمایا) علم چار آدمیون سے سیکھو ابو درداء، سلمان فارسی، ابن مسعود، عبد اللہ بن سلامؓ،

---

[1] مسند صفحہ ۲۴۲ جلد ۵،

حضرت مسلمہ رضؓ بن مخلد

مسلمہ نام، ابوسعید، ابومعن کنیت، قبیلۂ خزرج سے ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہی، مسلمہ بن مخلد بن الصامت بن تیار بن لوذان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج الاکبر،

سلہ ھ مین مدینہ مین پیدا ہوئے، آنحضرت صلعم کی وفات کے وقت دہ سالہ تھے، صغر سنی کی وجہ سے کسی غزوہ مین شریک نہ ہوسکے،

حضرت عمرؓ کے عہد مین جب مصر پر فوجکشی ہوئی، اور عمرو بن العاص کو فتح مین دیر لگی تو مدینہ سے چار ہزار آدمی، بطور کمک روانہ ہوئے، ان پر چار شخص افسر تھے جو فن سپہ گری مین تمام عرب مین انتخاب تھے، ان لوگون کے نام یہ ہین، زبیر بن العوام، مقداد بن اسود کندی، عبادہ بن صامت، مسلمہ بن مخلد، حضرت عمرؓ نے عمرو بن عاص کو خط لکھا کہ ان افسرون مین ہر شخص ایک ہزار آدمیون کے برابر ہے، اس بنا پر فوج ۴ ہزار نہین بلکہ ۸ ہزار ہی[1]،

مصر فتح ہوا تو مسلمہ نے وہین اقامت اختیار کی، پھر مدینہ آئے، اور صفین مین امیر معاویہ کی طرف سے شریک ہوئے، یہ عجیب بات ہی کہ انصار کا ہر فرد جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ تھا، لیکن یہ بزرگ اور نعمان بن بشیر امیر معاویہ کے طرفدار تھے[2]،

صفین کے بعد جس مین جنگ کا نتیجہ امیر معاویہ کے خاطر خواہ نکلا تھا، ۳۸ھ مین محمد بن ابی بکر قتل ہوئے کہتے ہین کہ اس مین مسلمہ کا بھی حصہ تھا، اور عجب نہین کہ یہ صحیح ہو،

---

[1] کنز العمال صفحہ ۱۵۱ جلد ۳، [2] یعقوبی صفحہ ۲۱۹ جلد ۲،

محمد بن ابی بکر جب حاکم ہو کر مصر گئے تو قیس بن سعد نے ان کو سمجھایا کہ مسلمہ، معاویہ بن خدیج وغیرہ کے ساتھ عفو و درگذر کا برتاؤ کرنا، لیکن انھون نے اس کے بالکل خلاف عمل کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مصر مین ایک شورش نمودار ہوئی، جس نے محمد بن ابی بکر کو قتل کر کے خلافت راشدہ کا ایوان دفعۃً متزلزل کر دیا،

محمد بن ابی بکر قتل ہوئے تو امیر معاویہ نے عمرو بن عاص کو مصر کا والی بنایا، ان کے بعد اور لوگ بھی ان کی طرف سے والی ہو کر آئے، جن مین سب سے اخیر والی اور سب سے پہلے نائب السلطنت (وایسرائے) مسلمہ بن مخلد تھے،

امارت مصر و افریقہ، حضرت مسلمہؓ امیر معاویہ کے پاس شام گئے تھے، انھون نے عقبہ بن عامر جہنی کے بجائے ان کو مصر کا حاکم مقرر کیا، اور عقبہ کے نام فرمان بھیجا کہ آپ امیر البحر ہین، جزیرۂ روڈس پر حملہ کیجئے، اور مسلمہ کو تاکید کی کہ عقبہ سے اپنی امارت مخفی رکھنا، چنانچہ مسلمہ مصر پہونچے اور عقبہ کے ساتھ اسکندریہ روانہ ہوئے، ادھر عقبہ کے جہاز نے لنگر اٹھایا، ادھر مسلمہ تخت امارت پر متمکن ہو گئے، عقبہ کو خبر ہوئی تو بڑا افسوس کیا، یہ ۲۰ ربیع الاول [۱] سنہ ۴۷ھ کا واقعہ ہے، بعض لوگون نے سنہ ۵۰ھ لکھا ہے، لیکن یہ صحیح نہین،

مصر اور افریقہ اب تک جداگانہ دو صوبے تھے، اور ان پر دو والی حکومت کرتے تھے، حضرت مسلمہؓ دونون صوبون کے امیر بنائے گئے، محکمۂ مذہبی اور خراج بھی انھین کے زیر اہتمام تھا،

حضرت مسلمہؓ نے نظام حکومت از سر نو مرتب کیا، سائب بن ہشام بن کنانہ عامری کو پولیس کا افسر اعلیٰ بنایا، چنانچہ وہ سنہ ۶۹ھ تک اس منصب پر قائم رہے، ان کے بعد

---

[۱] یہ تمام واقعات کتاب ولاۃ مصر للکندی صفحہ ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ سے ماخوذ ہین،

عابس بن سعد مرادی کو کہ ان سے زیادہ انتظامی قابلیت رکھتے تھے، اس عہدہ پر فائز کیا،
معاویہ بن خدیج کو مغرب کی سرحد پر غزوہ کے لیئے مامور کیا، اور بری و بحری لڑائیون
کے لیئے بعض مقامات پر لشکر بھیجے،

حضرت مسلمہؓ نے اپنے فرائض منصبی نہایت بیدار مغزی، ہوشیاری اور مستعدی
سے انجام دیئے، ایک بحری لڑائی کے لیئے آدمی کثرت سے بھرتی کیئے، تو فوج مین عام ناراضگی
پھیل گئی، اس موقع پر حضرت مسلمہؓ نے فوجی جوش کم کرنے کے لیئے ایک خطبہ دیا جو بجنسہ
درج ذیل ہے،[۱]

یا اهل مصر، ما نقمتم منی والله لقد زدت	لوگو! تم کو مجھ سے ناخوش نہ ہونا چاہیئے، مین نے
فی مددکم وعددکم وقویتکم علی عدوکم	تمہاری تعداد اور کمک مین اضافہ کرکے دشمنون
والذی نفسی بیدہ لایاتینکم زمان الا الاخیر	کے مقابلہ مین تم کو مضبوط بنایا ہے، خدا کی قسم!
فالاخر شر، فمن استطاع منکم ان یتخذ نفقا فی	(مجھ کو غنیمت سمجھو) آیندہ زمانہ مین سخت و جابر
الارض فلیفعل؛	عمال آئین گے، او س وقت کے لیئے البتہ تم کو
	زمین مین کوئی سوراخ تلاش کرلینا چاہیئے،

۵۳ھ مین رومی لشکر برلس آیا، تو حضرت مسلمہؓ نے فوج بھیجکر سخت مزاحمت کی،[۲]
مسلمان بہت کثرت سے کام آئے، تاہم جنگ کا فیصلہ مسلمانون کے موافق ہوا، اس موقع پر
جو مسلمان شہید ہوئے اون مین بعض کے نام یہ ہین، وردان (عمرو بن عاص کے غلام)
عائذ بن ثعلبہ بلوی، ابو رقیہ عمرو بن قیس لخمی وغیرہ،

غالبًا اسی سنہ مین حضرت مسلمہؓ نے عابس بن سعید کو پولیس کے محکمہ سے ہٹا کر

[۱] استیعاب صفحہ ۲۸۰ جلد ۱، [۲] اصابہ صفحہ ۹ جلد ۶،

امیر البحر بنایا، اور اسطاونہ (غالباً قسطنطنیہ کی تصحیف ہی، کیونکہ اسقدر ثابت ہی کہ مسلمہ کے عہد مین مصر سے قسطنطنیہ پر ایک حملہ ہوا تھا) پر لشکر کشی کی، مہم سے واپس ہونے تک سائب بن ہشام اِن کے بجائے پولیس کے افسر رہے، سنہ ۵۷ھ مین وہ روم سے واپس آئے تو اپنے سابق منصب پر بحال ہو گئے،

سنہ ۶۰ھ مین حضرت مسلمہؓ کسی ضرورت سے اسکندریہ گئے تو دار الامارت فسطاط پر عابس بن سعید کو جانشین بنایا،

اسی سنہ مین رجب کے مہینہ مین امیر معاویہ نے انتقال کیا اور یزید ان کا جانشین ہوا، مسلمہ اِس عہد مین بھی اپنے عہدہ پر قایم رہے، اس وقت وہ اسکندریہ مین تھے، خبر ملی تو عابس کو خط لکھا کہ رعایا سے یزید کی بیعت لے لو، چنانچہ تمام لشکر نے بیعت کی، لیکن عبد اللہ بن عمرو بن عاص منکر تھے، عابس نے آگ منگا کر دھمکی دی کہ "انکار کروگے تو اِس مین جھونک دونگا"، عبد اللہ نے یہ دیکھکر جبراً و قہراً بیعت کر لی، اور دنیا مین آگ کے عذاب سے محفوظ رہے،

کچھ دنون کے بعد مسلمہ اسکندریہ سے واپس آئے، عابس کو پولیس کے ساتھ اب قضا کا محکمہ بھی تفویض کیا، یہ اوائل سنہ ۶۱ھ کا واقعہ ہی،

محکمہ مذہبی کا انتظام، محکمۂ مذہبی کے افسر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے بہت سی مذہبی خدمات بھی انجام دین، سنہ ۵۳ھ مین جامع مسجد کی توسیع کی، اور حضرت عمرو بن عاصؓ نے جو جامع مسجد تعمیر کی تھی اوس کو منہدم کیا،

اسی سنہ مین مسجدون مین روشنی کے منارے بنوائے، اور خولان اور تجیب وغیرہ کے ذمہ جو روشنی کا انتظام تھا، اوس کو موقوف کیا، مسجدون مین یہ حکم بھیجا کہ رات کے وقت سب جگہ ایک اذان ہو، فجر کے وقت یہ انتظام کیا کہ بیشتر جامع مسجد مین کئی مؤذن

اذان پکارین، جب وہان اذان ختم ہو تو فسطاط کی ہر مسجد مین اذان کہی جائے، چونکہ یہ طریقہ نہایت پسندیدہ، اور مستحسن اور اسلام کی شان وشوکت کو دوبالا کرتا تھا، نہایت مقبول ہوا، اور مُسوّدہ کے زمانہ تک متواتر رائج رہا، ان لوگون کے زمانہ مین کسی وجہ سے یہ رسم موقوف ہوئی، اور پھر افسوس کہ کبھی زندہ نہ ہوسکی،

وفات، ۲۵ رجب ۶۲ھ مین حضرت مسلمہؓ نے انتقال فرمایا، ۶۲ سال کا سن تھا، ۱۵ برس چار ماہ حکومت کی، وفات کے وقت کاروبار حکومت عابس بن سعید کے سپرد کیا،

اولاد، کوئی صلبی یادگار نہین چھوڑی،

فضل وکمال، حضرت مسلمہؓ حافظ قرآن تھے، اور قرآن ایسا صحیح یاد تھا، کہ لوگ تعجب کرتے تھے حضرت مجاہدؒ تفسیر و قرأت کے امام ہین، اور اپنے زمانہ مین اس فن مین بے نظیر تسلیم کیے جاتے تھے، ان کا بیان ہے کہ مین دنیا مین اپنے کو قرآن کا سب سے بڑا حافظ سمجھتا تھا، لیکن مسلمہ کے پیچھے ایک روز نماز فجر پڑھی تو یہ خیال غلط ثابت ہوا، انھون نے سورۂ بقر پڑھی تھی، اتنی بڑی سورت مین کہین واؤ اور الف کی بھی غلطی نہین کی،

حدیث مین بھی مرجعیت عامہ حاصل تھی، اور خود صحابہ حدیث سننے کے لیے ان کے پاس مصر جاتے تھے، حضرت ابوایوب انصاریؓ صرف ایک حدیث سننے کے لیے مصر آئے تھے، عقبہ بن عامر جہنی بھی اسی غرض سے گئے تھے، اور حدیث سُنی تھی،[1]

تلامذۂ خاص اور راویان حدیث مین حسب ذیل حضرات ہین، اسلم ابو عمران، شیبان بن امیہ، عبدالرحمان بن شماسہ، علی بن رباح، مجمع بن کعب، مجاہد بن جبر، ہشام بن ابی رقیہ،

[1] مسند صفحہ ۱۰۴ جلد ۴،

حضرت محمدؐ بن مسلمہؓ

نام ونسب، محمدؐ نام، ابو عبد الرحمان کنیت، قبیلۂ اوس سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہے، محمدؐ بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس،

بعثت نبوی سے ۲۲ سال قبل تولد ہوئے، محمدؐ نام رکھا گیا، سن شعور کو پہونچکر عبد الاشہل کے حلیف بن گئے،

اسلام، سعد بن معاذؓ سے قبل، مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا،

غزوات اور دیگر حالات، ابو عبیدہ بن جراح سے کہ عشرہ مبشرہ مین تھے، برادری قائم ہوئی؛ غزوۂ بدر مین شریک تھے، اور غزوۂ قینقاع مین یہود کا مال انھین نے وصول کیا تھا[1] کعب بن اشرف یہودی، مدینہ مین ایک شاعر تھا، آنحضرت صلعم کی ہجو کرنا اور مسلمانون کے خلاف آتش غیظ وغضب مشتعل کرنا اس کا کام تھا، بدر مین مسلمانون کو فتح اور قریش کو ہزیمت ہوئی تو بولا کہ "اب زمین کا پیٹ اوس کی پیٹھ سے اچھا ہے"! اسی جوش مین مکہ پہنچا اور اشعار کے ذریعہ سے تمام قریش مین انتقام کی آگ بھڑکا دی، مدینہ آیا تو آنحضرت صلعم کو فکر پیدا ہوئی فرمایا، اللھم اکفنی ابن الاشرف! بما شئت فی اعلانہ الشر وقولہ الاشعار پھر مسلمانون کے بھرے مجمع مین فرمایا من الکعب ابن الاشرف فانہ قد اذی اللہ و رسولہ ؟ کعب کے لیئے کون ہے؟ اوس نے

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۲، حصۂ مغازی،

خدا اور رسول کو بہت اذیت پہنچائی، محمد بن مسلمہ نے اُٹھکر کہا کیا آپ کی مرضی ہی، کہ وہ قتل کردیا جاوے، فرمایا ہان، عرض کی تو اِس کام کے لیئے مین حاضر ہون، لیکن کچھ کہون تو مضائقہ تو نہوگا، ارشاد ہوا کچھ نہین، وہان سے اُٹھ کر کعب کے پاس آئے، اور کہا کہ اس شخص (آنحضرت صلعم) نے ہم کو مصیبت مین ڈال رکھا ہی، اب صدقہ مانگتا ہی، ہم تمہارے پاس اسلیئے آئے ہین کہ ایک یا دو وسق چھوہارے اور کہا ناہم کو پیشگی دیدو، کیا کہین ان سے بیعت کرچکے ہین، اب چھوڑتے بھی نہین بنتا، تاہم انجام کا انتظار ہی" کعب نے کہا مجھے منظور ہی، لیکن کوئی چیز گرو رکھدو، ساتھیون نے پوچھا کیا رہن رکھین؟ بولا عورتین، کہا نہین، تم خوبصورت آدمی ہو، بولا تو بچے، کہا یہ بھی ٹھیک نہین، لوگ اُنگلیان اُٹھائینگے کہ ایک دو وسق کے لیئے اولاد رہن رکھی، جو بڑے شرم کی بات ہی، اِس سے بہتر ہی کہ ہتھیار گرو رکھین، اِس نے کہا اچھا میرے پاس پھر آنا، رات کے وقت محمد بن مسلمہ ابو نائلہ کو کہ کعب کے رضاعی بھائی تھے، اور مسلمان ہوچکے تھے، لیکر پہنچے، اِس نے قلعہ مین بُلالیا، اور آنے کے لیئے گھر سے نکلا، بیوی نے کہا اِس وقت کہان جاتے ہو؟ جواب دیا کہ میرے دو بھائی ملنے آئے ہین، بولی کہ "ان کی آواز سے تو خون ٹپکتا ہی!" کہا خیر، اگر یہی ہی تب بھی مجھے جانا چاہیئے، کیونکہ شریف رات کو بھی نیزہ کی دعوت قبول کرتا ہی، غرض نہایت عمدہ عطر لگاکر اور چادر اوڑھ کر نکلا، محمد بن مسلمہ نے پہلے سے کہہ دیا تھا کہ مین اُس پر قابو پانے کی کوشش کرونگا، جس وقت اشارہ کرون فوراً قتل کردینا، چنانچہ اِس سے کہا نہایت عمدہ خوشبو ہی، کیا مین تمہارا سر سونگھ سکتا ہون؟ اوس نے اجازت دی تو انھون نے سر پکڑ کر سونگھا اور کہا کہ ان لوگون کو بھی اجازت دو، سب اُٹھے اور سر سُونگھا، اِتنی دیر مین وہ بخوبی قبضہ مین آگیا تھا، ساتھیون سے کہا تو اِس کو قتل کرو، اتنے مین سب کی تلوارین پڑین، لیکن جان اب بھی باقی تھی، خدا کا

دشمن اتنی زور سے چلایا کہ تمام یہودیوں نے آواز سن لی، ہر قلعہ پر روشنی کی گئی، محمدؐ بن مسلمہ نے جرأت کر کے پیش قبض پیٹ میں بھونک دی، جو ناف کے نیچے تک اتر گئی، اور ساتھ ہی وہ بھی ٹھنڈا ہو گیا،[1]

ان لوگوں نے اس کا سر کاٹ کر ساتھ لیا، اور وہاں سے روانہ ہوئے، بقیع پہونچکر تکبیر کہی، آنحضرت صلعم نے اوس وقت تک آرام نہ فرمایا تھا، برابر نماز پڑھ رہے تھے، تکبیر سنکر سمجھے کہ مقصد میں کامیابی ہوئی، سامنے آئے تو فرمایا کہ "کامیاب پھرے ہیں" لوگوں نے سر سامنے رکھدیا تو نہایت خوش ہوئے، اور خدا کا شکر ادا کیا،

غزوۂ احد میں لشکرِ اسلام کی حفاظت پر متعین تھے، پچاس آدمیونکو لیکر تمام رات گشت لگایا تھا،[2]

واقعۂ نضیر میں کہ ۳ھ میں پیش آیا تھا، آنحضرت صلعم نے ان کو بنو نضیر کے پاس بھیجا کہ یہ اعلان کردو کہ "ہمارے شہر سے نکلکر کسی اور جگہ چلے جائیں؛ تم لوگوں نے آنحضرت صلعم سے جو فریب اور دغا کی، ہم کو خوب معلوم ہی تم کو دس روز کی مہلت ہے، اس میعاد کے بعد یہاں دیکھے گئے تو قتل کئے جاؤ گے"، بنو نضیر نے عبد اللہ بن ابی کے اغوار سے اس حکم کی کاہ برابر بھی پروانہ کی، اور مقابلہ پر تیار ہو گئے، آنحضرت صلعم نے مجبور ہو کر محاصرہ کیا، اور شکست دی، محمدؐ بن مسلمہ کے ذمہ ان کے جلا وطن کرنے کا معاملہ سپرد ہوا[3]

غزوۂ خندق کے بعد ۵ھ میں غزوۂ قریظہ ہوا، ۱۵ روز محاصرہ کے بعد یہودنے زچ ہو کر سپر ڈالی اور آنحضرت صلعم کے حکم پر راضی ہوئے، محمدؐ بن مسلمہ نے عورتوں اور

---

[1] صحیح بخاری طبقات ابن سعد ص ۵۷۶ و ۲۲۱ و ۲۲۲ حصۂ مغازی، [2] طبقات ص ۲۶، [3] طبقات ص ۱۴۱

بچون کو جدا کرکے باغیون کے ہاتھ باندھے اور ایک طرف لاکر کھڑا کیا،[1]

اِس واقعہ کے بعد ۳۰ سوار دیکر آنحضرت صلعم نے بکرات روانہ کیا جو مدینہ سے ۷ روز کی مسافت پر واقع تھا، وہان قرطا پر لوٹ مقصود تھی، محمد بن مسلمہ رات کو چلتے اور دن کو کہین چھپ رہتے، گانون پہنچکر اچانک جالیا، کچھ آدمی قتل ہوئے باقی فرار ہوگئے بہت سے اونٹ اور بکریان غنیمت مین ملین، جن کی تعداد حسب ذیل ہی،

اونٹ ۱۵۰، بکریان ۳۰۰۰، ۱۹ روز کے بعد مدینہ واپس آگئے،[2]

ربیع الثانی سنہ ۶ھ مین ۱۰ آدمیون کے ساتھ ذی القصہ بھیجے گئے، یہ مقام مدینہ سے ۲۴ میل ہی اور زبدہ کی سڑک پر واقع ہی، رات کو پہنچے، قبیلہ والون نے ۱۰۰ آدمی جمع کرکے تیر پھینکے، پھر نیزے لیکر ٹوٹ پڑے، سب آدمی مارے گئے، محمد بن مسلمہ بچے لیکن اون کے ٹخنے پر چوٹ آئی تھی جس سے ہلنا بھی مشکل تھا، ان لوگون نے سب کے کپڑے اُتار لیے اور برہنہ چھوڑ کر چلے گئے، ایک مسلمان ادھر سے گذر رہا تھا، محمد بن مسلمہ کو اُٹھا کر مدینہ لایا، آنحضرت صلعم نے اس کے انتقام کے لیئے ابو عبیدہ کو روانہ فرمایا،[3]

سنہ ۷ھ مین عمرۃ القضا ہوا، آنحضرت صلعم نے ذو الحلیفہ پہنچکر گھوڑے محمد بن مسلمہ کے سپرد کئے، اور فرمایا کہ تم آگے بڑھو، مرظہران پہونچے تو قریش سے ملاقات ہوئی پوچھا کیا ماجرا ہی؟ کہا آنحضرت صلعم تشریف لا رہے ہین، اور انشاء اللہ کل یہان پہونچینگے[4]

غزوۂ تبوک مین کہ سنہ ۹ھ مین واقع ہوا تھا، آنحضرت صلعم نے مدینہ مین اِن کو کاروبار خلافت سپرد کیا تھا،[5]

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین قبیلہ جہینہ کے صدقات وہی وصول کرتے تھے

[1] طبقات صفحہ ۴۵، [2] ایضاً صفحہ ۵۶، [3] ایضاً صفحہ ۶۱ و ۶۲، [4] ایضاً صفحہ ۸۸، [5] ایضاً صفحہ ۱۱۹،

حضرت عمرؓ نے گورنروں اور عاملوں کی نگرانی کا ایک عہدہ قایم کیا تھا، دربارِ خلافت
میں وقتاً فوقتاً عمال کی جو شکایتیں موصول ہوتین اون کی تحقیق و تفتیش کے لیے، حضرت
عمرؓ نے انھین کو انتخاب کیا، صاحب اسد الغابہ لکھتے ہین،

وهو کان صاحب العمال ایام عمر رضو کان عمر اذا شکی الیه عامل ارسل محمد ایکشف الحال
وهو الذی ارسله عمر الی عماله لیاخذ شطر اموالهم[1]

سنہ ۲۱ھ مین حضرت سعد بن وقاصؓ جو کوفہ کے گورنر تھے، ان کی نسبت لوگون نے
حضرت عمرؓ سے جاکر شکایت کی، محمد بن مسلمہ تحقیقات کے لیے کوفہ روانہ ہوئے، انھون نے
کوفہ کی ایک ایک مسجد مین جاکر لوگون کے اظہار لئے۔ اور سعد وقاص کو ساتھ لیکر مدینہ آئے
یہان حضرت عمرؓ نے خود انکا اظہار لیا[2]،

حضرت عمرؓ کو خبر ملی کہ سعد وقاص نے محل بنایا اور اوس مین ڈیوڑھی رکھی ہی
فرمایا کہ اب اون تک آواز نہین پہونچے گی، محمد بن مسلمہ کو بھیجا کہ جاکر ڈیوڑھی مین آگ لگادین انھون نے
اس حکم کی تعمیل کی، سعد باہر نکلے اور پوچھا کیا معاملہ ہی، انھون نے واقعہ بیان کیا، تو
خاموش ہوگئے[3]،

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بازار مین پھر رہے تھے، ایک شخص نے آواز دی، عمر! کیا چند
شرطین تم کو خدا سے نجات دلا دینگی؟ تمہارا عامل عیاض بن غنم جو مصر کا حاکم ہی، باریک
کپڑے پہنتا ہی اور دروازہ پر دربان مقرر کر رکھا ہی، حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہؓ کو بلا کر مصر
بھیجا کہ جس حال مین ہون ان کو لوالاؤ، وہان پہنچکر دیکھا تو واقعی دروازہ پر دربان تھا،
اندر گئے تو عیاض باریک کرتہ پہنے تھے، کہا چلو امیر المومنین نے طلب کیا ہی، درخواست کی

---

[1] طبقات صفحہ ۳۰۳ جلد ۴ [2] صحیح بخاری صفحہ ۱۰۴ جلد ۱ و طبری صفحہ ۲۶۰۶ [3] اصابہ صفحہ ۴۴ جلد ۶،

کہ قبا پہن لون، جواب ملا نہین اسی وضع سے چلو، غرض اسی حالت سے مدینہ لائے، حضرت عمرؓ نے وہ کرتہ اُتروا کر بالون کا کرتہ پہنایا، اور بکریون کا گلہ منگوا کر حکم دیا کہ جنگل مین لیجا کر چراؤ، [1]

عمرو بن عاص کے متعلق معلوم ہوا کہ اون کے مال و دولت مین بہت اضافہ ہوگیا ہے محمد بن مسلمہ کو فرمان دیکر روانہ کیا، اوس مین لکھا تھا کہ مال ان کے سامنے رکھدینا، یہ جسقدر مناسب سمجھین گے لے لین گے، محمد، مصر پہونچے تو عمرو نے ہدیہ بھیجا، انھون نے واپس کردیا عمرو سخت رنجیدہ ہوئے، اور کہا کہ تم نے میرا ہدیہ واپس کردیا، حالانکہ رسول اللہ صلعم نے قبول فرمایا تھا، جواب دیا کہ آنحضرت صلعم کے ہدیہ اور اِس ہدیہ مین فرق ہی، اس مین بُرائی پوشیدہ ہی، عمرو نے کہا خدا اوس دن کا بُرا کرے جب مین عمر بن خطاب کا والی بنا مین نے عاص بن وائل (عمرو کے باپ کا نام ہی) کو دیکھا ہی، وہ جب کمخواب کی قبا زیب بدن کرتے تھے تو خطاب (حضرت عمر کے باپ) لکڑیون کا گٹھہ گدھے پر لادے پھرتا تھا، آج اُسی خطاب کا بیٹا مجھپر حکومت جتا رہا ہی، محمد بن مسلمہ نے کہا تیرا اور اونکا باپ دونون جہنم کے کُندے ہین، لیکن عمر تم سے بہتر ہین، اِس کے بعد کچھ سخت گفتگو ہوئی، عمرو نے مال لاکر سامنے رکھدیا انھون نے کسی قدر لیکر باقی واپس کیا، اور مدینہ چلے آئے، [2]

محمد بن ربیع نے صحابہ مصر کے حال مین اِس واقعہ کو درج کیا ہی، ایک حدیث بھی سنداً پیش کی ہی، [3]

حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت تک مدینہ مین رہے، پھر ربذہ کی سکونت اختیار کی ان کے قتل کے واقعہ مین بالکل الگ تھے، حضرت حذیفہؓ کہتے ہین کہ مین ایک ایسے شخص کو

---

[1] کتاب الخراج صفحہ ۶۶، [2] کنز العمال صفحہ ۴۸ جلد ۳، [3] اصابہ صفحہ ۴۴ جلد ۶،

جانتا ہون جس کو فتنہ نے کچھ ضرر نہین پہونچایا، اور وہ محمدؓ بن مسلمہ ہین،

چند آدمی ربذہ آئے دیکھا کہ ایک خیمہ نصب ہی، اندر گئے تو محمدؓ بن مسلمہ سے ملاقات ہوئی، عزلت نشینی کا سبب دریافت کیا، فرمایا جب تک معاملہ صاف نہ ہوجائے ہم کو دخل دینے کی ضرورت نہین[1]،

جناب امیر علیہ السلام خلیفہ ہوئے تو ان کو طلب فرمایا اور پوچھا میرے ساتھ کیون نہ شریک ہوئے، عرض کی آپ کے بھائی (آنحضرت صلعم) نے مجھے تلوار دی تھی اور فرمایا تھا کہ مشرکین سے لڑنا اور جب مسلمان سرگرم پیکار ہون تو اسے اُحد پر مار کر پاش پاش کر دینا، اور گھر مین بیٹھ رہنا، چنانچہ مین نے یہی کیا ہی[2]،

جمل اور صفین وغیرہ مین کسی فریق کے ساتھ نہ تھے، اِس زمانہ مین ایک لکڑی کی تلوار بنائی تھی، اور کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے یہی حکم دیا ہی[3]،

وفات، امیر معاویہ کے عہد حکومت مین ۴۶؁ھ مین وفات کی، صفر کا مہینہ تھا، ایک شامی جو صوبۂ اردن کا رہنے والا تھا، ان کی فکر مین مدینہ آیا، مکان کے اندر تھے، وہ اندر چلا گیا اور کام تمام کر دیا، قصور یہ تھا کہ امیر معاویہ کی طرف سے تلوار کیون نہ اُٹھائی[4]،

اس زمانہ مین مروان، مدینہ منورہ کا امیر تھا، اس نے نماز جنازہ پڑھائی[5]، اور مدینہ کے قبرستان مین دفن کیا، وفات کے وقت سن مبارک ۷۷ سال کا تھا،

اہل وعیال، دس لڑکے اور چھہ لڑکیان یادگار چھوڑین[6]، مشہور لڑکون کے نام حسب ذیل ہین،

جعفر، عبد اللہ، سعد، عبد الرحمن، عمر، (یہ سب صحابی تھے) محمود،

حلیہ، قد دراز، بدن دہرا، رنگ گندم گون، سر کے بال آگے سے اُڑ گئے تھے،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۳۳۱ جلد ۴، [2] مسند صفحہ ۲۲۵ جلد ۴ [3] اسد الغابہ [4] تہذیب التہذیب، [5] استیعاب صفحہ ۲۹ جلد ۱، [6] اسد الغابہ صفحہ ۳۳۱

فضل وکمال، فضلائے صحابہ میں تھے، رسول اللہ صلعم کے ساتھ برسوں رہے تھے، سیکڑون حدیثیں سنی تھیں، تاہم صرف ۶۰ روایتیں حدیث کی کتابوں میں ملتی ہیں[1]، راویوں میں مشاہیر تابعین ہیں، جن کے نام یہ ہیں،

ذویب، مسور بن مخرمہ، سہل بن ابی حثمہ، ابوبردہ بن ابی موسیٰ، عروہ، اعرج، قبیصہ بن ذویب،

اخلاق، اخلاق میں دو چیزیں نہایت نمایاں ہیں، حُبِ رسول، اور فتنہ سے کنارہ کشی، اور دونوں کے مختلف مناظر اوپر گذر چکے ہیں

---

[1] استیعاب صفحہ ۲۳۹ جلد ۱، [2] تہذیب التہذیب صفحہ ۲۵۵ جلد ۹،

حضرت معاذ رضؓ بن عفراء

نام ونسب، معاذ نام، سلسلۂ نسب یہ ہی، معاذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار، بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج، والدہ کا نام عفرا بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار تھا،

اسلام، بعیت عقبہ سے قبل مکہ جاکر مسلمان ہوئے، ۵ آدمی اس سفر مین ان کے ہمراہ تھے، ان ۶ آدمیون کے نامون مین سخت اختلاف ہی، ہم نے موسیٰ بن عقبہ اور ابو الاسود کی روایت پر اعتبار کیا ہی، جو بالترتیب زہری اور عروہ سے اس واقعہ کو روایت کرتے ہین،

مواخاۃ، ہجرت کے بعد معمر بن حارث ان کے اسلامی بھائی بنائے گئے،

غزوات، بدر مین شریک تھے، جب شیبہ، عتبہ اور ولید بن عتبہ نے مبارز طلبی کی تو سب سے پہلے یہی تینون بھائی (معاذ، معوذ، عوف) تیغ بکف میدان مین نکلے، آنحضرت صلعم نے ان کو واپس بلا لیا اور حضرت حمزہؓ وغیرہ کو مقابلہ کے لئے بھیجا،

تاہم جوش ایمان اور ولولۂ جہاد کب رُک سکتا تھا، عبد الرحمان بن عوف صف مین کھڑے تھے، ان کے داہنے بائین دونون بھائی آکر کھڑے ہوگئے، وہ ان کو پہچانتے نہ تھے، اس بنا پر اپنے گرد دو جوانون کو دیکھکر خوف زدہ ہوئے، اتنے مین ایک نے آہستہ سے کہا چچا! ابو جہل کہان ہے؟ انھون نے کہا برادرزادے! کیا کروگے؟ کہا مین نے سُنا ہے کہ وہ رسول اقدس صلعم کو گالی دیتا ہے، اس بنا پر خدا سے عہد کر چکا ہون، کہ اس کو ضرور مار ڈالون گا

لہ دیکھو فتح الباری صفحہ ۲۰۱ جلد ۷،

یا پھر اسی دھن مین اپنی جان بھی قربان کردون گا، دوسرے نے بھی اسی قسم کی گفتگو کی،
حضرت عبد الرحمان نہایت متعجب ہوئے، اور اشارہ سے بتایا کہ ابو جہل وہ گشت لگا رہا ہے
اتنا سنکر وہ دونون باز کی طرح ٹوٹ پڑے، اور ابو جہل کو قتل کر ڈالا، پھر آنحضرت صلعم کو خوشخبری
سنائی، پوچھا کس نے قتل کیا؟ دونون نے جواب دیا ہم نے، فرمایا تلوار دکھاؤ، چنانچہ دونون کی
تلوارون مین خون کا اثر موجود تھا،[1]

صحیح مسلم مین ان دونون کا نام معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفرار مذکور ہے،
لیکن صحیح بخاری مین ابناء عفرار کی تصریح ہی، جس سے صرف معاذ اور اون کے بھائی کا مارنا
ثابت ہوتا ہے،

ابو جہل پر حملہ کرتے وقت، ابن ماعض نے کہ قبیلۂ زریق سے تھا، ان پر حملہ کیا چنانچہ
زخمی ہو کر مدینہ آئے تھے،

وفات، بعضون کے نزدیک تو اسی زخم سے فوت ہو گئے، بعض روایتون مین ہی کہ حضرت
عثمان کے زمانہ مین وفات پائی، اور ایک جماعت کی یہ رائے ہی کہ ۳۷ھ مین انتقال کیا،
اس زمانہ مین جناب امیر علیہ السلام اور امیر معاویہ مین لڑائی چھڑی ہوئی تھی،

اخلاق، حب رسول کا بہترین منظر، بدر مین ابو جہل کا قتل ہی، اس مین انھون نے جانبازی
کی جیسی اعلیٰ مثال پیش کی، وہ اپنے باب مین نہایت حیرت انگیز ہے،

فرائض کی بجا آوری مین اہتمام تھا،

آنحضرت صلعم کے ہمراہ حج کرنے کے علاوہ اور بھی حج کیے، جن مین ایک کا تذکرہ سنن
نسائی مین آیا ہے،

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۶۸ جلد ۲ و مسلم صفحہ ۶۸ و ۶۹ جلد ۲،

حضرت مجمع بن جاریہؓ

نام ونسب، مجمع نام، قبیلۂ اوس کے خاندان عمرو بن عوف سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہے،
مجمع بن جاریہ بن عامر بن مجمع بن عطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس،

اسلام، ہجرت کے وقت کم سن تھے، اسی زمانہ مین اسلام لائے،

غزوات، غزوۂ حدیبیہ مین شرکت کی،[1]

وفات، امیر معاویہ کے آخر زمانۂ خلافت مین انتقال کیا،[2]

اولاد، حسب ذیل اولاد چھوڑی، یعقوب، یحییٰ، عبید اللہ، بیوی کا نام سلمہ بنت ثابت ابن وحدانہ بن نعیم بن غنم بن ایاس تھا، اور قبیلہ قضاعہ کے خاندان بلی سے تھین،[3]
صاحب طبقات کا بیان ہے کہ ان کی نسل باقی نہین رہی،[4]

فضل وکمال، بچپن مین قرآن حفظ کیا تھا، آنحضرت صلعم کی وفات کے وقت ایک دو سورتین باقی رہ گئی تھین،[5] مسند ابن حنبل مین ہے،

کان احد القراء الذین قرءُ القرآن[6] یعنے وہ ان قاریون مین تھے جنھون نے قرآن پڑھا تھا،

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت مین ان کو تعلیم قرآن کے لیے کوفہ بھیجا تھا،[7] عبداللہ

---

[1] مسند ابن حنبل صفحہ ۴۲۰ جلد ۳، [2] استیعاب صفحہ ۲۶۰ جلد ۱، [3] طبقات صفحہ ۲۰۲ جلد ۵، [4] ایضاً صفحہ ۴۳ جلد ۱، [5] اسد الغابہ صفحہ ۳۰۳ جلد ۴، [6] مسند صفحہ ۴۲۰ جلد ۳، [7] اصابہ صفحہ ۴۲ جلد ۶،

بن مسعود بھی وہین تھے، انھون نے ان سے قرآن پڑھا تھا،

حدیثین بہت کم روایت کین، صحیح ترمذی مین ۳ حدیثین ہین، جن مین بعض صحیح سند سے ثابت ہین،

راویون مین یعقوب، عبد الرحمان بن یزید بن جاریہ اور عکرمہ بن سلمہ ہین،

اخلاق، زہد و تقدس کی وجہ سے اپنی قوم کے امام تھے، اور یہ منصب صغر سنی ہی مین حاصل ہو گیا تھا، باپ نے مسجد ضرار بنائی تھی، معصوم بنیا اوس مین نماز پڑتا تھا، لیکن یہ نہ معلوم تھا کہ اس سے آنحضرت صلعم اور اسلام کی بیخ کنی متصور ہی، آنحضرت صلعم نے اس مسجد کو جلوا دیا،

حضرت عمرؓ کے زمانہ مین لوگون نے درخواست کی کہ مجمع کو امام بنایا جائے، بولے یہ کبھی نہ ہوگا، وہ مسجد ضرار مین منافقین کی امامت کرتا تھا، مجمع کو خبر ہوئی تو قسم کھاکر کہا کہ مجھے منافقین سے کچھ سروکار نہ تھا، حضرت عمرؓ نے ان کو امامت کرنے کی اجازت دیدی،

حضرت محیصہ بن مسعودؓ

نام ونسب، | محیصہ نام، ابوسعید کنیت، قبیلۂ اوس سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی، محیصہ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس،

اسلام، | مسعود بن کعب کے دو بیٹے تھے، حویصہ اور محیصہ، حویصہ بڑے تھے، انکا ذکر صحیحین مین موجود ہی، محیصہ چھوٹے تھے، لیکن ان سے زیادہ عقلمند، ہوشیار، اور وقت شناس تھے ہجرت سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے، اور اس مقولہ کے مصداق بنے "بزرگی بعقل ست نہ بسال"

غزوات، | احد، خندق، اور تمام غزوات مین شرکت کی، غزوۂ اُحد سے قبل کعب بن اشرف یہودی کا قلع قمع ہوا تھا، چونکہ اوس کو اور اوسکی تمام جماعت کو اسلام سے خاص عداوت تھی، آنحضرت صلعم نے عام حکم دیدیا کہ جس یہودی پر قابو پاؤ، اوسکو فوراً قتل کردو، ابن سبینہ ایک یہودی تاجر تھا، حویصہ کے اور اس کے خاص تعلقات تھے، محیصہ نے اوس کو موقع پاکر قتل کردیا، چونکہ وہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے، نہایت برہم ہوئے، مارتے جاتے تھے اور کہتے خدا کے دشمن! تیرے پیٹ مین بہت سی چربی اسی کے مال کی ہی، حویصہ نے ان کے غصہ اور مار کا صرف ایک جواب دیا کہ "جس شخص نے مجھکو اوس کے قتل کا حکم دیا، اگر تمہارے قتل کا حکم دے تو تم کو بھی قتل کردون" یہ سنکر سخت متعجب ہوئے، اور حیرت سے پوچھا "کیا واقعی اگر وہ میرے مارنے کا حکم دین تو تم مجھکو مارڈالوگے"؟ انھون نے کہا "خدا کی قسم! ضرور مار دون گا" حویصہ پر اب غصہ کے بجائے حقانیت طاری ہوئی، بولے "جس نے تجھکو ایسا کردیا وہ کوئی عجیب مذہب ہی،" اور پھر انھین کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، محیصہ نے اپنے بھائی کے اس مکالمہ کو نظم کردیا ہے

جس کو ہم بھی نقل کرتے ہین،

یلومہم ابن امی لو امرت یقتلہ	لطبقت ذفرالا یابیض قاضب
حسام کاون الملح اخلص عقلہ	متی ما اصوبہ فلیس بکاذب
وما سرنی انی قتلتک طائعا	وان لنا مابین بصری وماذب

آنحضرت صلعم نے تاسیس خلافت کے بعد جب اشاعت اسلام کا محکمہ قائم کیا تو ان کو مبلغ بناکر فدک روانہ فرمایا[1]،

وفات، سنہ وفات معلوم نہین، قرائن سے معلوم ہوتا ہی کہ امیر معاویہ کا عہد خلافت تھا، کیونکہ ان کے پوتے نے ان کو اچھی طرح دیکھا تھا، اور حدیث سُنی تھی، اور یہ ثابت ہی کہ ان کے پوتے ۲۴ھ مین پیدا ہوئے تھے،

اولاد، حدیثون سے ایک لڑکے کا پتہ چلتا ہی، لیکن نام مین اختلاف ہی، مسند مین ساعدہ اور سعد دونام لئے ہین، طبقات مین سعد لکھا ہی، کتب رجال مین ہے کہ بعض لوگ اون کے صحابی ہونے کے قائل ہین، ان کے بیٹے کا نام حرام تھا،

فضل وکمال، عہد نبوت مین اشاعت اسلام جیسے اہم کام پر متعین ہونا، ان کے فضل وکمال کی بیّن دلیل ہی، اس کے علاوہ چند حدیثین بھی روایت کین، جو محمد بن سہل بن ابی حثمہ اور حرام بن سعد کے سلسلہ سے مروی ہین،

اخلاق، حُبِّ رسول کا عظیم الشان اثر اوپر گذرچکا، بارگاہِ نبوی مین ان کو جو تقرب حاصل تھا اوس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہی کہ ایک مسئلہ آنحضرت صلعم نے دریافت فرمایا، جواب خلاف مزاج تھا، آپ اوس کو بار بار پوچھتے رہے اور آخر مین اپنے اطمینان کی صورت پیدا کرلی[2]

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۱۹۳ جلد ۴، [2] مسند صفحہ ۴۳۶ جلد ۵،

حضرت منذر بن عمرو رض

نام ونسب، منذر نام، اعنق لیموت لقب، قبیلۂ خزرج کے خاندان ساعدہ سے ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہی، منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج الاکبر،

اسلام، عقبۂ ثانیہ مین بیعت کی اور اپنے قبیلہ کے نقیب مقرر ہوئے، سعد بن عبادہ بھی اسی قبیلہ کے نقیب[1] تھے،

غزوات، عام حالات اور وفات، طلیب بن عمیر سے مواخاۃ ہوئی، بدر اور اُحد مین شریک ہوئے مؤخر الذکر غزوہ مین میسرہ کے افسر تھے،

اُحد کے ۴ ماہ بعد صفر کے مہینہ مین انصار کے ستر نوجوان جو قراء کے نام سے مشہور تھے اشاعت اسلام کی غرض سے نجد روانہ ہوئے، حضرت منذر رض اس جماعت کے امیر تھے، بیر معونہ پہونچے تھے کہ رعل اور ذکوان کے سوارون نے گھیر لیا، ان لوگون نے ہر چند کہا کہ ہم کو تم سے کوئی سروکار نہیں، رسول اللہ صلعم کے کام سے کسی طرف جارہے ہین، لیکن ظالمون نے ایک نہ سُنی اور سب کو قتل کر ڈالا، منذر باقی رہ گئے، ان سے کہا درخواست کرو تو تم کو امان دیجائے لیکن ان کی حمیت یہ بے غیرتی گوارا نہ کرسکتی تھی، صاف انکار کیا، اور جس مقام پر حضرت حرام رض شہید ہوئے تھے پہونچکر لڑے اور قتل ہوئے، آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو فرمایا اعنق لیموت! یعنے انھون نے دانستہ موت کی طرف سبقت کی، اوسوقت سے انکا یہ لقب خاص وعام کی زبان[2] ہو گیا

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۴۱۸ جلد ۴، [2] طبقات صفحہ ۳۷-۳۳ جلد ۴ قسم ۱، وصحیح بخاری صفحہ ۵۸۶ جلد ۲،

یہ اوائل ۱۷ھ کا واقعہ ہی،

اولاد، کوئی اولاد نہین چھوڑی،

فضل وکمال، جاہلیت مین عربی لکھتے تھے،[1] اسلام مین قرآن وحدیث کی جو واقفیت بہم پہونچائی تھی، اشاعت اسلام کے لئے اسی بناپر منتخب ہوئے، اور مبلغین کے امیر بنائے گئے،

اخلاق، زہد وتقوی، عبادت، قیام لیل، یہ تمام قراء کا شیوہ تھا، حضرت منذر بھی انہین اوصاف سے متصف تھے،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۰۱ جلد ۴

حضرت نعمانؓ بن بشیر

نام ونسب، نعمان نام، ابوعبداللہ کنیت، قبیلۂ خزرج سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی، نعمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن مالک اغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن الخزرج الاکبر، والدہ کا نام عمرۃ بنت رواحہ تھا، جن کا سلسلۂ نسب مالک اغر پر، حضرت نعمانؓ کے آبائی سے ملجاتا ہی،

حضرت نعمانؓ کے والد بشیر بن سعد بڑے رتبہ کے صحابی تھے، عقبۂ ثانیہ مین ۷۰ انصار کے ہمراہ مکہ جاکر بیعت کی، بدر، اُحد اور تمام غزوات مین آنحضرت صلعم کے ہمرکاب رہے، واقعۂ سقیفہ مین سب سے پہلے انھون نے حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کی تھی، سنہ ھ مین خالد بن ولید کے ہمراہ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کو نکلے، اور واپسی کے وقت عین تمر کے معرکہ مین قتل ہوئے،

والدہ بھی آنحضرت صلعم سے بیعت کا شرف حاصل کرچکی تھین، اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ مشہور صحابی کی ہمشیر تھین، حضرت نعمانؓ ربیع الثانی سنہ ۲ھ مین ہجرت کے ۱۴ ہوین مہینے اِس مقدس گھر مین تولد ہوئے، ہجرت کے بعد انصار مین یہ سب سے پہلے مولود تھے، اِن کی ولادت کے ۶ ماہ بعد عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے،

اسلام کی تاریخ مین سنہ ۲ھ کا طالع، خرمن امن وامان کے لیئے برق مضطرتھا، آغاز سال ہی سے قریش اور دیگر ہمسایہ قبائل سے چھیڑ چھاڑ شروع ہوگئی تھی، جس کا نتیجہ چند ماہ کے بعد غزوۂ بدر کی صورت مین رونما ہوا، اس سال جو لڑکے پیدا ہوئے سب مین اِن کا

اثر موجود تھا، چنانچہ نعمانؓ جو بدر کے وقت ۳-۴ مہینے کے تھے، اور عبد اللہ بن زبیرؓ کہ[1] اسی سال پیدا ہوئے بڑے بڑے انقلابات کے بانی ہوئے،

عام حالات، باپ، ماں کو ان سے بڑی محبت تھی، باپ ان کو آنحضرت صلعم کے پاس لاتے اور دعا کراتے تھے، ماں کو اس قدر محبت تھی کہ اپنی باقی اولاد کو محروم کرکے تمام جائداد ان کو دلائے دیتی تھین، ایک روز شوہر کو مجبور کرکے اس پر آمادہ کیا اور گواہی کے لئے رسول اللہ صلعم کو منتخب کیا، حضرت بشیرؓ ان کو آنحضرت صلعم کی خدمت مین لیکر آئے، اور عرض کی کہ آپ گواہ رہین، مین فلان زمین اس کو دیتا ہون، فرمایا اس کے دوسرے بھائیون کو حصہ دیا؟ بولے نہین، ارشاد ہوا "تو پھر مین ظلم پر گواہی نہین دیتا"، یہ سنکر بشیر اپنے ارادہ سے باز آئے،[2]

چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو آنحضرت صلعم کے پاس پہونچتے، ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کے طائف سے انگور آئے، آپ نے ان کو دو خوشے عنایت کئے اور فرمایا کہ ایک تمہارا ہے اور ایک تمہاری والدہ کا، نعمان راستہ مین دونون خوشے چٹ کر گئے، اور گھر مین خبر تک نہ کی، چند دنون کے بعد آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ اپنی ماں کو انگور دئیے تھے؟ انھون نے کہا نہین، آپ نے ان کی گوشمالی کی اور کہا یا غدر! کیون مکار![3]

اسی زمانہ سے، نماز وغیرہ کی طرف توجہ کی، آنحضرت صلعم کے واقعات دیکھتے تو انکو یاد رکھنے کی کوشش کرتے، منبر کے قریب بیٹھکر وعظ سنتے،[4] ایک مرتبہ انھون نے دعوے سے کہا کہ آنحضرت صلعم کی رات کی نماز کے متعلق مین اکثر صحابہ سے زیادہ واقف ہون،[5] شب قدر کی راتون مین آنحضرت صلعم کے ہمراہ جاگے اور نمازین پڑہین،[6]

---

[1] مسند صفحہ ۲۶۰ جلد ۴، [2] ایضاً ۲۶۹، [3] استیعاب صفحہ ۳۱۰ جلد ۱، [4] مسند صفحہ ۲۶۹ و ۲۷۰، جلد ۴، [5] ایضاً صفحہ ۲۷۰، [6] ایضاً صفحہ ۲۷۲

ربیع الاول ۱۱ھ مین آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا، اوس وقت حضرت نعمانؓ کا

سن ۸ سال، ۷ ماہ کا تھا،

حضرت علی علیہ السلام کے عہدِ خلافت مین امیر معاویہ سے جنگ چھڑی تو نعمان نے

انھین کا ساتھ دیا، اور یہ نہایت عجیب بات تھی، انصار مین یہی ایک دو صاحب امیر معاویہ

کے طرفدار تھے، چنانچہ نعمان کے متعلق صاف طور پر مذکور ہے کہ وہ ان کو دوست رکھتے تھے،

چنانچہ صاحب اسد الغابہ لکھتے ہین[1]،

وکان ھواہ مع معاویۃ ومیلہ الیہ والی ابنہ یزید یعنے وہ معاویہ اور یزید دونون کی طرف مائل تھے،

امیر معاویہ نے اس کے صلہ مین ان کو جلیل القدر عہدے دیئے، عین التمر مین جناب

امیر کی طرف سے مالک بن کعب ارحبی حاکم تھے، امیر معاویہ نے ان کو بھیجکر وہان کے اسلحہ خانہ پر

حملہ کرایا[2]، فضالہ بن عبید کے بعد دمشق کا قاضی مقرر کیا[3]، اور جب یمن پر تسلط ہوا، تو عثمان بن

ثقفی کے بعد وہان کا والی بنایا، اس بنا پر یہ یمن کے (سلطنت امیہ) تیسرے امیر تھے[4]،

۵۹ھ مین امیر معاویہ نے ان کو کوفہ کا حاکم بنایا اور تقریباً ۹ ماہ تک اس منصب پر

مامور رہے، امیر معاویہ کے بعد یزید تخت حکومت پر متمکن ہوا، اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام

عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر کو بیعت کے لیے مجبور کیا، حضرت امام حسین علیہ السلام

نے بیعت سے صاف انکار کیا، اور کوفہ سے شیعیان علی کے خطوط پہنچ رہے تھے، جن مین اونکی

خلافت پر آمادگی ظاہر کی گئی تھی، چنانچہ آپ نے حضرت مسلم بن عقیل کو تفتیش حالات کے لیے

کوفہ روانہ فرمایا، مسلم کوفہ پہنچے تو شہر کا بڑا حصہ ان کے ساتھ تھا، ۱۲ ہزار آدمیون نے ان کے

ہاتھ پر بیعت کی، حضرت نعمانؓ کو تمام خبرین پہونچ رہی تھین، تاہم وہ جگر گوشۂ رسول کے

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۳ جلد ۵، [2] یعقوبی صفحہ ۲۲۸ جلد ۲، [3] ایضاً صفحہ ۲۲۸، [4] ایضاً صفحہ ۲۷۸،

معاملہ مین خاموش رہنا پسند کرتے تھے،

لیکن جب مختار بن ابی عبید کے مکان مین شیعون کا اجتماع ہوا اور نقض بیعت کی

تیاریان ہوئین تو نعمان نے منبر پر ایک پرُزور خطبہ دیا جو درج ذیل ہی،

اما بعد! فاتقوا اللہ عباد اللہ ولا تسارعوا	لوگو! خدا سے ڈرو اور فتنہ اور اختلاف پیدا کرنے
الی الفتنۃ والفرقۃ! فان فیھما یھلك	مین جلدی نہ کرو، کیونکہ اس مین آدمی ضائع ہوتے
الرجال وتسفك الدماء وتغصب الاموال	ہین، خون ریزیان ہوتی ہین اور مال غصب کئے جاتے
انی لم اقاتل من لم یقاتلنی ولا اثب علی من لا	ہین، جو شخص مجھ سے نہ لڑیگا مین بھی اوس سے نہ لڑونگا
یثب علی ولا اشاتمکم ولا اتحرش بکم ولا	نہ تم کو برا کہون گا، نہ آپس مین جنگ وجدل برپا کرونگا
اخذ بالقرف ولا الظنۃ ولا التھمۃ ولکنکم	نہ سوء ظن اور تہمت مین ماخوذ کرون گا، لیکن اگر
ان ابدیتم صفحتکم لی ونکثتم بیعتکم وخالفتم	تم نے علانیہ میری نافرمانی کی، بیعت توڑ دی، اور
امامکم فواللہ الذی لا الہ غیرہ لاضربنکم	بادشاہ سے مخالفت شروع کی تو خدا کی قسم جب تک
بسیفی ما ثبت قائمہ فی یدی ولو لم یکن	میرے ہاتھ مین تلوار رہے گی تم کو مارون گا،
لی منکم ناصر، اما انی ارجوان یکون من	خواہ تم مین کا ایک شخص بھی میری مدد نہ کرے، ہا
یعرف الحق منکم اکثر ممن یردیہ الباطل،	مجھے امید ہی کہ تم مین باطل کے بہ نسبت حق کے چاہنے
	والے زیادہ موجود ہین،

عبد اللہ بن مسلم حلیف بنی امیہ بھی مجمع مین موجود تھا، والی حکومت کا یہ تساہل دیکھکر جوش مین اُٹھا اور کہا آپ کی رائے اس معاملہ مین نہایت کمزور ہی، یہ نرمی کا وقت نہین اِس وقت آپ کو دشمن کے مقابلہ مین سخت ہونا چاہئیے، حضرت نعمانؓ نے فرمایا "میں خدا کی معصیت مین قوی ہونے سے اوس کی اطاعت مین کمزور رہنا زیادہ پسند کرتا ہون"

جس پردہ کو خدا نے لٹکا دیا ہے مین اوس کا چاک کرنا مناسب نہین سمجھتا، عبد اللہ نے وہان سے آکر یزید کو خط لکھا کہ "مسلم نے کوفہ آکر تسلط کر لیا، اگر آپ کو یہان حکومت کی ضرورت ہی تو کسی قوی شخص کو بھیجیے کہ آپ کے احکام نافذ کر سکے، نعمان بالکل بودے شخص ہین یا عمداً کمزور بن رہے ہین"، عبد اللہ کے ساتھ عمارہ بن عقبہ، عمر بن سعد بن ابی وقاص نے بھی اسی مضمون کے خطوط روانہ کیئے، یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا حاکم بنایا اور نعمان شام چلے گئے[1]،

یہ ۶۰ھ کا واقعہ ہی،

اس کے بعد حمص کے امیر مقرر ہوئے، اور یزید کی وفات تک اسی عہدہ پر قایم رہے[2]

۶۴ھ مین جب معاویہ بن یزید کا انتقال ہوگیا تو عبد اللہ بن زبیر کی بیعت کی اہل شام کو دعوت دی، اور اون کی طرف سے حمص کے حاکم مقرر ہوئے، بعض روایتون مین ہی کہ انھون نے پیشتر ابن زبیر کی بیعت لی بعد مین خود اپنی بیعت لینا شروع کی، لیکن یہ روایت قرین قیاس نہین، اگر یہ واقعہ ہوتا تو تاریخ اور رجال مین اس کا تذکرہ ہوتا لیکن اکثر تذکرے اس ذکر سے بالکل ساکت ہین،

نعمان کی طرح اور لوگ بھی شام مین ابن زبیر کے طرفدار ہو گئے تھے، مروان نے یہ دیکھکر شام کا سفر کیا اور ایک لشکر فراہم کر کے ضحاک بن قیس کے مقابلہ کو بھیجا، ضحاک بن زبیر کی طرف سے بعض اضلاع شام کے حاکم تھے، نعمان کو خبر ہوئی تو شرحبیل بن ذو الکلاع کے ماتحت کچھ فوج ضحاک کی مدد پر روانہ کی، مرج راہط ایک مقام پر لڑائی پیش آئی جس مین ضحاک کو شکست ہوئی، نعمان کو معلوم ہوا تو خوف کی وجہ سے رات کو حمص سے کوچ کیا، مروان نے خالد بن عدی الکلاعی کو چند سوار دیکر تعاقب کے لیے بھیجا،

---

[1] طبری صفحہ ۲۲۸ و ۲۳۰ و ۲۳۹ جلد ۷، [2] اصابہ صفحہ ۲۴۰ جلد ۶،

وفات، حمص کے نواح مین بیران ایک گانوٗن ہی، وہان سامنا ہوا، خالد نے نعمان کو قتل کرکے سر کاٹا اور اون کے اہل وعیال کو گرفتار کرکے مروان کے پاس حاضر ہوا، بیوی اپنے شوہر کے پُر عبرت انجام کا تماشہ دیکھ چکی تھی، درخواست کی کہ ان کا سر میری گود مین دید و کیونکہ مین اس کی سب سے زیادہ مستحق ہون، لوگون نے سر اون کی گود مین ڈالدیا، یہ اوائل ۶۵ھ کا واقعہ ہی، اِس وقت حضرت نعمانؓ کی عمر ۶۴ سال کی تھی،

اہل وعیال، اِن کی بیوی جن کا ابھی ذکر ہوا خاندان کلب سے تھین، انکا عجیب قصہ مشہور ہے امیر معاویہ کے محل مین تھین، انھون نے ایک روز یزید کی مان میسون سے کہا کہ تم اس عورت کو جا کر دیکھو، میسون نے دیکھکر بیان کیا کہ حسن وجمال کے لحاظ سے اپنا نظیر نہین رکھتی، لیکن اس کی ناف کے نیچے ایک تل ہی، اسلیئے یہ اپنے شوہر کا سر اپنی گود مین لے گی، چنانچہ حبیب بن مسلمہ نے اِن سے نکاح کیا اور طلاق دی، پھر نعمان نے نکاح کیا اور قتل ہونے کے بعد میسون کی پیشینگوئی کے مطابق اوس کی گود مین سر رکھا گیا،[1]

اولاد مین تین لڑکے مشہور ہین اور وہ یہ ہین، محمد، بشیر، یزید،

فضل وکمال، حضرت نعمانؓ کو حدیث وفقہ سے کامل واقفیت تھی، اور اگرچہ انتظام ملک، اقامتِ امن، اور دوسری ذمہ داریون اور مصروفیتون مین اِن علوم کی خدمت کا موقع نہ تھا، تاہم دار الامارت فقہ وحدیث کا مخزن بن گیا تھا، ہزارون مقدمات فیصلہ کے لیئے پیش ہوتے تھے، جن کو انہین علوم کی وساطت سے فیصل کیا جاتا تھا،

حضرت نعمانؓ اگرچہ عہد نبوت مین ہشت سالہ تھے، تاہم بہت سی حدیثین یاد رکھی تھین، بعد مین حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کے فیض صحبت سے مشرف ہوئے، اپنے مامون حضرت

[1] یہ واقعات یعقوبی صفحہ ۳۰۵ جلد ۲ و استیعاب صفحہ ۱۰۳ جلد ا سے لئے گئے ہین،

ابن رواحہؓ سے بھی حدیث سُنی،

بیان حدیث مین اگرچہ نہایت محتاط تھے، تاہم ان کی سند سے ۱۲۴ روایتین منقول ہین، فیصلے کے وقت حدیث کا حوالہ دیتے تھے، ایک مرتبہ ایک مقدمہ پیش ہوا تو فرمایا کہ مین تیرا فیصلہ اسی طرح کرونگا جس طرح آنحضرت صلعم نے ایک شخص کا فیصلہ کیا تھا[1]،

بعض وقت مسائل بھی بتلاتے تھے، اور اس کا زیادہ تر خطبون مین اتفاق ہوتا تھا، خطبے مذہبی اور سیاسی دونون قسم کے ہوتے تھے، اور نہایت فصیح و بلیغ ہوتے تھے طرز ادا اور انداز تعبیر پر جو قدرت تھی، اس کو سماک بن حرب نے ان الفاظ مین بیان کیا ہے" مین نے جن لوگون کے خطبے سُنے اون مین نعمان کو سب سے بڑھکر پایا[2]، خطبہ مین محل و مقام کے مناسب اعضاء کو حرکت دیتے تھے، ایک مرتبہ کہا کہ" مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے" تو اس لفظ پر انگلی سے کانون کی طرف اشارہ کیا[3]،

آنحضرت صلعم اور اپنے زمانہ کی معاشرت کا نقشہ ان الفاظ مین کھینچا،

ماکان نبیکم یشبع منہ الدقل و ماترضون دون الوان التمر والزبد[4]،	تم مختلف اقسام کے چھوہارون اور مکھن پر بھی راضی نہین، حالانکہ پیغمبر صاحب ردی چھوہارون سے بھی سیر نہ ہوتے،

ایک مرتبہ منبر پر خطبہ دیا اور اس مین جماعت کو رحمت اور فرقت کو عذاب بنا کر پیش کیا تو یہ اثر ہوا کہ ابو امام باہلی اُٹھے اور مجمع کو مخاطب کرکے کہا علیکم بالسواد الاعظم[5]

ان مواقع پر جن لوگون کو حدیثین سننے کا اتفاق ہوا اون کی تعداد ہزارون سے

---

[1] مسند ابن حنبل صفحہ ۲۷۲ جلد ۴، [2] تہذیب التہذیب صفحہ ۴۴۹ جلد ۱۰، [3] مسند صفحہ ۲۶۹ جلد ۴، [4] ایضاً صفحہ ۲۶۸، [5] ایضاً صفحہ ۲۷۰،

متجاوز ہی، لیکن وہ لوگ جو تلامذۂ خاص کا درجہ رکھتے ہین، حسب ذیل ہین،

شعبی، حمید بن عبد الرحمن، خثیمہ، سماک بن حرب، سالم بن ابی الجعد، ابو اسحق سبیعی، عبد الملک بن عمیر، سبیع کندی، حبیب بن سالم (نعمان کے میر منشی تھے، مسند صفحہ ۲۷۱ جلد ۴) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، عروہ بن زبیر، ابو قلابہ الجرمی، ابو سلام الاسود، عیزار بن حریث، مفضل بن مہلب بن ابی صفرہ، ازہر بن عبد اللہ حرازی،

نثر کے ساتھ نظم مین بھی دخل تھا، یہ اشعار انھین کی طرف منسوب ہین،

وانی لاعطی المال من لیس سائلا	وادرك للمولی المعاند بالظلم
وانی متی مایلقنی صارما له	فما بیننا عند الشدائد من جرم
فلا تعدد المولی شریكك فی الغنی	ولكنما المولی شریكك فی العدم
اذا مت ذو القربی الیك برحمة	وغشك واستغنی فلیس بذی رحم
ومن ذاك للمولی الذی یستخفه	اذاك ومن یرمی العدو والذی ترمی

اخلاق، حضرت نعمانؓ شور و شر، فتنہ و فساد اور دیگر انقلابات مین گھرے رہنے کے باوجود جبر و ظلم روا نہ رکھتے تھے، وہ نہایت نرم دل اور رحیم تھے اور شورش کے مواقع پر سختی کے بجائے لطف و کرم سے کام لیتے تھے، مورخ طبری لکھتے ہین،

كان حليماً ناسكا يحب العافيه — وہ بردبار، عابد، اور عافیت پسند تھے،[1]

مسلم بن عقیل کا واقعہ اور اس کے متعلق حضرت نعمانؓ کا خطبہ اوپر نقل ہو چکا، قیس بن الہیثم کو ایک خط لکھا تو اوس مین تحریر فرماتے ہین "تم نہایت بدبخت بھائی ہو، ہم رسول اللہ صلعم کو دیکھا اور آپ سے حدیث سُنی، تم نے نہ دیکھا نہ حدیث سُنی، آپ نے فرمایا ہی کہ قیامت کے

[1] طبری صفحہ ۳۴۰ جلد ۷،

قریب بہت سے تیرہ و تار فتنے اُٹھین گے جن مین آدمی صبح کو مسلمان ہوگا تو شام تک کافر ہوجائے گا، اور لوگ دنیا کی تھوڑی منفعت کے لیئے اپنا مذہب بیچ ڈالین گے"،

لیکن یہ نرمیِ طبع، جبن و بزدلی کا نتیجہ نہ تھا، وہ علم و تحمل مین جس طرح یکتا تھے شجاعت و بسالت مین بھی نظیر نہ رکھتے،

سخاوت کا بھی یہی حال تھا حمص کے والی ہوئے تو اعشی ہمدانی پہونچا اور کہا کہ مین نے یزید سے مدد کی درخواست کی تھی، لیکن اُس نے نہ سُنی، اب تمہارے پاس آیا ہون کہ کچھ قرابت کا پاس کرو، اور میرا قرض ادا کرو، نعمان کے پاس کچھ نہ تھا، قسم کھا کر کہا میرے پاس کچھ نہین، پھر کچھ سوچکر کہا "ہنہ!" اور منبر پر کھڑے ہوکر ۲۰ ہزار کے مجمع مین ایک خطبہ دیا جس کا مضمون حسب ذیل ہی،

"لوگو! اعشی ہمدان تمہارے ابن عم ہین، مسلمان اور عالی خاندان ہین، ان کو روپیہ کی ضرورت ہی اور تمہارے پاس اسی غرض سے وارد ہوئے ہین، اب بتلاؤ کیا رائے ہی؟" تمام مجمع نے یکزبان ہوکر کہا "جو آپ کا حکم ہو،" فرمایا "نہین، مین کچھ حکم نہین دیتا،" کہا "تو فی کس ایک دینار" (۵ روپیئے) فرمایا "نہین دو شخصون مین ایک دینار" سب نے منظور کیا تو کہا کہ ان کو بیت المال سے اس وقت دیئے دیتا ہون جب تنخواہ کا روپیہ برآمد کرون گا تو وضع کرو یا جائے گا،" حضرت نعمانؓ نے ۱۰ ہزار دینار[1] (۵۰ ہزار روپیہ) دیئے تو اعشی سراپا شکرو امتنان تھا چنانچہ حسب ذیل اشعار مدح مین کہے،

فلم ار للحاجات عند انکماشہا	کنعمان اعنی ذا الندی ابن بشیر
حاجتون کے پیش آنے کے وقت مین نے	سخی نعمان بن بشیر کی طرح کسی کو نہین دیکھا،

[1] مسند صفحہ ۲۷۰ جلد ۴، یہ استیعاب کی روایت ہی اسد الغابہ مین ۴ ہزار دینار لکھا ہی، اس حساب سے دو لاکھ روپیہ ہوئے

اذا قال ادنی بالمقال ولم یکن — کمن دل الی الاقوام حبل غرور

جب وہ کچھ کہتے ہین، تو اپنے قول کو ایفا کرتے ہین — اوس شخص کی طرح نہین جو لوگون کی طرف غرور کی ڈوری لٹکاتے ہین

فلولا اخو الانصار کنت کنازل — ثوی لم ینقلب بنقیر

اگر یہ انصاری نہ ہوتے تو مین اوس شخص کی طرح — ہوتا جو کہین اُتر کر ٹھہرے اور کچھ لیکر نہ لوٹے

متی اکفر النعمان لم اک شاکرا — ولا خیر فیمن لم یکن بشکور

جب مین نعمان کا کفران کرون تو مجھ مین احسانمندی کا مادہ نہین — کر جو شکر گذار نہین، اوس مین کوئی بھلائی نہین

حضرت نعمان بن عجلان رض

نام ونسب، نعمان نام، خاندان زریق سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی، نعمان بن عجلان بن نعمان بن عامر بن زریق، اپنی قوم کے سردار تھے، اور انصار کی عمومی سیادت کی وجہ سے گویا اونکی زبان بن گئے تھے،

حالات، آنحضرت صلعم کے زمانۂ مبارک مین بیمار ہوئے تو آپ خود عیادت کو تشریف لائے اور صحت کی دعا فرمائی[1]،

جناب امیر علیہ السلام کے عہدِ خلافت مین بحرین کے عامل ہوئے، سعد بن عبادہ اور ابن عباس کی طرح شاید وہ بھی خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے، چنانچہ اپنے خاندان کا جو شخص پہونچتا اوس کو انعام واکرام سے مالامال کر دیتے، ایک شاعر نے اِس واقعہ کو نظم کر دیا ہی،

وفات، حضرت علی رض یا امیر معاویہ کے زمانۂ خلافت مین وفات پائی،

اہل وعیال، اہل وعیال کی تفصیل معلوم نہین، اتنا معلوم ہی، کہ بیوی کا نام خولہ بنت قیس تھا اور انصار سے تھین، پہلے حضرت حمزہ عم رسول اللہ صلعم کو منسوب تھین، انکی شہادت کے بعد انکے نکاح مین آئین،

حلیہ، حلیہ یہ تھا، پست قد، سُرخ رنگ، لوگ اِن کو کم رو سمجھتے تھے،

فضل وکمال، شاعر تھے اور شعر اچھے کہتے تھے، عہدِ خلافت اور انصار کے نمایان کارنامون کو نظم کا جامہ پہنایا ہی، جو اور کتابون مین منقول ہی،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۶ جلد ۵،

حضرت ہلال بن اُمیّہؓ

نام ونسب، | قبیلۂ اوس کے خاندانِ واقف سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی، ہلال بن اُمیہ بن عامر بن قیس بن عبدالاعلم بن عامر بن کعب بن واقف (مالک) بن امرا القیس بن مالک بن اوس،

والدہ کا نام انیسہ تھا، اور حضرت کلثوم بن الہدمؓ جن کے مکان مین آنحضرت صلعم نے ہجرت کے وقت قیام کیا تھا، اون کی یہ ہمشیر تھین،

اسلام، | عقبۂ ثانیہ کے بعد مسلمان ہوئے، اور خاندانِ واقف کے بت توڑے،

غزوات اور عام حالات، | بدر اور اُحد مین شرکت کی، فتح مکہ مین واقف کے علمدار ہوئے، غزوۂ تبوک مین شریک نہ ہوئے، آنحضرت صلعم واپس آئے تو انھون نے جاکر صاف صاف کہا کہ مجھے کوئی عذر نہ تھا اور بااینہمہ بیٹھا رہا، آنحضرت صلعم نے ان سے لوگون کو بات چیت کرنے کی ممانعت فرمادی، گھر مین بیٹھ رہے، اور رات ودن گریہ وزاری مین بسر کی، ۴۰ دن گذرنے پر آنحضرت صلعم کا حکم پہونچا کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہوجاؤ، اون کی بیوی حاضر خدمت ہوئین اور عرض کی کہ ہلال بہت بوڑھے ہین اور اون کے پاس خدمت کے لئے کوئی آدمی نہین کیا اس صورت مین مین اون کی خدمت کر سکتی ہون، فرمایا ہان لیکن ہمبستر نہ ہونے پائین، بولین اس کا احتمال بھی نہین، ۱۰ روز کے بعد جب ۵۰ دن پورے ہوئے تو توبہ قبول ہوئی اور یہ آیت اُتری "وعلی الثلثة الذین خلفوا"[1]

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۶۳۳ و ۶۳۶ جلد ۲،

غالباً اس واقعہ کے بعد لعان کا واقعہ پیش آیا، شریک بن سحماء ایک شخص تھے، ہلال کو اپنی بیوی کی نسبت اون کی طرف سے شبہہ ہوا، آنحضرت صلعم سے بیان کیا کہ یہ حاملہ ہے، ارشاد ہوا "دو صورتین ہین، یا تو ثبوت پیش کرو یا اپنی پیٹھ پر دُرّے کھاؤ" ہلال نے کہا "کیا خوب! ایک شخص اپنی بیوی کے پاس دوسرے کو دیکھے اور پھر ثبوت بھی تلاش کرتا پھرے" آنحضرت صلعم نے وہی جملہ پھر دہرایا، تو ہلال بولے "اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق و صداقت کے ساتھ مبعوث کیا، مین قول مین بالکل سچا ہون، اور امید ہی کہ خدا ایسی آیتین نازل کریگا جس سے میری پیٹھ حد سے بچ جائیگی"، اس کے بعد آیت لعان (وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ) اتری تو آنحضرت صلعم نے ہلال کو بلا کر "اشہد" کے لفظ سے دعویٰ سُنا اور فرمایا "تم دونون مین ایک یقیناً جھوٹا ہی، لیکن توبہ بہرحال بہتر ہی، دیکھین اس کی بھی کسی کو توفیق ہوتی ہی"، ہلال کے بعد اون کی بیوی کھڑی ہوئی اور انھین الفاظ کے ساتھ اپنی براءت کا اظہار کیا، پانچوین مرتبہ لوگون نے روکا، اور وہ یہ کہتی ہوئی واپس گئی کہ "مین اپنی قوم کو کبھی رسوا نہین کر سکتی" ارشاد ہوا دیکھنا! اگر سُرمگین چشم، پُر گوشت سرین اور موٹی پنڈلیون والا لڑکا ہو تو شریک کا سمجھا جائیگا، چنانچہ شریک کا ہمصورت لڑکا پیدا ہوا، آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا تو فرمایا "کیا کہون؟ کتاب الٰہی کا معاملہ ہی ورنہ آج اسے بتلاتا"[1]

اوپر گذر چکا ہی کہ یہی عورت جب آنحضرت صلعم سے اپنے شوہر کی خدمتگذاری کی اجازت لینے آئی تھی تو آپ کے استفسار پر کہا تھا،

والله ما به حركة الى شى — میرا شوہر کسی قسم کی حرکت کے قابل نہین،

اس لحاظ سے حضرت ہلالؓ کا خیال بالکل صحیح تھا، چنانچہ ایسا ہی واقع بھی ہوا،

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۶۹۵ جلد ۲،

وفات، | سنہ وفات صحیح طور پر متعین نہین، ابن شاہین نے لعان کے قصہ کو جس سلسلہ سے روایت کیا ہی اُس مین اخیر نام عکرمہ کا ہی جنھون نے ہلال سے بلا واسطہ اِس قصہ کو سُنا، اگر یہ صحیح ہی تو ہلال نے، امیر معاویہ کے زمانہ مین قضا کی،

اخلاق، | صحیح بخاری مین کعب بن مالک سے روایت ہی کہ ہلال اور فلان دونون نہایت صالح تھے[1]، اور درحقیقت بنوسلمہ کے بُت توڑنا، تبوک مین اور لوگون کے برخلاف جھوٹ اور بہانہ سے گریز کرنا، اپنی بیوی کے واقعہ مین صاف گوئی سے کام لینا، اِن کے جوش ایمان زہد وتقویٰ اور راستبازی وصداقت کی نہایت روشن علامات ہین،

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۶۳۵ جلد ۲،

حلفائے انصار

یعنی

وہ لوگ جو قبائلِ انصار کے ہم معاہدہ تھے

حضرت ابو بردہ بن نیار رض

نام و نسب، | ہانی نام، ابو بردہ کنیت، قبیلۂ بلی سے ہیں سلسلۂ نسب یہ ہی، ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن بلے،

اسلام، | عقبۂ ثانیہ مین مسلمان ہوئے،

غزوات، | بدر، اُحد، خندق، اور تمام غزوات مین شرکت کی، غزوۂ اُحد مین مسلمانون کے پاس صرف دو گھوڑے تھے، جن مین ایک ابو بردہ رض کا تھا، فتح مکہ مین بنو حارثہ کا علم اِن کے پاس تھا،

عہدِ نبوت کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی تمام لڑائیون مین شریک رہے،

وفات، | امیر معاویہ کے زمانۂ خلافت مین ۴۱؁ھ مین وفات پائی،

اولاد، | کوئی اولاد نہین چھوڑی،

فضل و کمال، | البتہ معنوی اولاد بہت سی ہین، اور اون مین سے بعض کے نام یہ ہین،

براء بن عازب رض (بھانجے تھے) جابر بن عبد اللہ رض، عبد الرحمن بن جابر رض، کعب بن عمیر

سہ ماخوذ از کتب رجال،

بن عقبہ بن نیار، نصر بن سیار، بشیر بن یسار،

روایتوں کی تعداد (۲۰) ہے،

حضرت ثابت بن وحداح رضؓ

نام ونسب، ثابت نام، ابوالدحداح کنیت، قبیلۂ بلی کے خاندانِ انیف یا عجلان سے تھے، اور عمرو بن عوف کے حلیف تھے، سلسلۂ نسب یہ ہی ثابت بن دحداح بن نعیم بن غنم بن ایاس،

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، غزوۂ اُحد مین نمایان شرکت کی، جنگ کی شدت سے جب مسلمانون کے پاؤن اُکھڑے تو انھون نے بڑھکر انصار کو آواز دی "اِدھر ادھر آ ثابت بن وحداح مین ہون اگر محمد قتل ہوئے تو خدا موجود ہی، تم کو اپنے دین کے لیئے لڑنا چاہیئے، خدا فتح و نصرت عطا فرمائے گا، انصار کے چند جانباز اس دعوتِ حق کے خیر مقدم کے لیئے بڑھے، قریشِ مکہ کی ایک زبردست جماعت جس مین خالد، عمرو بن عاص، عکرمہ بن ابو جہل، ضرار بن خطاب اور دیگر رؤسائے قریش تھے، قریب کھڑی تھی، انھون نے ان انصار کے ساتھ اس جماعت پر حملہ کیا، خالد نے بڑھکر نیزہ مارا جس سے حضرت ابو وحداحؓ جان بلب ہوکر زمین پر گر پڑے، لوگ اُٹھا کر گھر لائے اور علاج شروع کیا، خون بند ہوگیا، لیکن غزوۂ حدیبیہ کے بعد زخم پھٹا اور اوس کے صدمہ سے وفات پائی، یہ ۶ھ کا واقعہ ہے،

وفات، آنحضرت صلعم صحابہ کے ہمراہ جنازہ مین تشریف لائے، اور دفن کرنیکے بعد گھوڑا منگا کر سوار ہوئے، اِس موقع پر آپ نے فرمایا، جنت مین چھوہارے کی کتنی شاخین ابن وحداح کے واسطے لٹکائی گئی ہینؓ،

لہ صحیح مسلم صفحہ ۵۷۶ جلد ا،

اس کے بعد عاصم بن عدی کو طلب فرمایا اور پوچھا تم لوگوں سے کچھ قرابت تھی؟ بولے نہین، ابو البابہ بن عبد المنذر اِن کے بھانجے تھے، آنحضرت صلعم نے ترکہ اِن کے حوالہ کیا،[۱]

اہل وعیال، کوئی اولاد نہ تھی، بیوی کا نام ام دحداح تھا، مسند کی ایک حدیث مین انکا ذکر ہے،

اخلاق، جوشِ ایمان نہایت نمایان تھا، جب آیت "من ذالذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاعفہ لہ" نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم سے کہا، خدا ہم سے قرض مانگتا ہی؟ فرمایا ہان، حضرت ابو دحداحؓ نے اپنا مال صدقہ کیا،[۲]

ایک شخص اپنے باغ کی دیوار اُٹھانا چاہتا تھا، بیچ مین دوسرے کا درخت پڑتا تھا آنحضرت صلعم سے کہا کہ وہ درخت مجھکو دلوا دیجیئے، آپنے اُس کو بُلا کر فہمایش کی، اوس نے انکار کیا، تو فرمایا اس کے عوض جنت مین ایک درخت لو، وہ اوس پر راضی نہ ہوا، حضرت ابو دحداحؓ نے سُنا تو اوس کے پاس گئے اور کہا کہ مجھ سے دیوار لے لو اور اپنا درخت میرے ہاتھ فروخت کرو، اوس نے منظور کیا تو آنحضرت صلعم کے پاس پہونچے اور اس واقعہ سے آگاہ کیا، آپ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ابو دحداح کے لیئے جنت مین کتنے درخت ہین،

حضرت ابو دحداحؓ آنحضرت صلعم کے پاس سے باغ آئے اور بیوی سے کہا یہان سے نکل چلو مین نے یہ باغ جنت کے ایک درخت کے معاوضہ مین بیچ ڈالا، شوہر کی طرح بیوی بھی نہایت سعادتمند تھی، خوشی سے اِس واقعہ کو سُنا اور بولی کہ یہ نہایت نفع کا سودا ہی،[۳]

---

[۱] اسد الغابہ صفحہ ۱۸۵ جلد ۵ [۲] اسد الغابہ صفحہ ۱۸۵ و اصابہ صفحہ ۵۰ جلد ۷، [۳] اصابہ صفحہ ۵۰ جلد ۷،

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ

نام ونسب، حذیفہ نام، ابو عبد اللہ کنیت، صاحب السر لقب، قبیلۂ غطفان کے خاندان عبس سے ہین، نسب نامہ یہ ہی، حذیفہ بن حسیل بن جابر بن عمرو بن ربیعہ بن فردہ بن حارث بن مازن بن قطیعہ بن عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان العبسی، والدہ کا نام رباب بنت کعب بن عدی بن عبد الاشہل تھا،

حضرت حذیفہؓ کے والد اپنی قوم کے کسی شخص کو قتل کرکے مدینہ آئے، اور یہین سکونت اختیار کی، عبد الاشہل کے خاندان سے حلف کا تعلق ہوا، پھر بعد مین قرابت بھی کرلی، کہتے ہین کہ چونکہ اوس وخزرج کا تعلق یمن سے تھا، اسلئے اِن کی قوم نے اِن کا نام یمان[1] رکھدیا، عبد الاشہل مین جو نکاح کیا تھا اس سے حسب ذیل اولاد پیدا ہوئی، حذیفہ، سعد، صفوان، مدلج، لیلٰی[2]، یہ لوگ اولادِ یمان کے نام سے مشہور ہوئے،

اسلام، والدین نے اِسلام کا زمانہ پایا، اور مشرف بہ اِسلام ہوئے، بھائی بہنون مین صرف حذیفہ اور صفوان کو یہ سعادت میسر ہوئی، اوس وقت آنحضرت صلعم مکہ مین اقامت گزین تھے حضرت حذیفہؓ ہجرت کرکے مکہ پہونچے اور آنحضرت صلعم نے ہجرت اور نصرت کے متعلق رائے طلب کی، آپ نے ہجرت کے بجائے نصرت کو اون کو لیئے تجویز فرمایا[3]،

غزوات، اگرچہ غزوۂ بدر مین شریک نہ ہو سکے، تاہم اپنے باپ کے ساتھ غزوہ کے ارادہ سے نکلے تھے، لیکن راستہ مین کفارِ قریش نے روکا کہ محمدؐ کے پاس جانے کی اجازت نہین

---

[1] اصابہ صفحہ ۲۳۲ جلد ۱، [2] طبقات صفحہ ۲۴۴ جلد ۸، [3] اسد الغابہ صفحہ ۳۹۱ جلد ۱،

بولے کہ محمد کے پاس نہین بلکہ مدینہ جاتے ہین، چنانچہ ان لوگون نے اس شرط پر چھوڑا کہ لڑائی مین محمد کی طرف سے شریک نہ ہون، انھون نے خدمت اقدس مین ہوکر ساری داستان سنائی ارشاد ہوا، کہ اپنے عہد پر قائم رہو اور مکان واپس جاؤ، باقی فتح و نصرت تو وہ خدا کے ہاتھ ہی، ہم اُسی سے طلب بھی کرینگے[1]"

غزوۂ اُحد مین شریک ہوئے، والد بھی موجود تھے، اور ثابت بن وقش کے ساتھ عورتون کی حفاظت پر متعین تھے[2]، جب مشرکین نے شکست کھاکر راہ فرار اختیار کی، کسی شیطان نے آواز دی، دیکھنا! مسلمان ہو چکے، چنانچہ مشرکین کا ایک دستہ پلٹ پڑا، مسلمانون کی جماعت سے مڈبھیڑ ہو گئی، حضرت حذیفہؓ کے والد درمیان مین تھے، یہ دیکھکر کہ اون کی خیر نہین حذیفہ نے آواز دی "خدا کے بندو! یہ میرے باپ ہین" لیکن وہان کون سنتا تھا ایک مسلمان نے نادانستہ قتل کردیا، حضرت حذیفہؓ کو معلوم ہوا تو انتہائی حلم و عفو سے کام لیکر کہا یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ خدا تم لوگون کی مغفرت کرے[3]، آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو اپنی جیب خاص سے حذیفہ کو دیت عطا کی، اور اس فعل کو بنظر استحسان دیکھا[4]

غزوۂ خندق مین نمایان حصہ لیا، قریش کہ جس سرو سامان سے اُٹھے تھے اس کا یہ کہ مدینۂ منورہ کی بنیادین ہل گئین، مدینہ کے چارون طرف کوسون تک آدمیون کا ٹڈی دل پھیلا ہوا تھا، آنحضرت صلعم نے جناب باری مین دعا کی اور مدینہ کی حفاظت کے لیے خندق کھدوائی، ایک رات عجیب واقعہ پیش آیا، جو مسلمانون کے حق مین تائید غیبی سے کم نہ تھا قریش کا لشکر جنگل مین خیمہ زن تھا، چنانچہ نہایت تیز و تند ہوا چلی جس سے طنابین اکھڑ گئین ہانڈیان اوندھ گئین، اور سردی نہایت تیزی سے چمک اُٹھی، ابوسفیان نے کہا اے

[1] صحیح مسلم صفحہ ۱۰۹ جلد ۲، [2] اصابہ صفحہ ۱۲ جلد ۲، [3] صحیح بخاری صفحہ ۱۰۵ جلد ۲، [4] اصابہ صفحہ ۱۴ جلد ۲،

خیر نہین یہان سے فوراً کوچ کرنا چاہیئے، آنحضرت صلعم کو ان لوگون کی فکر تھی ارشاد ہوا "کوئی جاکر مشرکین کی خبر لائے، تو اوس کو قیامت مین اپنی معیت کی بشارت سُناتا ہون،، سردی اور ہوا کی شدت سے کوئی شخص ہامی نہین بھرتا تھا، آپ نے ۳ مرتبہ یہی جملہ دُہرایا، لیکن کسی طرف سے جواب مین کوئی صدا نہ اُٹھی، چوتھی بار آپ نے حذیفہ کا نام لیا کہ تم جاکر خبر لاؤ، چونکہ نام لیکر پکارا تھا اسلیئے تعمیلِ ارشاد مین اب کیا چارہ تھا، اپنی جگہ سے اُٹھے، ارشاد ہوا دیکھو "مشرکین کو میری طرف سے خوف نہ دلانا،، یعنی موقع پاکر کسی پر حملہ نہ کردینا حضرت حذیفہؓ تیز چال چلے، پہونچکر دیکھا کہ ابوسفیان پیٹھ سینک رہا ہے، تیر کمان لیکر چاہا کہ خاتمہ کردین، لیکن پھر آنحضرت صلعم کا قول یاد آیا اور اپنے ارادے سے باز آئے، واپس ہوئے تو آنحضرت صلعم ابتک نماز مین مصروف تھے، فارغ ہوکر خبر سُنی اور اپنا کمبل اوڑھا یا، حضرت حذیفہؓ یہین شب باش ہوئے، صبح ہوئی تو فرمایا قُم یا نومان[۱] اے سونے والے اب اُٹھ،

خندق کے بعد دیگر غزوات اور واقعات مین بھی شرکت کی،

عام حالات، عہد نبوت کے بعد عراق کی سکونت اختیار کی، اور کوفہ، نصیبین اور مدائن مین اقامت گزین ہوئے، نصیبین مین کہ جزیرہ کا ایک شہر تھا شادی بھی کی[۲]

عراق کے اضلاع فتح ہونے پر حضرت عمرؓ نے وہان بندوبست کا ارادہ کیا، تو دو مہتمم مقرر کیئے، علاقہ فرات کے حضرت عثمان بن حنیفؓ، اور نواحِ دجلہ کے حضرت حذیفہؓ افسر ہوئے[۳]، حضرت حذیفہؓ کی رعایا نہایت بے ایمان اور شریر تھی، اوس نے کوئی مدد نہ دی بلکہ اُلٹے مسخرہ پن کیا،

---

[۱] طبقات صفحہ ۵ جلد ۴ قسم ۱، [۲] صحیح مسلم صفحہ ۹۰ جلد ۲، [۳] اسد الغابہ صفحہ ۳۹۰ جلد ۱، [۴] کتاب الخراج صفحہ ۲۱،

با اینہمہ حضرت حذیفہؓ نے تشخیص مین جو سہولت اور آسانی کی تھی اوس کا اندازہ اِس سے ہو سکتا ہی کہ جب حضرت عمرؓ سے مدینہ مین ملاقات ہوئی اور انھون نے پوچھا کہ "شاید زمین پر زیادہ بوجھ ڈالا گیا ہی"، تو حذیفہ نے جواب دیا "لقد ترکت فضلا[۱]"، مین نے بہت زیادہ چھوڑ دیا ہی،

[۲]سنہ ۲۱ھ مین نہاوند پر فوج کشی کی تیاریان ہوئین اس وقت حضرت حذیفہؓ کوفہ مین مقیم تھے، حضرت عمرؓ کا خط ملا کہ کوفہ کی فوج کو لیکر نکلو، اور نعمان بن مقرن[۳] کے لشکر سے ملجاؤ، حضرت نعمانؓ نے نہاوند کے قریب پڑاؤ ڈالا اور فوج کی ترتیب قائم کی، حذیفہ کو میمنہ سپرد کیا، لڑائی شروع ہوئی، اور سخت کشت وخون کے بعد مسلمانون کو فتح میسر ہوئی، اسی مین حضرت نعمانؓ نے شہادت حاصل[۴] کی، حضرت عمرؓ نے سائب بن اقرع سے کہا تھا کہ نعمان قتل ہون تو حذیفہ امیر ہین[۵]، نعمان نے بھی وفات سے قبل اونکی امارت کی وصیت کی، چنانچہ اون کی شہادت کے بعد جب لوگون کو امیر کی تلاش ہوئی تو معقل نے حذیفہ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ تمہارے امیر یہ ہین، اور اُمید ہے کہ خدا اِن کی آنکھین فتح وظفر کے ذریعہ سے ٹھنڈی کرے گا، تمام لشکر نے حضرت حذیفہؓ سے امارت کی بیعت کی اور وہ فوج لے کر نہاوند کی طرف بڑھے[۶]،

نہاوند مین ایک آتش کدہ تھا، اس کا موبد خدمت مین حاضر ہوا، اور درخواست کی کہ مجھے امان ملے تو ایک متاع بے بہا کا پتہ دون، حضرت حذیفہؓ نے امان دی، اور اوس نے کسریٰ کے نہایت بیش بہا جواہرات لاکر پیش کیے، حضرت حذیفہؓ نے مال غنیمت تقسیم کرکے پانچوان حصہ مع جواہرات حضرت عمرؓ کی خدمت مین بھیجدیا، حضرت عمرؓ جواہرات دیکھکر غصہ

---

[۱] کتاب الخراج صفحہ ۲۱، [۲] طبری صفحہ ۲۶۳۲ جلد ۵، [۳] طبری صفحہ ۲۶۰۱ جلد ۵، [۴] اخبار الطوال صفحہ ۱۴۶، [۵] طبری صفحہ ۲۶۰۴ و ۲۶۰۵ جلد ۵،

ہوئے اور ابن ملیکہ سے فرمایا کہ فوراً واپس لیجاؤ اور حذیفہ سے کہو کہ بیچکر فوج مین تقسیم کردین، حضرت حذیفہؓ اوس وقت ماہ (نہاوند) مین مقیم تھے، انھون نے ۴ کرور درہم پر جواہرات فروخت کیے[1]،

اِس موقع پر حضرت حذیفہؓ نے اہل شہر کے نام جو فرمان جاری کیا وہ بتمامہ درج کیا جاتا ہے،

ھذا ما اعطی حذیفة بن الیمان اھل ماہ	حذیفہ بن یمان نے اہل ماہ کو حسب ذیل شرائط پر
دینار، اعطاھم الامان علی انفسھم	امان دی، یہ کہ اون کے مذہب سے بالکل تعرض
واموالھم وارضیھم لا یغیرون عن	نہ ہوگا اور نہ مذہب بدلنے پر مجبور کیے جائین گے،
ملة ولا یحال بینھم وبین شرائعھم	ان مین ہر بالغ شخص بقدر وسعت سالانہ جزیہ
ولھم المنعة ما ادوا الجزیة فی کل سنة	ادا کرے گا، مسافرون سے اچھا برتاؤ کرین گے،
الی من ولیھم من المسلمین علی کل حالم	راستون کو درست رکھین گے، اسلامی لشکر کی
فی مالہ ونفسہ علی قدر طاقتہ وما ارشدوا	جو یہان ٹھہرے گا ایک شبانہ روز ضیافت کرینگے،
ابن السبیل واصلحوا الطرق وقروا جنود	اور سلطنت کے خیر خواہ رہینگے، اِن صورتون مین
المسلمین من مربھم فاوی الیھم یوما	اون کی جان ومال اور زمین محفوظ رہے گی، اور
ولیلة ونصحوا فان غشوا وبدلوا	اگر انھون نے اِس عہد مین خیانت کی اور اون کی
فذمتنا منھم بریئة"	روش مین تغیر واقع ہوا تو ہم مسلمان بری الذمہ ہین[2]

یہ عہدنامہ محرم ۱۹ھ مین لکھا گیا اور اس پر قعقاع، نعیم بن مقرن، سوید بن مقرن کی گواہی ثبت کی گئی، آج مہذب ممالک مین اپنے دشمنون کے ساتھ جو عہدنامے کیے جاتے ہین،

---

[1] طبری صفحہ ۲۶۲۷ و ۲۶۳۰ جلد ۵، [2] طبری صفحہ ۲۶۳۳ جلد ۵،

انکا اس عہد نامہ سے مقابلہ کرو، کیا اس عفو و ترحم، اس درگذر اور اس رواداری کے باوجود بھی مسلمان متعصب، ہٹ دھرم، جابر، اور سخت گیر کے القاب کے سزاوار ہوسکتے ہین؟

نہاوند فتح کرنے کے بعد حذیفہ اپنے سابق عہدہ یعنے بندوبست کی افسری پر واپس آئے،[1]

۲۲ھ مین حسب روایت بلاذری آذربائیجان کا علم ملا، چنانچہ نہاوند سے چلکر اردبیل پہونچے جو آذربائیجان کا دار السلطنت تھا، یہان کے رئیس نے، باجروان، میمند، سراۃ، سبز، میانج وغیرہ سے ایک لشکر فراہم کرکے مقابلہ کیا اور شکست کھائی پھر ۸ لاکھ درہم سالانہ پر صلح ہوئی، حذیفہ یہان سے موقان اور جیلانی پر بڑھے اور فتح حاصل کی اسی اثنا مین دربار خلافت سے ان کی معزولی کا فرمان پہونچا، اور عتبہ بن فرقد ان کی جگہ پر مقرر ہوئے،[2]

اس کے بعد غالباً مدائن کے والی بنائے گئے، حضرت عمرؓ کا قاعدہ تھا کہ عاملون کے فرمان تقرری مین اپنے احکام اور اوس کے فرائض درج کرتے تھے، لیکن حضرت حذیفہؓ کا تمام جو فرمان تھا اوس مین صرف یہ لکھا کہ "تم لوگ ان کی اطاعت کرنا اور جو طلب کرین دیدینا" حضرت حذیفہؓ مدائن پہونچے تو معززین شہر نے استقبال کیا، اور جب فرمان امارت پڑھا تو ہر طرف سے صدا بلند ہوئی کہ جو مانگنا ہو مانگئے، ہم لوگ ہر طرح حاضر ہین، حضرت حذیفہؓ نے کہ آنحضرت صلعم اور خلفاء راشدین کے قدم بقدم چلتے تھے فرمایا کہ مجھے صرف اپنے پیٹ کا کھانا اور گدھے کے چارہ کی ضرورت ہی، جب تک یہان رہونگا تم سے اسی کا طلبگار ہون،، کچھ زمانہ کے بعد حضرت عمرؓ نے دار الخلافت مین طلب فرمایا، خود راستہ مین کسی مقام

---

[1] طبری صفحہ ۲۶۳۰ جلد ۵، [2] یہ تفصیل بلاذری مین ہی طبری مین حملہ آذربائیجان ۲۲ھ لاکھ پر صلح کرلینا ایک قصہ ضمناً ذکر آیا ہی دیکھو صفحہ ۲۶۰۲ جلد ۵ طبری

چھپ رہے، حذیفہؓ اپنی اسی قدیم شان سے گذرے تو حضرت عمرؓ سامنے آکر لپٹ گئے،
اور فرمایا تم میرے بھائی ہو اور مین تمہارا بھائی ہون[1]، اس کے بعد اسی عہدہ پر قائم رکھا،
حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت اور حضرت علیؓ کے ابتدائے زمانۂ خلافت تک اسی منصب پر
فائز رہے[2]، ۳۰ھ عہد حضرت عثمانؓ مین سعید بن عاص کے ہمراہ کوفہ سے غزوۂ خراسان
کے لئے نکلے، طمیسہ نام ایک بندرگاہ پر لڑائی ہوئی، یہان سعید بن عاص نے صلاۃ الخوف
پڑھائی تو ان سے پوچھا کہ آپ اس کی ترکیب بتائیے[3]، فتح حاصل کرکے رے کی مہم پر روانہ
ہوئے، پھر وہان سے سلمان بن ربیعہ اور حبیب بن مسلمہ کے ہمراہ آرمینیہ کا رخ کیا، اس وقت
وہ کوفہ کی تمام فوج کے افسر تھے[4]،

۳۱ھ مین خاقان خزر سے ایک عظیم جنگ پیش آئی، جس مین سلمان اور ۴
ہزار مسلمانون نے شہادت حاصل کی، حضرت حذیفہؓ سلمان کے بجائے لشکر کے امیر ہوئے[5]،
لیکن پھر دوسری مہم مین چلے گئے، اور مغیرہ بن شعبہ کا ان کی جگہ پر تقرر ہوا،
حضرت حذیفہؓ نے باب پر تین مرتبہ حملہ کیا[6]، تیسری مرتبہ کہ ۳۴ھ مین ہوا تھا[7]، حضرت
عثمانؓ کا اخیر عہد خلافت تھا، غزوہ ختم کرکے مدائن آئے، اور زمام حکومت ہاتھ مین لی،

وفات، یہان پہونچکر حضرت عثمانؓ کی شہادت کا واقعہ سنا[8]، اور اس کے ۴۰ روز کے بعد
خود بھی وفات پائی، یہ ۳۶ھ کا واقعہ ہے،

وفات سے پہلے عجیب کیفیت تھی نہایت سراسیمہ، خوف زدہ، اور شدید گریہ وبکا مین
مصروف تھے، لوگون نے رونے کا سبب پوچھا تو بولے کہ دنیا چھوڑنے کا غم نہین، موت مجھکو

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۳۹۲ جلد ۱، [2] اصابہ صفحہ ۲۳۲ جلد ۱، [3] مسند صفحہ ۳۸۵ جلد ۵، وطبری صفحہ ۲۸۳۶ و۲ جلد ۵، [4] طبری صفحہ ۲۸۹۳، [5] یعقوبی صفحہ ۱۹۴ جلد ۲، [6] طبری صفحہ ۲۸۹۴، [7] طبری صفحہ ۲۹۳۶ جلد ۵، [8] طبقات صفحہ ۱ جلد ۶،

محبوب ہی، بات یہ ہی کہ یہ معلوم نہین کہ وہان کیا پیش آئیگا،

جس وقت روح نے آخری سانس لی تو فرمایا، "خدایا اپنی ملاقات میرے لیے مبارک کرنا، کیونکہ معلوم ہی کہ تجھے مین نہایت محبوب رکھتا ہون[۱]"

جنازہ کے ساتھ کثیر مجمع تھا، ایک شخص نے اشارہ کرکے کہا کہ مین نے اِن سے سنا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جو کچھ فرمایا ہی اوس کے بیان کرنے مین ہم کو کوئی مضائقہ نہین، اور اگر تم لوگ آمادۂ قتال ہو تو مین اپنے گھر بیٹھ رہون گا، اِس پر بھی کوئی وہان پہونچے گا تو کہونگا کہ آ اور میرے اور اپنے گناہ اپنے سر لے[۲]،

وفات کے وقت اپنے دو بیٹون کو وصیت کی کہ علی سے بیعت کرنا، چنانچہ انھون نے حضرت علیؓ سے بیعت کی اور صفین مین قتل ہوئے[۳]، حضرت حذیفہؓ نے خود بھی حضرت علیؓ سے بیعت کی تھی،

اولاد، حسب ذیل اولاد چھوڑی، ابو عبیدہ، بلال، صفوان، سعید، صاحب طبقات کے زمانہ مین ان کی اولاد مدائن مین موجود تھی[۴]، بیویان غالبًا دو تھین،

حلیہ، صورت سے حجازی معلوم ہوتے تھے، حلیہ یہ تھا، قد متوسط، بدن اکھرا، آگے کے دانت خوبصورت، نظر اسقدر تیز تھی کہ صبح کے اندھیرے مین تیر کا نشانہ دیکھ لیتے تھے،

فضل وکمال، حضرت حذیفہؓ علماء کبار مین تھے، فقہ وحدیث کے علاوہ اسلام پر قیامت تک جو انقلابات ہونے والے ہین اون کے بہت بڑے عالم تھے، منافقین اسلام کے متعلق واقفیت تھی اوس کے لحاظ سے وہ محرم راز تسلیم کیے جاتے تھے،

[۱] اسد الغابہ صفحہ ۳۹۲ جلد ۱، [۲] مسند صفحہ ۳۹۰ جلد ۵، [۳] استیعاب صفحہ ۱۰۵ جلد ۱، [۴] طبقات صفحہ ۶ جلد ۶، [۵] مسند صفحہ ۴۰۰، ۴۰۲ جلد ۵،

ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے تھے اور لوگ بھی تھے، دجال کا ذکر آیا تو فرمایا کہ مین اس کے متعلق اِن سے زیادہ معلومات رکھتا ہون[1]،

آنحضرت صلعم نے ایک روز ایک خطبہ مین قیامت تک کے تمام واقعات صحابہ کے سامنے بیان فرمائے تھے، حضرت حذیفہؓ کو وہ خطبہ یاد تھا، بعض باتین فراموش ہوگئی تھین لیکن جب کوئی واقعہ پیش آتا تو یاد آجاتی تھین، بعینہ اس طرح کہ آدمی کسی شخص کو ایک مرتبہ دیکھتا ہی، پھر جب کبھی سامنا ہوتا ہی، اوس کی پہلی صورت آنکھون مین پھر جاتی ہی[2]،

اِن کا خود بیان ہی کہ آنحضرت صلعم نے انھین تمام واقعات کی خبر دیدی تھی، صرف ایک بات باقی رہ گئی تھی، اور وہ یہ کہ مدینہ والون کے مدینہ سے نکلنے کا سبب کیا ہوگا[3]،

صحابہ عام طور پر آنحضرت صلعم سے فضائل اعمال، نماز، روزہ اور اسی قسم کی باتین دریافت کرتے تھے، لیکن حضرت حذیفہؓ یہ نہین پوچھتے تھے انکا قول ہی کہ

کنت اسالہ عن الشر مخافۃ ان یدرکنی[4] — مین آنحضرت صلعم سے برائیان پوچھتا تھا کہ اُن مین مبتلا نہ ہوجاؤن،

صحابہ مین انکا لقب "محرمِ رازِ نبوت تھا" حضرت ابو درداءؓ کہتے تھے،

الیس فیکم صاحب السر — کیا تم مین اسرار کا سب سے بڑا عالم موجود نہین،

حضرت عمرؓ کے پاس صحابہ جمع تھے، حذیفہؓ بھی موجود تھے، فرمایا "فتنہ کے متعلق کسی کو کچھ معلوم ہی، حذیفہؓ نے کہا مجکو یاد ہی، بولے بڑے جری ہو، اچھا اپنی معلومات پیش کرو، عرض کی "مال و دولت، اہل و عیال اور ہمسایہ کے متعلق آدمی سے جو کچھ سرزد ہوتا ہی، اوس کا نماز روزہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کفارہ ہوجاتا ہی"، حضرت عمرؓ نے کہا "پوچھنے کا یہ مقصد نہین،

---

[1] صحیح مسلم صفحہ ۵۱۲ جلد ۲، [2] ایضاً صفحہ ۴۹۰ جلد ۵، [3] ایضاً، [4] صحیح بخاری صفحہ ۱۰۴۹ جلد ۲،

وہ فتنے بتاؤ جو سمند کی طرح جوش مار رہے ہیں گے،، حذیفہؓ نے جواب دیا کہ آپ کے اور ان کے درمیان ایک دروازہ حائل ہے اس لئے آپ کو تردد کی ضرورت نہیں، فرمایا دروازہ کھولا جائیگا، یا توڑا جائیگا، بولے "توڑا جائیگا" فرمایا تو پھر کبھی بند نہ ہوگا، کہا جی ہان، حضرت حذیفہؓ نے جب یہ حدیث بیان کی اوس وقت اہل مجلس مین شقیق بھی تھے کہا کہ عمرؓ کو دروازہ کی خبر تھی؟ فرمایا "ہان جس طرح تم یہ جانتے کہ دن کے بعد رات ہوتی ہے" لوگون نے پوچھا دروازہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا خود عمرؓ[1]

حضرت حذیفہؓ سے اس قسم کی بہت سی روایتین ثابت ہین، یہ اسرار زیادہ تر اسلام کی سیاست سے متعلق تھے، صحابہؓ مین حذیفہ کے علاوہ ماہرین اسرار کی ایک اور جماعت بھی تھی جس کا وجود ہم کو حذیفہ ہی کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے، صحیح مسلم مین ان سے روایت ہے[2] کہ "مین اس وقت سے قیامت تک تمام فتنون کو جانتا ہون، لیکن یہ نہ سمجھا جائے کہ میرے سوا کسی کو ان باتون کی خبر نہ تھی، آنحضرت صلعم نے ہم کو ایک مجلس مین ایک دن یہ باتین بتلا دی تھین، اور چھوٹے بڑے تمام واقعات کی خبر دی تھی، چنانچہ ان مین سے میرے سوا اب کوئی باقی نہین" حضرت حذیفہؓ اپنے علم سے وقتاً فوقتاً کام لیتے اور مسلمانون کو ان کے مستقبل کی نسبت مطلع کرتے رہتے تھے، ایک مرتبہ عامر بن حنظلہ کے گھر مین خطبہ دیا تو فرمایا،

ان هذا الحی من مضر لاتدع لله فی الارض	قریش ایک زمانہ مین دنیا کے کسی نیک بندہ کو نہ چھوڑ
عبدا صالحا الا فتنته واهلكته حتى	اور اس کو فتنہ سے آلودہ کرکے ہلاک کرین گے اوسوقت
يدركها الله بجنود من عباده فيذلها	خدا ان کو اپنے بندون کی ایک فوج سے پامال
حتى لا تمنع ذنب تلعة	پامال کر دے گا،

[1] صحیح بخاری ص ۱۰۵۱ ج ۲ [2] صحیح مسلم ص ۴۹۷ ج ۲

لوگون نے کہا آپ کیا کہتے ہین، آپ خود بھی تو قریشی ہین، فرمایا اس کو کیا کرون مین نے آنحضرت صلعم سے اسی طرح سنا ہی[۱]

ایک مرتبہ فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے ہم سے دو باتین بیان کی تھین جن مین ایک کو مین دیکھ چکا، دوسری کا انتظار ہی، اس کے بعد خود کہتے ہین کہ مجھپر ایک وقت ہی کہ جس امیر سے بیعت کرتا اوس کی نسبت مجکو کچھ تردد نہ ہوتا تھا، اگر وہ مسلمان ہوتا تو اسلام کے ذریعہ اور نصرانی ہوتا تو مسلمان عمال کے ذریعہ سے ہم پر حکومت کرتا تھا لیکن اب مین بیعت مین تامل کرتا ہون میری نگاہ مین اوس کے اہل صرف چند اشخاص ہین، مین ان ہی کے ہاتھ پر بیعت کرسکون گا[۲]

حضرت حذیفہؓ نے اسلام کے مستقبل کی نسبت ایک پیشینگوئی فرمائی ہی جو آج ہماری حالت پر بالکل راست ہی اور وہ یہ ہی،

لاتقوم الساعة حتی یسود کل قبیلة منافقوها[۳] — قیامت اوس وقت آئےگی جب قبیلون کے سردار منافق ہوجائینگے،

حضرت حذیفہؓ سے بہت سی حدیثین مروی ہین، جن کا صاحب خلاصہ نے ۱۰۰ سے اوپر شمار کیا ہی، یہ ذخیرہ آنحضرت صلعم اور حضرت عمرؓ سے فراہم کیا تھا،

ان کے راویان حدیث مین متعدد صحابہ ہین، جن کے نام نامی یہ ہین، جابرؓ، جندب بن عبداللہ بجلیؓ، عبداللہ بن یزید خطمیؓ، ابوالطفیلؓ، تابعین مین کثیر جماعت ہی، بعض کے نام یہ ہین، قیس بن ابی حازم، ابو وائل، زید بن وہب، ربعی بن خراش، زر بن حبیش، ابوظبیان، حصین بن جندب، صلہ بن زفر، ابوادریس خولانی، عبداللہ بن عکیم، اسود بن یزید نخعی، عبدالرحمان بن یزید، عبدالرحمن بن ابی لیلے، ہمام بن الحارث، یزید بن شریک التیمی،

---

[۱] مسند صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۵ و ۴۰۴ جلد ۵، [۲] بخاری صفحہ ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ جلد ۲، [۳] استیعاب صفحہ ۱۰۶ جلد ۱،

مہمات سلطنت کی وجہ سے اگرچہ بہت کم فرصت تھی، تاہم کبھی کبھی فرصت ملتی تو حدیث کا درس دیتے تھے، کوفہ کی مسجد مین حلقہ قائم ہوتا اور حضرت حذیفہؓ حدیث بیان فرماتے[1]، شاگرد ونکا نہایت ادب کرتے اور ان سے ڈرتے تھے، یشکری ایک مرتبہ مسجد مین آئے تو دیکھا کہ تمام مجمع خاموش اور ایک شخص کی طرف ہمہ تن متوجہ، اون کے الفاظ یہ ہین،

کانما قطعت رؤسھم[2] گویا مجمع کے سرکاٹ لیئے گئے ہین،

شاگردون کے خوف کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہی کہ جب انھون نے حضرت عمرؓ کا واقعہ بیان کیا تو باانیہمہ کہ پوری حدیث رموز واشارات کا مجموعہ تھی، کسی کو پوچھنے کی ہمت نہ پڑی، چنانچہ مسروق کو اس کے پوچھنے پر آمادہ کیا، جو عبداللہ بن مسعودؓ کے ارشد تلامذہ مین[3] تھے،

ایک مرتبہ زر بن حبیش آئے حضرت حذیفہؓ معراج کی حدیث بیان کر رہے تھے اسمین کہا کہ آنحضرت صلعم بیت المقدس مین داخل نہین ہوئے، زر بولے آنحضرت صلعم اندر گئے تھے، اور نماز پڑھی تھی، فرمایا گنجے تیرا کیا نام ؟ مین تجھے پہچانتا ہون لیکن نام نہین جانتا، انھون نے نام بتایا تو فرمایا کہ تمہین یہ کیونکر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم نے نماز پڑھی تھی، کہا قرآن سے، فرمایا آیت پیش کرو، انھون نے وہ آیت پڑھی جس مین معراج کا تذکرہ ہے، سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الخ لیکن اس مین نماز کا کہین ذکر نہین، حضرت حذیفہؓ نے کہا اس مین نماز کا کہان تذکرہ ہی، زر نے لاجواب ہوکر اپنی غلطی کا اعتراف کیا[4]،

روایت حدیث مین سخت محتاط تھے، عبدالرحمن بن ابی لیلےٰ کہتے ہین،

واناان سالناہ لم یحدثنا[5] ہم ان سے حدیث کی خواہش کرتے تو نہ بیان کرتے تھے،

[1] مسند صفحہ ۴۰۴ جلد ۵، [2] ایضاً صفحہ ۳۸۶ جلد ۵، [3] صحیح بخاری صفحہ ۱۰۵۱ جلد ۱، [4] مسند صفحہ ۳۹۰ جلد ۵، [5] ایضاً صفحہ ۴۰۳ جلد ۵،

اسی وجہ سے لوگ موقع کے منتظر رہتے، اور کوئی واقعہ پیش آتا اور حدیث بیان ہوتی تو تمام مجمع کو نہایت اہتمام سے خاموش کیا جاتا تھا، دہقان کے واقعہ مین جب حدیث بیان کی تو ہر طرف غل پڑگیا، اسکتوا اسکتوا![1]

ایک مرتبہ حضرت ابو مسعودؓ کے ساتھ تھے، ایک نے دوسرے سے حدیث کی درخواست کی تو ہر شخص دوسرے پر ٹالتا تھا کہ بل حدث انت![2] تم ہی بیان کرو،

اخلاق وعادات، مطلع اخلاق بہت سے درخشان ستارون سے مزین تھا، زہد و تقدس، عبادت، امر بالمعروف، حق گوئی، علم وعفو، اطاعت رسول، ادب، یہ ستارے اس کی زیب و زینت کا باعث تھے،

زہد کا یہ عالم تھا کہ مدائن کے زمانۂ امارت مین بھی طرز معاشرت مین کوئی تغیر نہ پیدا ہوا، عشرت کدۂ عجم مین فاتح نہاوند کا مرکب ہمیشہ حمار عربی رہا، حاکم قسمت اور والی ملک ہو کر بھی یہ برگزیدۂ خلائق، صرف قوت لایموت کا محتاج تھا، ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے مال بھیجا تو سب اُٹھا کر تقسیم کر دیا،[3]

اس استغنا کیسا عبادت اور ذکر الٰہی مین جو انہماک تھا اوس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کے ساتھ تمام رات نماز پڑھی اور اُٹک نہ کی، صبح کے وقت جب بلال نے اذان فجر پکاری اوس وقت تک ان بزرگون کی صرف دو رکعتین ہوئی تھین،[4]

امر بالمعروف کا یہ حال تھا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہ نہایت مقدس صحابی تھے[5] از راہ احتیاط شیشی مین پیشاب کرنا شروع کیا کہ چھینٹے نہ پڑے تو انھون نے کہا کہ یہ

---

[1] مسند صفحہ ۳۹۰ جلد ۵، [2] مسند صفحہ ۴۰۰ جلد ۵، [3] اسد الغابہ صفحہ ۳۹۲ جلد ۱، [4] مسند صفحہ ۴۰۰ جلد ۵،

شدت ٹھیک نہین، آنحضرت صلعم نے ایک گھوڑے پر کھڑے ہوکر پیشاب کیا تھا، مین آپ کے ساتھ تھا، ہٹنا چاہا تو ارشاد ہوا کہ قریب رہو، چنانچہ مین آپ کی پشت کے قریب کھڑا رہا، [1]

ایک مرتبہ کچھ لوگ بیٹھے باتین کر رہے تھے، حذیفہ آئے اور فرمایا کہ یہ باتین آنحضرت صلعم کے زمانہ مین نفاق مین شمار کیجاتی تھین، [2]

ایک شخص مسجد مین نہایت عجلت سے نماز پڑھ رہا تھا، حضرت حذیفہؓ آئے تو فرمایا تم کتنے زمانہ سے اِس طرح نماز پڑھتے ہو؟ بولا ۴۰ برس سے، فرمایا تمہاری ۴۰ سال کی نماز بالکل بیکار اور اگر اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے تم مرگئے تو دین محمدی پر نہ مروگے، اِس کے بعد اوس کو نماز کا طریقہ تبلایا، اور کہا چھوٹی رکعت پڑھو، لیکن رکوع وسجود مین اعتدال کا خیال رہے، [3]

حضرت عثمانؓ کے ایام محاصرہ مین ربعی زیارت کے لیئے مدائن آئے، تو پوچھا کہ عثمان پر خروج کن لوگون نے کیا ہی، ربعی نے نام گنائے، فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سُنا ہی کہ جس نے جماعت کو چھوڑا اور امارت کو ذلیل کیا وہ خدا کے نزدیک بالکل بے وقعت ہی، [4]

ایک شخص مجلس کے وسط مین بیٹھا تو فرمایا آنحضرت صلعم نے ایسے شخص پر لعنت کی ہی، [5]

عرب مین وفات کی خبر نہایت اہتمام سے مشتہر کی جاتی تھی، آنحضرت صلعم نے اسکی ممانعت فرمائی ہی، حضرت حذیفہؓ اِس پر اس شدت سے عامل تھے کہ جب کوئی مرتا تو اس کی خبر تک نہ کراتے کہ شاید اس مین بھی وہ صورت پیدا ہوجائے، [6]

حق گوئی خاص شعار تھی، اِن کے ایک شاگرد ربعی حدیث روایت کرتے تو کہتے،

حدثنی من لم یکذبنی، مجھ سے اُس نے حدیث بیان کی جو مجھ سے جھوٹ نہ بولتا تھا

---

[1] مسند صفحہ ۳۸۲ جلد ۵، [2] ایضاً صفحہ ۳۸۴ جلد ۵، [3] ایضاً صفحہ ۳۸۴ جلد ۵، [4] ایضاً صفحہ ۳۸۷ جلد ۵

[5] ایضاً صفحہ ۳۹۰ جلد ۵، [6] ایضاً صفحہ ۴۰۶ جلد ۵،

لوگ سمجھ جاتے کہ حذیفہؓ مراد ہین[1]،

ایک شخص، حضرت عثمانؓ کو ان کی باتین پہنچاتا تھا، سامنے سے نکلا، تو لوگون نے کہا کہ یہ اُمراء کے پاس تمام خبرین لیجاتا ہی، فرمایا ایسا شخص جنت مین نہین جاسکتا[2]،

ایک مرتبہ لوگون نے پوچھا کہ آنحضرت صلعم کے کسی ایسے صحابی کو تبلائیے جو آپ سے رفتار و گفتار، مذہب غرض ہر چیز مین مشابہ ہو، فرمایا ایسے شخص ابن مسعودؓ ہین، لیکن جبتک گھر کے باہر رہتے ہین، باقی گھر مین کیا کرتے ہین اس کی مجھکو اطلاع نہین[3]،

عفو و درگذر جس پیمانہ پر موجود تھا، درحقیقت خود اپنے باب مین ایک معجزہ ہے، ان کے والد کو مسلمانون نے غلطی سے قتل کیا تو انھون نے خشم و عتاب، کشت و خون اور جوشِ انتقام کے خیالات سے خالی ہوکر قاتلین کے لیے مغفرت کی دعا کی، عروہ بن زبیرؓ کا بیان ہی کہ یہ صفت حضرت حذیفہؓ مین اخیر وقت تک موجود تھی[4]،

اطاعت رسول کا حال غزوۂ خندق مین معلوم ہو چکا ہی، صحابہ مین ایک شخص بھی مشرکین کے لشکر مین جانے کی ہمت نہ کرتا تھا، حضرت حذیفہؓ گئے اور آنحضرت صلعم سے جنت کی بشارت حاصل کی،

ایک مرتبہ راستہ مین آنحضرت صلعم سے ملاقات ہوئی، اور آپ ان کی طرف بڑھے تو چونکہ ان کو غسل کی حاجت تھی، بولے مین جنب ہون، فرمایا مومن نجس نہین ہوسکتا[5]،

آنحضرت صلعم کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا تو پہلے خود نہ شروع کرتے بلکہ

---

[1] مسند صفحہ ۳۸۵ و ۴۰۱، [2] مسند صفحہ ۳۸۹، [3] مسند صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۴، [4] صحیح بخاری صفحہ ۵۰۱ جلد ۲، [5] مسند صفحہ ۴۰۲،

آنحضرت صلعم ابتداء فرماتے تھے[1]،

رسول اللہ صلعم کے تقرب و خصوصیت کا یہ عالم تھا، کہ آنحضرت صلعم نے ان کے سینہ سے ٹیک لگائی تھی[2]، ایک مرتبہ ازار کی حد بتائی تو ان کی پنڈلی دست مقدس سے پکڑی تھی[3]، خندق کی رات کو مشرکین کی خبر لائے تو آنحضرت صلعم نے اپنا کمبل اڑھایا، اور اپنی سواری پر دوش کیا، ایک رات اپنے حجرہ مین رکھا، انکا بیان ہو کہ آنحضرت صلعم نماز کو اُٹھے، لحاف کا کنارہ خود اوڑھے تھے، ایک حضرت عائشہ پر پڑا تھا، وہ نسوانی مجبوری کی وجہ سے نماز کو نہ اُٹھ سکین[4]،

آنحضرت صلعم کی خدمت مین آتے تو بسا اوقات، ظہر، عصر، مغرب، عشاء یہین پڑھتے اتنے عرصہ تک شرفِ صحبت سے مشرف رہتے[5]،

آنحضرت صلعم کی خدمت کرتے، اور طہارت کو پانی دیتے تھے[6]،

ایک روز ماں نے کہا کہ تم آنحضرت صلعم کی خدمت مین کب سے نہین گئے، انھون نے مدت بیان کی تو بہت خفا ہوئین، اور برا بھلا کہا، یہ سمجھ گئے، بولے اچھا اس وقت چھوڑ دو مغرب کی نماز آنحضرت صلعم کے ساتھ جا کر پڑھتا ہون، اپنے اور آپ کے لیے استغفار کراتا ہون، چنانچہ خدمت اقدس مین حاضر ہوئے، نماز پڑھکر آپ کے پیچھے ہوئے، آپ نے مڑ کر دیکھا، اور پوچھا کون حذیفہ! فرمایا غفر اللہ لک ولامک[8]! خدا تجھے اور تیری ماں دونون کو بخشے،

عادات یہ تھے کہ تمام لوگون سے اچھی طرح ملتے، لیکن بیوی سے سخت گفتگو کرتے

---

[1] مسند صفحہ ۴۰۳، [2] مسند صفحہ ۳۹۱، [3] ایضاً صفحہ ۴۰۲، [4] ایضاً صفحہ ۳۹۴، [5] ایضاً صفحہ ۴۰۰،

[6] ایضاً صفحہ ۳۹۲، [7] ایضاً صفحہ ۴۰۲، [8] ایضاً صفحہ ۳۹۱ و ترمذی صفحہ ۶۲۵،

اِس کا احساس کرکے آنحضرت صلعم سے عرض کی، ارشاد ہوا کہ تم استغفار کیا کرو،[1]

غصہ کم آتا تھا، لیکن جب احکام شرع پامال ہوتے تو اون کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہتی تھی، مدائن مین کسی جگہ پانی مانگا، ایک رئیس نے چاندی کے برتن مین لاکر دیا، چونکہ اسلام مین چاندی سونے کا استعمال مردون کے لئے حرام ہے، اور اس رئیس کو حذیفہ اس امر سے پہلے بھی مطلع کرچکے تھے، اسلئے سمجھانے کے بجائے جھنجھلا کر پیالہ کھینچ مارا،[2]

بغض وکینہ دیر تک قائم نہ رکھتے، جن لوگون سے شکررنجی ہوجاتی تھی اون سے جلد صاف ہوجاتے تھے، اصحاب عقبہ مین ایک شخص سے کسی معاملہ مین بگاڑ ہوگیا تھا، اور بول چال ترک ہوگئی تھی، لیکن حذیفہ نے خود ہی چھیڑ کر گفتگو کی، اور آخر اون کو بھی جواب دینا ہی پڑا،[3]

استغناء کے واقعات اوپر مذکور ہوچکے ہین، طبیعت کے فیاض اور سیرچشم تھے، کوئی کھانے کے وقت پہونچتا تو اوسکو اپنے ساتھ شریک کرلیتے،[4]

مذکورۂ بالا محاسن و مکارم جس ذات اقدس مین مجتمع تھے، حضرت عمرؓ اس کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ جس جنازہ پر وہ نماز پڑھتے خود بھی پڑھتے، اور جس پر وہ نماز نہ پڑھتے، حضرت عمرؓ بھی نہ پڑھتے تھے،[5]

ایک مرتبہ صحابہ سے فرمایا کہ اپنی تمنائین پیش کیجئے، سب نے کہا کہ زر و جواہر سے بھرا ہوا ایک گھر ملتا اور اوس کو خدا کی راہ مین خرچ کرتے، حضرت عمرؓ کی جوہر شناسی دیکھو، انھون نے کہا کہ مجھکو ابو عبیدہ، معاذ بن جبل اور حذیفہ بن یمان،

---

[1] مسند صفحہ ۳۹۴ جلد ۵، [2] مسند صفحہ ۳۹۶ جلد ۵، [3] مسند صفحہ ۳۹۰ جلد ۵، [4] مسند صفحہ ۳۹۶ جلد ۵، [5] اسد الغابہ صفحہ ۳۹۱ جلد ۱،

جیسے آدمیوں کی تمنا ہے، ایسے لوگ ملیں تو اون کو سلطنت کے عہدے سے تفویض کروں[1]

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۳۹۲ جلد ۱،

حضرت زید بن سعنہ رضؓ

زید نام، بنی اسرائیل سے تھے، اور یہود مین بہت بڑے حبر (عالم) شمار ہوتے تھے، آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے تو انھون نے صورت دیکھتے ہی آپ کی نبوت کا یقین کیا، توراۃ مین نبوت کی جو علامات مذکور ہین، ان سے تطبیق دی تو صرف دو باتون کی کمی محسوس ہوئی، جن کا تعلق اخلاق سے تھا، اور انہی کی تحقیق پر ان کا ایمان موقوف تھا، اب حضرت زیدؓ وقت کے منتظر ہوئے، ایک روز دربار نبوی مین ایک سوار پہنچا کہ "فلان گانؤن کے لوگ مسلمان ہو گئے، لیکن قحط زدہ ہین، آپ سے کچھ امداد ہو سکے تو دریغ نہ کیجیے،، شہنشاہِ مدینہ کے پاس نام خدا کے سوا اور کیا تھا، زید کو اب موقع ملا، توراۃ مین دو علامتین مذکور ہین، کہ پیغمبر کا حلم، اوس کے غیظ و غضب پر سبقت کرتا ہی، اور جاہلانہ حرکتون کا جواب تحمل سے دیتا ہی، زید علم کے ساتھ مال و دولت سے بھی بہرہ مند تھے، سامنے آئے اور کہا "محمدؐ! اگر چاہو تو فلان باغ کے چھوہارے اتنی مدت کے لیے میرے ہاتھ رہن کر دو،، آپ نے ۸۰ دینار (۴۰۰ روپیے) پر چھوہارون کی ایک معین مقدار رہن کی، روپیہ سوار کے حوالہ کیا،

ایک روز آنحضرت صلعم ایک انصاری کے جنازہ پر تشریف لائے، حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ بھی ساتھ تھے، نماز سے فارغ ہوئے تو زید نے میعاد ختم ہونے سے قبل ہی آکر تقاضا شروع کیا، اور نہایت سختی کی، چادر اور قمیص کا دامن پکڑا، پھر آپ کی طرف گھور کر دیکھا، اور کہا "محمد! میرا حق نہ دوگے؟ خدا کی قسم عبد المطلب کی اولاد ہمیشہ کی نادہندہ ہی"، یہ جملہ سنکر حضرت عمرؓ کو طیش آگیا، بولے خدا کے دشمن! میرے سامنے رسول اللہ کو یہ باتین کہتا ہی، خدا کی قسم وار خالی جانے کا احتمال

نہوتا تو ابھی تیرا سر اُڑا دیتا"، آنحضرت صلعم حضرت عمرؓ کی طرف دیکھکر مسکرائے اور فرمایا "یہ بات زیبا نہین، تم اِن کا قرض ادا کرنے کی فکر کرو، اِن کو لیجا کر روپیئے دو، ۲۰ صاع اور زیادہ دینا جو اِس خفگی کا جرمانہ ہے"، زید نے حضرت عمرؓ سے روپیہ لیا اور چونکہ اِن دونون صفونکی اب تصدیق ہوگئی تھی فوراً مسلمان ہوئے، اور کلمۂ توحید پڑھا،

غزوات، اکثر غزوات مین شامل ہوئے،

وفات، غزوۂ تبوک مین مدینہ واپس ہوتے وقت شہادت نصیب ہوئی، اس غزوہ مین نہایت شجاعت سے لڑے تھے، صاحبِ اصابہ لکھتے ہین استشهد فی غزاۃ تبوک مقبلا غیر مدبر[1]

---

[1] اصابہ صفحہ ۹۰ جلد ۳،

حضرت سعد بن حبتہؓ

نام ونسب، سعد نام، ابن حبتہ عرف، قبیلہ بجیلہ سے ہیں اور عمرو بن عوف کے حلیف ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہے، سعد بن بجیر بن معاویہ بن نفیل بن سدوس بن عبد مناف بن ابی اسامہ بن سحمہ بن سعد بن عبد اللہ بن قذاذ بن معاویہ بن زید بن غوث بن انمار بن اراش، والدہ کا نام حبتہ بنت مالک تھا، اور قبیلۂ عمرو بن عوف سے تھیں، اسلام کا زمانہ پایا اور مسلمان ہوئیں،

اسلام، حضرت سعدؓ بھی ان کے ساتھ اسلام لائے،

غزوات، غزوۂ بدر اور اُحد میں کم سنی کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے، غزوۂ خندق میں شرکت کی، اس وقت ۱۵ برس کا سن تھا، نہایت جوش سے لڑے، آنحضرت صلعم نے پوچھا "تمہارا کیا نام؟" بولے "سعد بن حبتہ" فرمایا اسعد اللہ جدّک خدا تمہیں خوش نصیب کرے، پھر پاس بلا کر ان کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا[۱]

سنہ ۶ھ میں غابہ نامی ایک مقام پر غزوہ کیلئے گئے، یہاں آنحضرت صلعم کی ۲۰ اونٹنیاں چرنے کے لئے گئی تھیں، عیینہ بن حصن کے ۴۰ سوار آکر ان کو ہانک لے گئے، ایک شخص دوڑتا ہوا مدینہ آیا، کھڑے ہو کر فریاد کی الفزع الفزع، آنحضرت صلعم نے آواز سنکر اور سواروں کو امداد کے لئے بھیجا، لیکن سواروں کی روانگی سے قبل عمرو بن عوف میں آواز پہونچ گئی تھی، اور وہاں سے ابو قتادہؓ، سعد بن حبتہؓ وغیرہ روانہ ہو چکے تھے، موقع پر

[۱] استیعاب صفحہ ۵۶۹ جلد ۲، [۲] اسد الغابہ صفحہ ۲۷۰ جلد ۲،

پہنچکر مقابلہ ہوا ابو قتادہ نے سعدہ پر حملہ کیا اور ابن عبتہ نے اسکو مار کر گرا دیا،[1]

مصنف اصابہ نے اِس واقعہ کو احد سے متعلق بتایا ہے۔ لیکن وہ ابن کلبی کی روایت ہی اور بخاری و مسلم کے علاوہ تمام کتب سیر کے خلاف ہی، غزوۂ ذی قرد کے (ہیرو) حضرت سلمہ بن اکوع ہین جن سے صحیح مسلم مین ایک طویل روایت منقول ہے، اس کا ایک فقرہ یہ ہے

فواللہ ما لبثنا الا ثلث لیال حتی خرجنا الی خیبر مع رسول اللہ صلعم[2]	غزوۂ ذی قرد کے بعد ۳ دن بھی نہ گذرے تھے کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ خیبر کی لڑائی پر ہم لوگ روانہ ہوئے،

صحیح بخاری سے بھی اس کی تائید ہوتی ہی، باب غزوۂ ذات القرد مین ہی،

وھی الغزوۃ التی اغاروا علی لقاح النبی صلعم قبل خیبر بثلاث[3]	ذی قرد وہ غزوہ ہی جس مین کفار نے آنحضرت صلعم کی اونٹنیون پر خیبر سے ۳ روز قبل لوٹ ڈالی تھی،

مسلم کی روایت مین ایک اور جملہ مذکور ہے،

ثم قدمنا المدینۃ فبعث رسول اللہ صلعم بظھرہ مع رباح غلام رسول اللہ صلعم وانا معہ[4]	ہم (یعنے سلمہ) حدیبیہ سے مدینہ آئے تو آنحضرت صلعم نے اپنی اونٹنیان رباح کے ہاتھ جو آپ کے غلام تھے (غابہ) روانہ کین، مین بھی رباح کے ہمراہ چلا،

اِن روایتون سے حسب ذیل باتون پر روشنی پڑتی ہی،

۱- غزوۂ غابہ، حدیبیہ کے بعد ہوا،

۲- سلمہ لڑائی اور لوٹ سے پہلے غابہ مین موجود تھے،

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۵۰ جلد ۱ قسم ۱، اصابہ صفحہ ۲۰۲ جلد ۳، [2] مسلم صفحہ ۱۰۱ جلد ۲، [3] بخاری صفحہ ۶۰۳ جلد ۲، [4] مسلم صفحہ ۹۹ جلد ۲،

۳- غزوۂ غابہ کے ۳ دن بعد خیبر کی مہم پیش آئی،

اِس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ ۶ھ یا ۷ھ کا ہی، کیونکہ صلح حدیبیہ ۶ھ اور خیبر اوائل ۷ھ مین پیش آیا تھا، اسلیئے اِس کو غزوۂ اُحد سے ملحق سمجھنا کسی طرح صحیح نہین،

وفات، عہدِ نبوت کے بعد کوفہ مین اقامت کی اور یہین انتقال کیا، زید بن ارقمؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور ۵ تکبیرین کہین

اولاد، ۳ بیٹے اور ایک لڑکی یادگار چھوڑی، فقہ حنفی کے دستِ راست اور اسلام کے سب سے پہلے قاضی القضاۃ حضرت امام ابو یوسفؒ انھین کی اولاد ہین،

فضل و کمال، روایتین بہت کم ہین، آنحضرت صلعم کے علاوہ حضرت علیؓ اور زید بن ارقم سے بھی حدیث سُنی، راویون مین اِن کے ایک بیٹے نعمان ہین،

لہ اصابہ صفحہ ۲، جلد ۳،

حضرت سمرہ بن جندب رض

نام ونسب، سمرہ نام، ابوعبدالرحمان کنیت، سلسلہ نسب ہی، سمرہ بن جندب بن ہلال بن حریج بن مراہ بن حزن بن عمرو بن جابر بن ذوالریاستین خشین بن لای بن عاصم (عصیم) بن شمخ بن فزارہ بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان،

حضرت سمرہ رض کے باپ ان کی صغر سنی مین فوت ہوئے، ماں ان کو لیکر مدینہ آئین، اور انصار مین نکاح کا پیام دیا، لیکن شرط یہ تھی کہ شوہر پر میری اور سمرہ دونون کی کفالت ضروری ہوگی، مری بن شیبان بن ثعلبہ نے اس کو منظور کیا اور عقد ہوگیا، سمرہ نے انھین کے ظل عاطفت مین تربیت پائی،

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، کم سنی کی وجہ سے بدر مین شرکت نہ کی، احد مین انصار کے لڑکے معاینہ کی غرض سے آنحضرت صلعم کے سامنے پیش ہوئے، تو آنحضرت صلعم نے ایک لڑکے کو جنگ کے قابل سمجھکر میدان کی اجازت دی، اور سمرہ کو واپس کیا، سمرہ نے کہا آپ انکو اجازت دیتے ہین حالانکہ مین ان سے طاقتور ہون، اور یقین نہو تو کشتی لڑاکر دیکھ لیجئے، آنحضرت صلعم نے کشتی کا حکم دیا جس مین سمرہ نے اپنے مقابل کو اٹھا کر دے پٹکا، آپ نے اس کے ساتھ ان کو بھی میدان کی اجازت دی،

احد کے بعد تمام غزوات مین شریک ہوئے،

عہد نبوی مدینہ مین بسر کیا، بعد مین بصرہ کی سکونت اختیار کی، ۵۰ھ مین مغیرہ

بن شعبہ والی کوفہ نے انتقال کیا اور زیاد بن سمیہ کو بصرہ کے ساتھ کوفہ کی بھی حکومت ملی، تو اوس نے سمرہ کو بصرہ پر اپنا جانشین (لفٹنٹ گورنر) بنایا، بصرہ اور کوفہ مین ۶-۶ ماہ رہتا تھا، سمرہ بھی اسی طرح رہتے، وہ بصرہ آتا تو یہ کوفہ اور وہ کوفہ پہونچتا تو یہ بصرہ چلے جاتے تھے،

زیاد کا عہد حکومت ہر حیثیت سے یادگار ہے، اس کے عہد مین بسط امن کا جو اہتمام تھا اوس کا یہ اثر تھا کہ کسی قسم کی شورش بصرہ اور کوفہ مین نشو ونما نہ پاسکی، انقلاب پسندون کا ایک گروہ جو زمانۂ قدیم سے موجود تھا، اوس نے سر اُٹھایا تو اچھی طرح اس کی سرکوبی کی گئی،

خوارج جن کا ظہور جناب امیر کے عہد مبارک مین ہوا، نہایت مفسد اور شورہ پشت قوم تھی، حضرت امیر علیہ السلام سے جنگ نہروان مین شکست کھائی اور بڑے بڑے بہادر مارے گئے، لیکن اب بھی اون کا استیصال نہ ہوا، اس بنا پر وقتاً فوقتاً سرکشی کرتے اور علم مخالفت بلند کرتے تھے، بصرہ اور کوفہ اس فرقہ کے صدر مقام تھے، زیاد کو ان کے قلع قمع کی فکر لاحق تھی، حسن اتفاق سے سمرہ بھی انھین کے ہم خیال تھے، اِس بنا پر سمرہ نے خوارج کے قتل کا بالکل تہیہ کر لیا[1]، صاحب اسد الغابہ لکھتے ہین[2]،

کان اذا اتی لواحد منہم قتلہ	سمرہ کے پاس جو خارجی آتا قتل کراتے اور کہتے کہ
ویقول شر قتلی تحت ادیم السماء یکفرون	آسمان کے نیچے یہ سب سے بدتر مقتول ہین، کیون کہ
المسلمین ویسفکون الدماء	مسلمانون کو کافر کہتے ہین اور خونریزی کی طرف
	سبقت کرتے ہین،

اسی شدت اور عداوت کی وجہ سے خوارج، حضرت سمرہ کو بُرا کہتے اور اون کی روش پر اعتراض کرتے تھے، ان کے مقابلہ مین فضلائے بصرہ کا ایک گروہ جس مین ابن سیرین اور

---

[1] طبری صفحہ ۱۰ جلد، [2] اسد الغابہ صفحہ ۴۵۵ جلد ۲،

حسن بصری بھی شامل تھے، ان کی تعریف کرتا، اور ان کی طرف سے جواب دیتا تھا،

رمضان ۵۳ھ جب زیاد نے وفات پائی تو نظامِ حکومت مین بھی تغیر واقع ہوا، بصرہ اور کوفہ دو جداگانہ حکومت قرار پائے اور دو والیون کے ماتحت ہوئے، حضرت سمرہؓ بصرہ کے والی مقرر ہوئے، کم وبیش ایک سال تک اس منصب پر رہے اور ۵۴ھ مین امیر معاویہ کے حکم سے معزول ہوئے،

وفات، ۵۸ھ مین انتقال کیا، جسم مین سردی سما گئی تھی، علاج کے لیے گرم پانی کی دیگ پر بیٹھتے، لیکن فائدہ نہ ہوتا، آخر اسی نے مرض موت کی صورت اختیار کی، ایک روز شدت سے سردی محسوس ہوئی، آتشدانون مین آگ جلوا کر چارون طرف رکھائی، لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا فرمایا کیا بتلاؤن کہ پیٹ کی کیا حالت ہی، غرض اسی بےچینی مین دیگ پر بیٹھے، اور کھولتے پانی مین گر کر انتقال فرما گئے، آنحضرت صلعم نے ابوہریرہ، ابو محذورہ اور سمرہ سے ایک موقع پر کہا تھا کہ تم تینون مین سب کے بعد مرنے والا آگ مین جل کر مرے گا، چنانچہ حضرت سمرہؓ کی وفات نے اس پیشینگوئی کی تصدیق کی،[۱]

اولاد، اولاد کی صحیح تعداد معلوم نہین، دو لڑکون کے نام یہ ہین، سلیمان، سعد،

فضل وکمال، حضرت سمرہؓ فضلائے صحابہ مین تھے، اور باینہمہ کہ عہدِ نبوت مین صغیر السن تھے سیکڑون حدیثین یاد تھین، استیعاب مین ہے،[۲]

کان من الحفاظ المکثرین عن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) — وہ حدیث کے حافظ اور آنحضرت صلعم سے کثیر روایت کرتے تھے،

تہذیب التہذیب مین ہی کہ ان کی احادیث کا ایک بڑا نسخہ ان کے بیٹے کے پاس ہی،[۳]

۱؎ طبقات ابن سعد صفحہ ۲۲ جلد ۷، و اسد الغابہ صفحہ ۳۵۵ جلد ۲، و استیعاب صفحہ ۵۰۰ جلد ۲، ۲؎ استیعاب صفحہ ۵۷۹ جلد ۱، ۳؎ تہذیب صفحہ ۱۹۸ جلد ۴

سیرین کہتے ہین کہ یہ رسالہ علم کے بہت بڑے حصہ پر مشتمل ہے،

حضرت سمرہؓ کو احادیث یاد رکھنے مین خاص اہتمام تھا، حافظہ غیر معمولی تھا، جس بات کا ارادہ کرتے یاد ہوجاتی تھی، آنحضرت صلعم نماز مین دو جگہ ٹھہرا کرتے تھے، ایک تکبیر کے بعد جب سبحانک اللھم پڑھتے، دوسرے ولا الضالین کے بعد جب آمین کہتے، یہ حضرت سمرہؓ کو یاد تھا، اور وہ اس پر عامل بھی تھے، عمران بن حصین جو ان سے معمر صحابی تھے بھول گئے تھے، سمرہ نے نماز مین اس پر عمل کیا تو معترض ہوئے، حضرت ابی بن کعبؓ کو مدینہ خط لکھا گیا، انھون نے جواب دیا کہ سمرہ کو ٹھیک یاد ہے[1]،

اسی طرح خطبہ مین ایک حدیث روایت کی، ثعلبہ بن عباد عبدی موجود تھے، کہتے ہین کہ جب دوبارہ بیان کی تو الفاظ مین کہین بھی تفاوت نہ تھا[2]، بایںہمہ قوت حفظ، روایت حدیث مین محتاط تھے، مسند احمد مین ہے،

انه ليمنعني ان اتكلم بكثير مما كنت اسمع من رسول الله صلعم ان ههنا من هو اكثر مني وكنت ليلسئذ غلاما واني كنت لاحفظ ما اسمع منه (مسند ص ۱۹ ج ۵)	مین نے آنحضرت صلعم سے بہت کچھ سنا ہے، لیکن اسکو بیان کرنے مین اکابر صحابہ کا ادب مانع ہوتا ہے، یہ لوگ مجھسے عمر مین بڑے ہین، مین آنحضرت صلعم کے زمانہ مین لڑکا تھا تاہم جو کچھ سنتا تھا یاد رکھتا تھا،

کبھی کبھی احادیث روایت کرتے اور کسی کو کوئی شبہہ ہوتا تو اوس کا جواب دیتے تھے، ایک شخص نے آنحضرت صلعم کے ایک معجزہ کو سنا اور پوچھا کہ کیا کھانا زیادہ ہوگیا تھا؟ بولے تعجب کی کیا بات ہے؟ لیکن وہان (آسمان) کے سوا اور کہین سے نہین بڑھا تھا[3]،

حضرت سمرہؓ نے آنحضرت صلعم اور ابو عبیدہ بن جراح سے روایتین کین، کتابون مین

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۴۵۴ جلد ۲، [2] مسند صفحہ جلد ۵، [3] مسند صفحہ ۱۲ جلد ۵ [4] مسند صفحہ ۱۰ جلد ۵،

ان کی سند سے کل (۱۲۳) حدیثین مندرج ہین، راویون کے نام حسب ذیل ہین،

حضرت عمران بن حصین، شعبی، ابن ابی لیلے، علی بن ربیعہ، عبد اللہ بن بریدہ، حسن بصری

ابن سیرین، مطرف بن شخیر، ابو العلاء، ابو رجاء، قدامہ بن دبرہ، زید بن عقبہ، ربیع بن عمیلہ

ہلال بن لیاف، ابو نضرۃ العبدی، تعلبہ بن عباد،

اخلاق، حضرت سمرہؓ مین بہت سی اخلاقی خوبیان تھین، وہ نہایت امانت دار، راستگو اور

بہی خواہِ اسلام تھے[1]،

پچھنا لگانا آنحضرت صلعم کی سنت ہے، اس پر عملدرآمد کرتے تھے[2]،

عرب مین احنف نامی ایک شخص نے ایک خاص قسم کی تلوار بنائی تھی جو حنیفیہ کے نام سے

مشہور تھی، آنحضرت صلعم کے پاس اسی قسم کی تلوار تھی، سمرہ نے اوس کی نقل بنوائی، ان کے

شاگردون مین ابن سیرین نے بھی اس تلوار کی نقل لی تھی[3]،

آنحضرت صلعم نماز مین دو جگہ سکوت کرتے تھے، سمرہ کا بھی یہی طرز عمل تھا[4]،

---

[1] استیعاب صفحہ ۵۷۹ جلد ۲، [2] مسند صفحہ ۱۰ جلد ۵، [3] ایضاً صفحہ ۲۰ جلد ۵، [4] ایضاً صفحہ ۲۳ جلد ۵،

حضرت طلحہ بن البراءؓ

طلحہ نام، قبیلۂ عمرو بن عوف کے حلیف اور خاندانِ بلی سے ہین، نسب نامہ یہ ہے،
طلحہ بن براء بن عمیر بن وبرہ بن ثعلبہ بن غنم بن سرّی بن سلمہ بن انیف،

اِن کا آغازِ شباب تھا کہ آنحضرت صلعم نے مدینہ کو ہجرت فرمائی، طلحہ قریب آئے اور آپ کے ہاتھ پانوٗن چوم کر کہا کہ مجکو جو جی چاہے حکم دیجئے تعمیل مین کوتاہی نہ ہوگی، آنحضرت صلعم متعجب ہوئے اور ہنسکر فرمایا جاؤ اور اپنے باپ کو قتل کردو، چلنے لگے تو واپس بلایا کہ مین قطعِ رحم کے لیے مبعوث نہین ہوا،

وفات، اسی زمانہ مین بیمار پڑے، آنحضرت صلعم عیادت کو تشریف لائے، اور چلتے وقت گھر والون سے کہا کہ صحت سے نا اُمیدی ہی، مرین تو فوراً خبر کرنا،

شب کو انتقال ہوا، وفات سے پہلے کہا کہ آنحضرت صلعم کو خبر کرنے کی ضرورت نہین، رات کا وقت ہے راستہ مین کوئی جانور کاٹ لے یا اور کوئی حادثہ پیش آئے اس لیے مجھکو تم ہی لوگ دفن کردو، صبح کو آنحضرت صلعم کو اطلاع ہوئی، صحابہ کو لیکر قبر پر تشریف لائے، نمازِ جنازہ پڑھی، اور ہاتھ اُٹھا کر کہا خدایا طلحہ سے اس طرح مل کہ تو ان سے اور وہ تجھ سے ہنستے ہوئے ہون"،

وفات کے وقت خود نوعمر تھے، اولاد کیا چھوڑتے؟ ہان بوڑھے مان باپ کو چھوڑ گئے، جن کی قسمت مین جوان بیٹے کا صدمہ اُٹھانا مقدر ہوچکا تھا،

اخلاق، جوشِ ایمان، اور حُبِّ رسولؐ کا نظارہ گذشتہ واقعات مین ہو چکا ہے، ان
اوصاف کے ساتھ ایک خوبی یہ بھی تھی کہ اپنی والدہ کے حد درجہ مطیع[1] تھے،

---

[1] ماخوذ از کتب رجال و ابوداؤد،

حضرت عاصم بن عدیؓ

عاصم نام، ابو عمرو کنیت، قبیلۂ قضاعہ کے خاندان بلی سے ہین، نسب نامہ یہ ہے؛

عاصم بن عدی بن الجد بن العجلان بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بن جعل بن عمرو بن ودم بن ذبیان بن ہمیم بن ذہل بن بلی البلوی

قبیلۂ عجلان کے سردار اور معن بن عدی کے بھائی تھے،

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، بدر کی شرکت کے لئے آنحضرت صلعم کے ساتھ چلے، مسجد ضرار تک پہونچے تھے کہ منافقین کے متعلق آنحضرت صلعم کو خبر ملی، تو آپ نے ان کو قبا، اور عوالی کا امیر بنا کر واپس کیا، اور بدریین کے ساتھ غنیمت مین حصہ لگایا،

احد، خندق اور تمام غزوات مین شرکت کی،

عویمر عجلانی جن کے متعلق آیت لعان نازل ہوئی تھی، ان کے بابت آنحضرت صلعم سے انھین نے سوال کیا تھا، یہ غالباً ۹ھ کا واقعہ ہے،

وفات، ۴۵ھ (امیر معاویہ کے زمانۂ خلافت) مین انتقال کیا، اس وقت ان کا سن ۱۱۵ اور ۱۲۰ سال کے درمیان تھا، گھر کے لوگون نے نوحہ کرنا چاہا تو ممانعت فرمائی،

اولاد، ابو البداح اور سہلہ دو اولاد یادگار چھوڑین، سہلہ عبد الرحمن بن عوف کو کہ بنو زہرہ کے ممتاز بزرگ اور عشرۂ مبشرہ مین شامل تھے منسوب تھین[1]،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۹۰ جلد ۳ قسم ۱،

حلیہ، حلیہ مفصل معلوم نہین، طبری مین ہی کہ کوتاہ قد تھے،

فضل وکمال، آنحضرت صلعم سے ۷ حدیثین روایت کین، سہل رضؓ بن سعد شعبی اور ابو البداح

راویون مین ہین،

حضرت عبداللہ رضؓ بن انیس جہنی

نام ونسب، عبداللہ نام، ابویحییٰ کنیت، قبیلۂ قضاعہ سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے، عبداللہ بن انیس بن اسعد بن حرام بن جنیب بن مالک بن غنم بن کعب بن تیم بن نفاثہ بن ایاس بن یربوع بن برک بن دبرہ، برک بن دبرہ کی اولاد قبیلہ جہینہ میں مل گئی تھی اسلیئے جہنی کے نام سے مشہور ہوئی، حضرت عبداللہؓ اسی سبب سے جہنی کہلاتے ہیں،

اسلام، عقبۂ ثانیہ سے پہلے مسلمان ہوئے، اور آنحضرت صلعم سے مکہ جاکر بیعت کی، اور وہیں مقیم ہوئے، پھر مہاجرین کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی، اسلیئے مہاجری انصاری کہلاتے ہیں، جوش ایمان ابھی سے بہت تھا، مدینہ آکر حضرت معاذ بن جبلؓ کے ہمراہ بنو سلمہ کے بت توڑے[1]،

آنحضرت صلعم کے ساتھ شام اور پھر خانۂ کعبہ کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھی،

غزوات، بدر، اُحد اور بعد کے غزوات میں شامل ہوئے، خلد بن شیخ عنبری اسلام کا ایک دشمن تھا، آنحضرت صلعم نے اوس کو ان کے ذریعہ سے قتل کرایا[2]،

آنحضرت صلعم کے بعد شام کی سکونت اختیار کی، بحرِ روم کے کنارہ عسقلان کے قریب غزہ ایک ساحلی شہر ہے اور حدودِ مصر پر واقع ہے، اوسی کو اپنا مسکن بنایا،

مصر اور افریقہ بھی گئے (غالباً جہاد کی وجہ سے)

وفات، ۵۴ھ میں عہد امیر معاویہ میں انتقال فرمایا، یہ ابو قتادہ کی وفات کے ۱۵ روز بعد کا

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۱۲۰ جلد ۳، [2] ابوداؤد،

واقعہ ہی، لیکن یہ صحیح نہین، بعض لوگون نے ۵۴ھ کو سالِ وفات قرار دیا ہے، امام بخاری نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ جب عبد اللہ بن انیس بیمار ہوئے تو ام البنین بنت ابی حباء آئین اور کہا چچا! ابا جان کو میرا اسلام پہونچا ئیگا، اس روایت مین ۱۵ روز بعد کی تصریح موجود ہے،

اولاد، حسب ذیل اولاد چھوڑی، عطیہ، عمرو، ضمرہ، عبد اللہ، خلدۃ،

فضل وکمال، حضرت عبد اللہؓ نہایت جلیل القدر صحابی ہونے کے باوجود صرف ۲۴ حدیثون کے راوی ہین، لیکن اس سے اون کے دامنِ فضل پر کوئی داغ نہین، اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ خود حاشیہ نشینانِ نبوت ان کی طرف رجوع کرتے تھے، مرجعیت علمی کا یہ عالم تھا کہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ جیسے صحابی صرف ایک حدیث کے لیے ایک مہینہ کی مسافت طے کرکے ان کے پاس غزہ پہونچے، صحیح بخاری مین اس واقعہ کا ذکر آیا ہے، لیکن شہر کا نام مذکور نہین[1]،

بعض روایتون مین ہی کہ مصر گئے تھے، اور وہان جاکر ان سے حدیث سُنی تھی، لیکن ہمارے خیال مین یہ راوی کی غلطی ہی، غزہ شام مین ہے اور چونکہ مصر کی سرحد پر واقع ہے اسلیئے بہت ممکن ہے کہ راوی نے اس کو حدود مصر مین داخل سمجھ لیا ہو،

حضرت عبد اللہؓ نے آنحضرتؐ اور حضرت عمرؓ سے حدیث روایت کی ہی، راویون مین بہت سے صحابہ اور تابعین ہین، بعض کے نام یہ ہین،

حضرت جابر بن عبد اللہ، ابو امامہؓ، بسر بن سعید، عبد اللہ بن ابی امیہ، عبد الرحمن و عبد اللہ پسران کعب بن مالک، عبد اللہ و معاذ پسران عبد اللہ بن حبیب، معنوی

---

[1] بخاری صفحہ ۱۷ جلد ۱،

فرزندون کے علاوہ صلبی اولاد بھی ان کے فضل وکمال کی خوشہ چین ہے،

اخلاق، عبادت گذار تھے، لیلۃ القدر مین جاگنا چاہتے تھے، مسجد نبوی سے مکان دور تھا، اسلیئے یہان روزانہ نہ آسکتے تھے، لیلۃ القدر غیر متعین اور کئی تاریخون مین ہوتی ہی اس بنا پر آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ ایک تاریخ معین فرمایئے، تاکہ اوس روز مسجد نبوی بھو بج سکون، آپ نے ۲۳ وین شب متعین کردی، اس کی تعین چونکہ حضرت عبداللہؓ کے سوال کی بدولت ہوئی تھی، اہلِ مدینہ نے اس کا نام لیلۃ الجہنی رکھدیا،[1]

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۱۲۰ جلد ۳، و استیعاب صفحہ ۳۲۲ جلد ۱،

حضرت عبد اللہ بن سلمہ رض

نام و نسب، عبد اللہ نام، ابو محمد کنیت، قبیلۂ بلی سے تھے، اور قبیلۂ اوس مین عمرو بن عوف کے حلیف تھے، نسب نامہ یہ ہے، عبد اللہ بن سلمہ بن مالک بن حارثہ بن عدی بن الجد بن حارثہ بن ضبیعہ، والدہ کا نام انیسہ بنت عدی تھا،

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، بدر مین شرکت کی،

شہادت، اور غزوۂ احد مین شرف شہادت سے مشرف ہوئے، ابن الزبعری نے ان کو قتل کیا، شہدا کی تدفین کے لئے یہ انتظام ہوا تھا کہ دو دو، تین تین، اشخاص ایک قبر مین رکھے جائین، حضرت عبد اللہ بھی اسی طرح دفن ہوتے، لیکن ان کی مان نے خدمت اقدس مین عرض کی کہ میری یہ خواہش ہے کہ اپنے بیٹے کو مکان کے قریب دفن کرون، تاکہ مجھے فی الجملہ تسکین رہے، آنحضرت صلعم نے اجازت دی تو اونٹ پر لاد کر مکان بھیجے گئے، حضرت مجذر بن زیاد ان کے سب سے بڑے دوست تھے، اور سفر آخرت مین بھی ان کے رفیق رہے، جس اونٹ پر حضرت عبد اللہ کی لاش تھی، اوسی پر اون کی لاش بھی رکھی گئی، اور دونون کو ایک کمبل مین لپیٹ کر مدینہ بھیجا گیا، عبد اللہ نہایت لحیم شحیم، اور مجذر دبلے پتلے آدمی تھے، اونٹ پر برابر اُترے تو سب کو بڑا تعجب تھا، آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ توازن جسم کا نہین بلکہ ان کے اعمال کا کرشمہ ہے،

فضل وکمال، اسلام کے ابتدائی زمانہ مین شہید ہونے کی وجہ سے ان سے کوئی روایت منقول نہین،

البتہ شاعری کی یادگارین باقی ہین،

انا الذی یقال اصلی من بلی — اطعن بالصعدۃ حتی تنثنی

لوگون مین میرے ہی متعلق مشہور ہے کہ قبیلۂ بلی مین ایک نمازگذار ہون — جب نیزہ ٹوٹ جاتا ہے تو اوسکا چھوٹا حصہ لیکر بھونکتا ہون

ولا یری مجذر الجنی قرئی

لیکن مین مجذر کو کوئی سخت کام کرتے نہین دیکھتا

---

[1] ماخوذ از اصابہ صفحہ ۱۰ جلد ۴ و اسد الغابہ صفحہ ۷۷ اجلد ۳ و استیعاب صفحہ ۳۹۵ جلد ۱

حضرت عبد اللہ بن سلام رضؓ

نام ونسب، عبد اللہ نام، ابو یوسف کنیت، حبر لقب، یہود مدینہ کے خاندان قینقاع سے تھے، جس کا سلسلۂ نسب حضرت یوسف علیہ السلام پر منتہی ہوتا تھا، مختصراً آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے، عبد اللہ بن سلام بن حارث، قبیلۂ خزرج میں ایک خاندان بنی عوف کے نام سے مشہور ہے، اوس میں ایک شاخ کا نام قواقل ہی، حضرت عبد اللہؓ انہیں قواقل کے حلیف تھے،

ایام جاہلیت میں ان کا نام حصین تھا، لیکن آنحضرت صلعم نے عبد اللہ رکھا،

اسلام، آنحضرت صلعم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، اور مالک بن نجار کے محلہ میں ناقہ سے اُترے تو عبد اللہ بن سلام کو خبر ہوئی، وہ اپنے بچوں کے لئے باغ میں پھل چننے گئے تھے، جلدی سے پھل لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، لیکن چونکہ ابھی آنحضرت صلعم کا کوئی مستقر نہ تھا واپس گئے، آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ ہمارے اعزہ (انصار) میں سب سے قریب کس کا مکان ہے، حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے بڑھکر کہا میں سب سے قریب رہتا ہوں، میرا گھر یہ ہی اور یہ دروازہ ہی، آنحضرت صلعم نے اون کے مکان کو اپنا مسکن بنایا، اب عبد اللہ بن سلام آئے اور کہا آپ سے تین باتیں دریافت کرتا ہوں جو انبیاء کے سوا کسی کو معلوم نہیں، آنحضرت صلعم نے اون کا جواب دیا تو فوراً بول اُٹھے اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انک رسول اللہ! اس کے بعد کہا کہ یہود افترپرداز قوم ہی، اور میں عالم ابن عالم اور رئیس ابن الرئیس ہوں، آپ ان کو بلا کر میری نسبت دریافت کیجئے، لیکن میرے مسلمان ہوجانے کی خبر نہ دیجئے گا،

آنحضرت صلعم نے یہود کو طلب فرماکر اسلام کی دعوت دی اور کہا عبد اللہ بن سلام کون شخص ہین؟ بولے ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہین، فرمایا وہ مسلمان ہوسکتے ہین؟ جواب ملا کبھی نہین، عبد اللہ بن سلام مکان کے ایک گوشہ مین چھپے ہوئے تھے آنحضرت صلعم نے آواز دی، تو کلمہ پڑھتے ہوئے باہر نکل آئے اور یہودیون سے کہا ذرا خدا سے ڈرو، تمھین خوب معلوم ہی کہ یہ رسول ہین اور انکا مذہب بالکل سچا ہے، اور باایں ہمہ ایمان لانے پر آمادہ نہین ہوتے، یہود کو خلاف توقع جو خفت نصیب ہوئی اوس نے اون کے خرمن امن وسکون پر بجلی گرادی سب نے غصہ مین کہا کہ تم جھوٹے ہو اور ہماری جماعت کے بدتر شخص ہو اور تمھارا باپ بھی بدتر تھا، حضرت عبد اللہؓ نے کہا رسول اللہ! آپ نے دیکھا! مجھکو اسی کا خوف تھا[۱]،

غزوات، بدر اور اُحد کی شرکت کے متعلق اختلاف ہی، صاحب طبقات کے نزدیک خندق انکا پہلا غزوہ تھا، اسلئے انھون نے صحابہ کے تیسرے طبقہ یعنے اصحاب خندق مین انکا تذکرہ لکھا ہے، خندق کے بعد جو معرکے پیش آئے وہ اُن مین بھی شامل ہوئے،

عہد نبوت کے بعد خلافت فاروقی مین جب حضرت عمرؓ صلح بیت المقدس کے لیئے مدینہ سے روانہ ہوئے تو حضرت عبد اللہؓ ہمراہ تھے،

حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت مین جب باغیون نے اِن کے مکان کا محاصرہ کرکے ان کے قتل کی تیاریان کین تو عبد اللہ بن سلامؓ حضرت عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا آپ کی مدد کے لیئے تیار ہون فرمایا آپ کا مکان کے اندر رہنا ٹھیک نہین، باہر جاکر مجمع کو منتشر کیجئے، حضرت عبد اللہؓ باہر تشریف لائے اور ایک مختصر تقریر کی جس کا ترجمہ

[۱] صحیح بخاری صفحہ ۵۵۶ و ۵۶۱ جلد ا،

درج ذیل ہی،

"لوگو! میرا نام جاہلیت مین فلان تھا (یعنے حصین) آنحضرت صلعم نے عبد اللہ رکھا میرے متعلق قرآن مجید مین کئی آیتین نازل ہوئین، چنانچہ شہد شاہد من بنی اسرائیل اور قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب میرے ہی شان مین اُتری ہین! خدا کی تلوار اب تک نیام مین ہی، اور فرشتون نے تمھارے شہر کو کہ رسول اللہؐ کا ہجرتگاہ ہے اپنا نشیمن بنالیا ہی، پس ڈرو! خدا سے ڈرو! اور ان کو (حضرت عثمانؓ) کو قتل نہ کرو، خدا کی قسم! اگر تم اِن کے قتل پر کمر بستہ ہوئے تو تمھارے ہمسایہ فرشتے مدینہ چھوڑ دین گے، اور خدا کی وہ تلوار نکل پڑے گی جو اِس وقت تک نیام مین بند ہی، اور جو پھر قیامت تک نیام مین واپس نہ جائیگی"! لیکن سنگدلون پر اس پُر زور تقریر کا کچھ اثر نہ ہوا، بلکہ اِس کے خلاف شقاوت اور زیادہ ترقی کر گئی بولے کہ "اِس یہودی اور عثمان دونون کو قتل کر ڈالو"

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے زمانۂ خلافت مین مدینہ سے کوفہ دار الخلافہ منتقل کیا تو انھون نے کہا کہ آپ رسول اللہ صلعم کا منبر نہ چھوڑئیے، ورنہ پھر اس کی زیارت نہ کرسکین گے لوگون نے حضرت علیؓ کو خبر کی تو فرمایا وہ بیچارے نہایت نیک آدمی ہین،[۱]

وفات، ۴۳ھ مین مدینۂ منورہ مین انتقال کیا، یہ امیر معاویہ کا زمانۂ خلافت تھا،

اولاد، دو بیٹے یادگار چھوڑے، یوسف، اور محمد، دونون آنحضرت صلعم کے عہد مین تولد ہوئے تھے، یوسف بڑے تھے، آنحضرت صلعم نے اِن کو اپنی گود مین بٹھایا، سر پر ہاتھ پھیرا اور یوسف نام رکھا،[۲]

حلیہ، مفصل حلیہ معلوم نہین، ایام پیری مین ضعف کی وجہ سے عصا لیکر چلتے تھے اور آسیر[۳]

---

[۱] صحیح ترمذی صفحہ ۶۲۸، [۲] اصابہ صفحہ ۱۸ جلد ۴، [۳] مسند صفحہ ۳۵ جلد ۴،

ٹیک لگاتے تھے[۱]، چہرہ پر خشوع کے آثار ہر وقت نمایاں تھے[۲]،

فضل وکمال، | توراۃ، انجیل، قرآن مجید، احادیث نبوی، ان تمام آسمانی لعل وجواہر سے انکا سینہ بقعۂ نور بنا ہوا تھا، توراۃ پر جو عبور تھا اوس کے متعلق علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ مین لکھتے ہین[۳]،

کان عبد اللہ بن سلام عالم اہل الکتاب وفاضلھم فی زمانہ بالمدینۃ۔ | عبد اللہ بن سلام مدینہ مین اہل کتاب کے سب سے بڑے عالم تھے،

مسلمان ہوکر علوم اسلامیہ پر توجہ کی اور حدیث مین مرجع کل بن گئے، اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہی کہ حضرت ابوہریرہؓ جو تمام صحابہ مین حدیث کے سب سے بڑے گنجینہ دار تھے، ان سے حدیثین دریافت کرتے تھے، حضرت ابوہریرہؓ ایک بار شام گئے، اور کعب احبار سے ایک حدیث بیان کی انھون نے کئی مرتبہ رد وقدح کی اور اخیر مین حضرت ابوہریرہؓ کے موافق ہو گئے، ابوہریرہؓ نے مدینہ آکر عبد اللہ بن سلامؓ سے یہ واقعہ بیان کیا، انھون نے کہا کہ کعب نے جھوٹ کہا، لیکن جب معلوم ہوا کہ ہمخیال ہو گئے تھے تو وہ خاموش ہو گئے، پھر فرمایا جانتے ہو وہ وقت کونسا ہی، یہ سنکر ابوہریرہؓ پیچھے پڑ گئے کہ جلد بتلائیے، فرمایا عصر اور مغرب کے درمیان! ابوہریرہؓ نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے، عصر اور مغرب کے درمیان کوئی نماز ہی نہین، فرمایا تم کو معلوم نہین، آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کے انتظار مین بیٹھا رہے وہ گویا نماز ہی مین ہوتا ہے[۴]،

باایں ہمہ جلالت قدر ان سے صرف ۲۵ روایتین منقول ہین، راویون مین بعض صحابۂ کرام بھی ہین، جن کے نام نامی یہ ہین، انس بن مالکؓ، زرارہ بن اوفے، ابوہریرہؓ، عبد اللہ

---

۱ مسند صفحہ ۴۵۲ جلد ۵، ۲ اصابہ صفحہ ۷۱ جلد ۴، ۳ ایضاً ص ۲۲ ج ۱، ۴ مسند صفحہ ۴۵۱ و ۴۵۳ جلد ۵،

بن معقل، عبد اللہ بن حنظلہ، تلامذۂ خاص کے نام حسب ذیل ہیں، حزشہ بن الحر، قیس بن عباد

ابوسلمہ بن عبد الرحمن، حمزہ بن یوسف (پوتے) عمر بن محمد (پوتے) عوف بن مالک، ابو بردہ

بن ابو موسیٰ، ابو سعید المقبری، عبادہ الزرقی، عطار بن یسار، عبید اللہ بن حبیش غفاری،

حضرت عبد اللہؓ سے ایک خاص حدیث منقول ہے، جس کے اخیر میں ہے کہ آنحضرت

صلعم نے ہم کو جمع کر کے سَبَّحَ لِلّٰہِ چند آیتیں پڑھیں، حضرت عبد اللہؓ نے اپنے شاگردوں کے سامنے

وہی آیتیں پڑھیں اور پھر بالترتیب عطار بن یسار، ہلال بن ابی میمونہ یحییٰ بن ابی کثیر نے اپنے

اپنے زمانہ میں اس سنت کو قائم رکھا، لیکن یحییٰ کے شاگرد اوزاعی پر پہونچکر اس کا سلسلہ ٹوٹ گیا[1]

اخلاق، | اخلاقی حیثیت سے حضرت عبد اللہؓ کا پایۂ عظمت بہت بلند ہے، صحیح بخاری میں

حضرت سعدؓ وقاص سے روایت آئی ہے کہ آنحضرت صلعم نے کسی زمین پر چلنے والے شخص کو

جنتی نہیں فرمایا، البتہ عبد اللہ بن سلام کو فرمایا تھا[2]، صحیح ترمذی میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ

کی وفات ہوئی تو شاگردوں سے فرمایا کہ میں دنیا سے اٹھ رہا ہوں، لیکن میرے ساتھ علم نہیں

اٹھتا، جو شخص اس کی جستجو کرے گا، پالے گا، اس کے بعد چار شخصوں کے نام گنائے جنہیں

عبد اللہ بن سلام کے متعلق کہا[3]،

کان یھودیا فاسلم فانی سمعت رسول اللہ | پہلے وہ یہودی تھے پھر مسلمان ہوئے اور میں نے آنحضرت

صلعم یقول انہ عاشر عشرۃ فی الجنۃ | صلعم سے سنا ہے کہ وہ گیارہویں جنتی ہیں،

باانیہمہ فضیلت، انکسار کا یہ عالم تھا کہ مسجد نبوی میں ایک روز نماز کے لئے آئے، اور لوگوں نے

کہا کہ جنتی شخص ہیں تو فرمایا کہ جس بات کو آدمی جانتا نہو اوس کو زبان سے نہ نکالنا چاہیئے، اس کے بعد

اپنے اوس خواب کا ذکر کیا جس کی آنحضرت صلعم نے تعبیر دی تھی کہ اسلام پر تمام عمر قائم رہو گے[4]،

[1] مسند صفحہ ۴۵۲ جلد ۵، [2] صحیح بخاری صفحہ ۵۳۸ جلد ۱، [3] جامع ترمذی صفحہ ۶۲۲، [4] صحیح بخاری صفحہ ۵۳۸ جلد ۱،

اس واقعہ کے ساتھ ایک اور واقعہ بھی ملا یا جائے تو انکسار کا نہایت مکمل اور دیدہ زیب مرقع پیش نظر ہو جاتا ہی، ایک مرتبہ لکڑیون کا گٹھا اُٹھا کر لا رہے تھے، لوگون نے کہا کہ آپ کو اس سے خدا نے مستغنی کیا ہی، فرمایا ہان یہ ٹھیک ہی لیکن مین اِس کبر و غرور کا قلع قمع کرنا چاہتا ہون،[1]

حق و صداقت کا جوش بے اندازہ تھا، فرماتے تھے کہ تم کو ایک بار قریش سے لڑائی پیش آئے گی، اوس وقت اگر مجھ مین قوت نہ ہو تو تخت پر بٹھا کر مجکو فریقین کی صفون کے درمیان رکھدینا،[2]

---

[1] تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۳۲ جلد ۱، [2] استیعاب صفحہ ۹۶ جلد ۱،

حضرت عبداللہ رضؓ بن طارق

نام ونسب، عبداللہ نام تھا، قبیلۂ بلی سے تھے، اور انصار مین قبیلۂ ظفر کے حلیف تھے، سلسلۂ نسب یہ ہی، عبداللہ بن طارق بن عمرو بن مالک، مصنفین رجال کو ان کی نسبت مین اختلاف ہی، چنانچہ بعض لوگ ان کو ظفری کہتے ہین، ابن سعد کے نزدیک ظفری اور بلوی دو جداگانہ اشخاص ہین، لیکن ہمارے نزدیک ان نامون کی شخصیت ایک ہے، بلوی اپنے قبیلہ کی نسبت سے اور ظفری حلف کی نسبت سے مشہور رہتے، اور یہ عرب مین عام طور پر رائج تھا اوپر اس کی متعدد مثالین گذر چکی ہین،

والدہ کا نام معلوم نہین، اتنا پتہ چلتا ہی کہ معتب بن عبید اور یہ دونون اخیافی بھائی تھے،

اسلام، ہجرت کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے،

غزوات، بدر اور احد مین شرکت کی،

وفات، ۳ھ کے آخر مین آنحضرت صلعم نے قبیلۂ عضل اور قارہ مین ۶ آدمیون کو اشاعت اسلام کے لئے روانہ کیا تھا، عبداللہ بھی اس جماعت کے ایک رکن تھے، رجیع پہونچے تو قبیلہ ہذیل نے سرکشی کر کے ان لوگون کا محاصرہ کیا، مرثدؓ بن ابی مرثد، خالدؓ بن کبیر اور عاصمؓ بن ثابت وہین لڑکر قتل ہوئے، خبیب بن عدیؓ، عبداللہؓ بن طارق، اور زیدؓ بن دثنہ کفار کے ہاتھ آئے، اور ان کے ساتھ مکہ چلے، ظہران ایک مقام ہی، وہان پہونچکر حضرت عبداللہؓ نے رسّی سے ہاتھ چھڑا یا اور تلوار کھینچ کر پیچھے ہٹے کفار نے پتھر مارنا شروع کیے جس سے

جان بحق تسلیم ہوئے،

بارگاہ نبوت کے مشہور شاعر حسانؓ بن ثابت نے اِس واقعہ کو نظم کر دیا ہے، اور اِن بزرگون کے نام گنائے ہین، جس شعر مین حضرت عبد اللہؓ کا نام نامی ہی وہ یہ ہی،

وابن الدثنة وابن طارق منهم　　　وافاه ثم حمامه المكتوب

اِس نظم کا پہلا شعر یہ ہے،

صلى الاله على الذين تتابعوا　　　يوم الرجيع فاكرموا واثيبوا

حضرت عبد اللہؓ کی قبر ظہران مین موجود ہی اور آج تک اِس واقعہ ہائلہ کی یاد کو تازہ کرتی ہی،

فضل وکمال، قرآن وحدیث مین حضرت عبد اللہؓ کو جو دستگاہ تھی، وہ اِس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم نے اِن کو اشاعتِ اِسلام کے لیئے روانہ فرمایا تھا، آج مسلمانون مین ہر جگہ احکام دین سے ناواقف ہونے کا رونا ہے، لیکن اُس زمانہ مین یہ بات نہ تھی، وہ اشاعتِ اسلام کے ساتھ حفاظتِ اسلام کے مسائلہ پر بھی غور کرتے تھے، چنانچہ نومسلمون کو قرآن، مسائل اور ارکان اِسلام کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی، صاحب اسد الغابہ لکھتے ہین،

بعثهم رسول الله.... ليفقهوهم في الدين ويعلموهم القران وشرائع الاسلام ....

یعنے اِن کو رسول اللہ صلعم نے اسلیئے بھیجا تھا کہ مسائل دین کی تعلیم دین، قرآن پڑھا دین اور اسلام کی ضروری باتین سکھا دین،

ماخوذ از اصابہ صفحہ ۰۰ جلد ۴ و اسد الغابہ صفحہ ۰۰ جلد ۳ و استیعاب صفحہ ۳۶۹ جلد ۱،

حضرت عدیؓ بن ابی الزغباء

نام ونسب، عدی نام، قبیلۂ جہینہ سے ہیں، انصار مین بنو نجار کے حلیف تھے، نسب نامہ یہ ہے، عدی بن ابی الزغباء سنان بن سبیع بن ثعلبہ بن ربیعہ بن زہرہ بن بدیل بن سعد بن عدی بن کاہل بن نصر بن مالک بن غطفان بن قیس بن جہینہ،

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، بدر، احد، خندق اور تمام غزوات مین شرکت کی، بدر مین آنحضرت صلعم غزوہ کے ارادہ سے نکلے تو مشرکین کی خبر معلوم کرنے کے لیئے دو شخصون کو آگے بڑھایا، ان مین عدی بھی تھے، چاہ بدر کے قریب آکر واپس ہوئے اور آنحضرت صلعم کو قریش کے ارادہ سے اطلاع[1] دی،

وفات، حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین انتقال فرمایا،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ، جلد ۲ قسم ا،

حضرت عقبہ بن وہبؓ

نام ونسب، عقبہ نام تھا، قبیلۂ غطفان سے تھے، اور بنو سالم کے حلیف تھے، نسب نامہ یہ ہے: عقبہ بن وہب بن کلدہ بن الجعدہ بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بہثہ بن عبد اللہ بن غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان،

اسلام، عقبۂ اولیٰ مین اسلام سے مشرف ہوئے، عقبۂ ثانیہ کی بیعت مین بھی شرکت کی، بعض کا خیال ہو کہ انصار مین یہ سب سے پہلے مسلمان ہین، اسلام لاکر مکہ مین مقیم ہوئے، اور مہاجرین کے ہمراہ ہجرت نبوی سے قبل مدینہ آئے، اس بنا پر یہ مہاجر ہین اور انصار بھی،

غزوات، بدر، اُحد اور تمام غزوات مین شریک ہوئے، غزوۂ اُحد مین جب آنحضرت صلعم کے سر مین خود کی چند کڑیان گھس گئین، تو عام روایت یہ ہو کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے دانت سے کھینچین، لیکن بعض کا خیال ہو کہ اس مین عقبہ بھی اون کے مددگار تھے،

ماخوذ از اصابہ صفحہ ۲۵۴ جلد ۴، واسد الغابہ صفحہ ۴۲۱ و ۴۲۲ جلد ۳، واستیعاب صفحہ ۵۰۲ جلد ۲،

حضرت کعب بن عجرہؓ

نام ونسب، [1] کعب نام، ابو محمد کنیت، خاندان بلی سے تھے، اور قواقل کے حلیف تھے، نسب نامہ یہ ہی، کعب بن عجرہ بن اُمیہ بن عدی بن عبید بن خالد بن عمرو بن عوف بن غنم بن سواد بن مری بن اراشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسیل بن فران بن بلی، بن عمرو بن حارث بن قضاعہ،

واقدی نے اِن کو انصار مین داخل کیا ہی، اور حلف کے منکر ہین، لیکن ابن سعد نے اس کی تردید کی ہی، اور لکھاہے کہ مین نے انصار کے نسب نامہ مین اِن کا نام تلاش کیا لیکن کہین نہ ملا،

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، تمام غزوات مین شرکت کی، عمرۂ حدیبیہ مین آنحضرت صلعم کے ہمراہ تھے، سر مین اِس کثرت سے جوین پڑ ین تھین کہ جھڑ جھڑ کر چہرہ پر گرتی تھین، آنحضرت صلعم نے دیکھا تو فرمایا تم کو سخت تکلیف ہے، اپنا سر منڈوا دو، حضرت کعبؓ اگرچہ احرام باندھے ہوئے تھے تاہم سر منڈوانا پڑا، فدیہ کے متعلق آیت اُتری تو آنحضرت صلعم نے ارشاد کیا کہ تمھارے لئے تین صورتین ہین، خواہ ۶ مسکینون کو ایک فرق (۳ صاع) کھانا دو، یا ایک بکری ذبح کرو، یا تین روزے رکھو،[2] معلوم نہین حضرت کعبؓ نے کون سی صورت اختیار کی، بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ قربانی کی مقدرت نہ تھی، اس بنا پر صرف دو صورتین باقی رہجاتی ہین،

---

[1] اصابہ صفحہ ۳۰۲ جلد ۵، [2] صحیح بخاری صفحہ ۶۴۸ جلد ۲

عام حالات،	عہد نبوت کے بعد کوفہ مین سکونت اختیار کی،
وفات،	اور ۵۱ ھ مین مدینہ آکر انتقال کیا، اوس وقت ۵۰ برس کا سن تھا،
اولاد،	چار بیٹے چھوڑے جو حدیث کے راویون مین ہین، اون کے نام یہ ہین اسحاق، عبد الملک، محمد، ربیع،
حلیہ،	ایک ہاتھ کسی غزوہ مین کٹ گیا تھا، سر پر گھنے بال تھے،
فضل وکمال،	آنحضرت صلعم، حضرت عمرؓ، اور حضرت بلالؓ سے روایت کی، راویون مین حسب ذیل حضرات ہین،

ابن عمرؓ، جابرؓ، عبد اللہ بن عمرو بن عاص، ابن عباسؓ، عبد اللہ بن معقل ابن مقرن مزنی، طارق بن شہاب، ابو وائل، زید بن وہب، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ، ابن سیرین، ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود، محمد بن کعب قرظی، ابو ثمامہ حناط، سعید مقبری، عاصم عدوی، موسیٰ بن وردان،

روایتون کی تعداد (۴۷) ہے،

اخلاق،	حمایت حق اور حب رسولؐ دو چیزین حضرت کعبؓ کے اخلاق مین نہایت روشن ہین،

آنحضرت صلعم نے ایک روز خطبہ دیا جس مین اسلام کی ایک خانہ جنگی کا تذکرہ تھا، کعب بیٹھے تھے، اون کا بیان ہے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ وقت سامنے آگیا ہے، اتنے مین ایک شخص چادر اوڑھے سامنے سے گذرا، آنحضرت صلعم نے کہا اوس روز یہ شخص حق پر ہوگا، کعب فوراً اٹھے اور اون کے بازو پکڑ کر کہا یا رسول اللہ! یہ شخص؟ فرمایا

لہ ابن سعد صفحہ جلد قسم، لہ مسند صفحہ ۲۴۲ جلد ۴،

ہان، کعب نے چہرہ دیکھا تو حضرت عثمانؓ تھے،

طبرانی کی کتاب الاوسط مین ہے کہ ایک روز کعب آنحضرت صلعم کی خدمت مین آئے، چہرۂ مبارک (بھوک کی وجہ سے) متغیر دیکھکر جلدی سے کہین گئے، ایک یہودی اونٹ کو پانی پلا رہا تھا، انھون نے فی ڈول ایک چھوہارے کے حساب سے مزدوری کی، کچھ چھوہارے جمع ہوئے تو خدمت اقدس مین لیکر آئے، اور پیش کیے[۲]،

---

[۱] مسند صفحہ ۴۴۲ جلد ۴، [۲] اصابہ صفحہ ۳۰۴ جلد ۵،

حضرت مجذرؓ بن زیاد

نام ونسب، عبداللہ نام، مجذر لقب، قبیلۂ بلی سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہے، مجذر بن زیاد بن عمرو بن اخرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن عمرو بن تیشرہ بن شنو بن قشر بن تیم بن عوو مناہ بن باح بن تیم بن اراسہ بن عامر بن عبیلہ بن غیل بن قرآن بن بلی،

اسلام، غالباً ہجرت کے بعد اسلام لائے،

غزوات، غزوۂ بدر مین شرکت کی، ابوالبختری کہ مین ایک نہایت رحم دل اور نیک نفس شخص تھا، قیام مکہ کے زمانہ مین آنحضرت صلعم کو قریش کے ہاتھون جو تکلیفین پہونچتین تو وہ آنحضرت صلعم کی طرف سے سینہ سپر ہوتا، بنو ہاشم کے مقاطعہ کی نسبت جو عہدنامہ لکھکر کعبہ مین آویزان کیا گیا تھا، اوس کے اتروانے مین ابوالبختری کا خاص حصہ تھا، اس بنا پر آنحضرت صلعم نے غزوۂ بدر مین صحابہ کو تاکید کی کہ اوس کو پانا تو قتل نہ کرنا، حضرت مجذرؓ میدان مین آئے تو اس سے سامنا ہوگیا، اونٹ پر سوار تھا، پیچھے ایک دوسرا شخص بھی بیٹھا تھا، جو اوس کے مال ومتاع کا نگران تھا، مجذرؓ نے کہا کہ "تمھارے قتل کی رسول اللہ صلعم نے ممانعت کی ہی، لیکن دوسرے شخص کے لیئے کچھ نہین کہا اس بنا پر اسکو کسی طرح نہ چھوڑونگا" ابوالبختری بولا "یہ تو بڑے شرم کی بات ہی، قریش کی عورتین کہین گی کہ جینے کی بڑی ہوس تھی، ساتھی کو قتل کرایا اور خود نہ مرگیا،" غرض اونٹ سے اُترا اور داد شجاعت دیتے ہوئے جان دی، حضرت مجذرؓ آنحضرت صلعم کی خدمت مین آئے اور قسم کھا کر کہا کہ مین اوس کو لانا چاہتا تھا، لیکن وہ لڑائی کے سوا کسی چیز پر راضی نہ ہوا،

وفات، بدر کے بعد اُحد مین شریک ہوئے اور جام شہادت نوش فرمایا، ایام جاہلیت مین انھون نے سوید بن صامت کو قتل کیا تھا، جس سے جنگ بعاث کی نوبت آئی تھی، اسلام لاکر وہ معاملہ رفت وگذشت ہوگیا، لیکن سوید کے بیٹے حارث کے دل مین مسلمان ہونے کے باوجود اون کی طرف سے غبار تھا، اس نے اِن کو اپنے باپ کے عوض قتل کیا اور مرتد ہوکر مکہ کی راہ لی، ۸ھ مین جب مکہ خلافت الٰہی مین داخل ہوا تو مسلمان ہوکر آنحضرت صلعم کے پاس آیا، آنحضرت صلعم نے مجذر کے عوض اِس کے قتل کا حکم دیا،

---

[1] اصابہ صفحہ ۳۴ جلد ۶، اسد الغابہ صفحہ ۳۰۲ جلد ۴، استیعاب صفحہ ۲۹۰ جلد ۱،

حضرت معنؓ بن عدی

نام و نسب، معن نام، قبیلۂ بلی سے ہین، عمرو بن عوف کے حلیف تھے، سلسلۂ نسب یہ ہے معن بن عدی بن الجد بن عجلان، حضرت عاصمؓ بن عدی کا حال ہم اوپر لکھ آئے ہین، معن انھین کے بھائی تھے،

اسلام، عقبۂ ثانیہ مین مشرف بہ اسلام ہوئے،

غزوات، حضرت عمرؓ کے بھائی زیدؓ سے مواخاۃ ہوئی، غزوۂ بدر مین شریک ہوئے[1] احد خندق، اور تمام غزوات مین آنحضرت صلعم کے ہمرکاب تھے، آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا تو صحابہ کہتے تھے کہ کاش ہم آپ کے سامنے مرجاتے! اور یہ وقت نہ دیکھتے، معلوم نہین آیندہ کن بلاؤن کا سامنا ہو" معن بن عدی نے سُنا تو کہا مجھے یہ آرزو نہین، مین یہ چاہتا ہون کہ جس طرح آنحضرت صلعم کی زندگی مین مین نے تصدیق کی تھی وفات کے بعد بھی آپ کی تصدیق کرون[2]،

سقیفہ کے واقعہ مین حضرت عمرؓ نے جن دو صالح اشخاص سے ملنے کا ذکر کیا ہے، اون مین ایک یہ بھی تھے[3]، حضرت عمرؓ وغیرہ کو انصار کے ارادہ سے آگاہ کیا اور یہ مشورہ دیا کہ آپ لوگ وہان نہ جائین، بلکہ اپنی جگہ پر رہ کر فیصلہ کرلین[4]،

حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت مین حضرت خالدؓ، مرتدین کی مہم پر روانہ ہوئے، تو یہ بھی ہمراہ تھے، وہان سے دوسو[200] سوار لیکر مرتدین کی دیکھ بھال کے لیئے یمامہ آئے[5]،

[1] صحیح بخاری صفحہ ۴، ۵ جلد ۲، [2] فتح الباری صفحہ ۱۳۲ جلد ۱۲، [3] صحیح بخاری صفحہ ۳، ۵ جلد ۲، [4] ایضاً صفحہ ۱۰۱۰ جلد ۲، [5] اصابہ صفحہ ۱۶۹ جلد ۵